اٰتَی سے پہلے مَنْ محذوف ہے۔ اَلْمَالَ اس کا مفعول اوّل ہے۔ عَلٰی حُبِّہٖ متعلق فعل ہے اور 355 اس میں ہٖ کی ضمیر اَلْمَالَ کے لیے ہے۔ ذَوِی الْقُرْبٰی سے فِی الرِّقَابِ تک اٰتَی کے مفعول ثانی ہیں۔ اسی طرح اَقَامَ الصَّلٰوۃَ۔ اٰتَی الزَّکٰوۃَ اور اَلْمُوْفُوْنَ سے پہلے بھی مَنْ محذوف ہے۔

ترجمہ

لَیْسَ الْبِرَّ	اَنْ تُوَلُّوْا	وُجُوْھَکُمْ	قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
کل نیکی یہی نہیں ہے	کہ تم لوگ پھیر لو	اپنے چہروں کو	مغرب اور مشرق کی طرف

وَلٰکِنَّ	الْبِرَّ	مَنْ	اٰمَنَ	بِاللّٰہِ	وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
اور لیکن (بلکہ)	نیکی	اس کی ہے جو	ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَالْمَلٰٓئِکَۃِ	وَالْکِتٰبِ	وَالنَّبِیّٖنَ ج	وَاٰتَی	الْمَالَ	عَلٰی حُبِّہٖ
اور فرشتوں پر	اور کتاب پر	اور نبیوں پر	اور (جس نے) دیا	مال	اس کی محبت کے باوجود

ذَوِی الْقُرْبٰی	وَالْیَتٰمٰی	وَالْمَسٰکِیْنَ	وَابْنَ السَّبِیْلِ لا
قرابت داروں کو	اور یتیموں کو	اور مسکینوں کو	اور راستے کے بیٹے (مسافر) کو

وَالسَّآئِلِیْنَ	وَفِی الرِّقَابِ ج	وَاَقَامَ	الصَّلٰوۃَ
اور مانگنے والوں کو	اور غلاموں کو آزاد کرانے میں	اور (جس نے) قائم کیا	نماز کو

وَاٰتَی	الزَّکٰوۃَ ج	وَالْمُوْفُوْنَ	بِعَھْدِھِمْ	اِذَا
اور (جس نے) پہنچایا	زکوٰۃ کو	اور (جو) پورا کرنے والے ہیں	اپنے عہد کو	جب بھی

عٰھَدُوْا ج	وَالصّٰبِرِیْنَ	فِی الْبَاْسَآءِ
وہ لوگ باہمی معاہدہ کریں	اور ثابت قدم رہنے والے	(فقر وفاقہ کی) سختیوں میں

وَالضَّرَّآءِ	وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط	اُولٰٓئِکَ	الَّذِیْنَ
اور تکالیف میں	اور گھمسان کی جنگ کے وقت	یہ	وہ لوگ ہیں جنہوں نے

صَدَقُوْا ط	وَاُولٰٓئِکَ	ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ
سچ کر دکھایا (نیکی کو)	اور یہ لوگ	ہی متقی ہیں

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۲/۲ کے نوٹ۔۱ میں وضاحت کی جا چکی ہے کہ عربی میں کسی قریبی چیز کی بلندی اور عظمت کے اظہار کے لیے اشارہ قریب کے بجائے اشارہ بعید استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لحاظ سے اس آیت میں اُولٰٓئِکَ کا ترجمہ ''وہ'' کے بجائے ''یہ'' کیا گیا ہے۔

نوٹ۔2	آسان عربی گرامر حصہ اوّل کے پیراگراف ۷:۱۹ میں آپ کو بتایا گیا تھا کہ لفظ ذُوْ (والا) جب مضاف بن کر آتا ہے تو رفع۔نصب اور جرّ میں یہ ذُوْ۔ ذَا۔ ذِی استعمال ہوتا ہے۔اب نوٹ کرلیں کہ اس کی جمع رفع میں ذَوُوْ اور نصب و جر دونوں میں ذَوِیْ آتی ہے۔اس آیت میں مفعول ہونے کی وجہ سے ذَوِی منصوب ہے۔

355

نوٹ۔3	یہ آیت تحویلِ قبلہ کے حکم کا تتمہ ہے۔اس حکم سے ذہنوں میں جو اُلجھن پیدا ہوئی تھی اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان نیکی کے کسی جز کو ہی کل نیکی سمجھ بیٹھتا ہے۔اس آیت میں اسی غلطی کی نشاندہی کرنے کے بعد کل نیکی کی تعریف (definition) بیان کردی گئی ہے۔

آیت نمبر (178)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۸﴾ ﴾

ق ص ص

(ن)	قَصًّا اور قَصَصًا	کسی چیز کو قینچی سے کاٹنا۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ زیادہ تر دو مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔(۱) کوئی واقعہ یا قصہ بیان کرنا۔سنانا۔(۲) کسی کے نقوش یا آثار پر چلنا۔پیچھا کرنا۔﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ﴾(16/ النحل:118)''اور ان لوگوں پر جو یہودی ہوئے ہم نے حرام کیا اس کو جو ہم نے سنایا آپؐ کو اس سے پہلے۔''﴿ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ ﴾(18/ الکہف:64)''تو وہ دونوں واپس ہوئے اپنے نقشِ قدم پر پیچھا کرتے ہوئے۔''
	قُصَّ اور اُقْصُصْ	فعل امر ہے (مضاعف میں فعل امر ادغام کے ساتھ اور ادغام کے بغیر، دونوں طرح استعمال ہوتا ہے)۔تو سنا۔تو پیچھا کر۔﴿ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ﴾(28/ القصص:11)''اور انہوں نے کہا ان کی بہن سے تو پیچھا کر ان کا۔''﴿ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ ﴾(7/ الاعراف:176)''پس آپؐ بیان کریں واقعات شائد وہ لوگ غور وفکر کریں۔''
	قِصَّةٌ	ج قِصَصٌ۔ اسم ذات ہے۔ واقعہ۔ قصہ۔ ﴿ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ ﴾(12/ یوسف:111)''یقیناً ان کے قصوں میں ایک عبرت ہے۔''
	قِصَاصٌ	کسی جرم یا کسی کا بدلہ۔(یعنی کام کے آثار کا پیچھا کرتے ہوئے کام کرنے والے تک پہنچنا تا کہ اس کے ساتھ بھی وہی کام کیا جائے)۔آیت زیر مطالعہ۔

ح ر ر

(س)	حَرَارًا	آزاد ہونا۔

355

(ن۔ض)	حَرَارَةً	گرم ہونا۔
	حُرٌّ	صفت ہے۔آزاد۔آیت زیر مطالعہ۔
	حَرٌّ	اسم ذات ہے۔گرمی ﴿وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ﴾ (9/التوبہ:81)''اور ان لوگوں نے کہا کہ تم لوگ مت نکلو گرمی میں۔''
	حَرُوْرٌ	فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔سخت گرمی۔لُو۔تیز دھوپ۔﴿وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ﴾ (35/فاطر:21)''اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ۔''
	حَرِيْرٌ	فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔باریک ریشم۔﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ (22/الحج:23)''اور ان کا لباس ہے اس میں باریک ریشم۔''
(تفعیل)	تَحْرِيْرًا	کسی کو آزاد کرنا۔﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ (4/النساء:92)''تو ایک مومن گردن یعنی غلام کا آزاد کرنا۔''
	مُحَرَّرٌ	اسم المفعول ہے۔آزاد کیا ہوا۔﴿رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا﴾ (3/آل عمران:35)''اے میرے رب! میں نے نذر کیا تیرے لیے اس کو جو میرے پیٹ میں ہے آزاد کیا ہوا۔''

ء ن ث

(ک)	اَنَثًا	نرم و ملائم ہونا۔مادہ ہونا۔عورت ہونا۔
	اُنْثٰى	ج اِنَاثٌ فُعْلٰى کا وزن ہے۔مادہ۔مؤنث۔﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا﴾ (4/النساء:117)''وہ لوگ نہیں پکارتے اس کے یعنی اللہ کے علاوہ مگر کچھ عورتوں کو۔''

ء د ی

(ض)	اَدْيًا	کسی کا حق پہچاننا۔حق دینا۔
	اَدَاءٌ	اسم ذات ہے۔ادائیگی۔واپسی۔آیت زیر مطالعہ۔
(تفعیل)	تَادِيَةً	حق دار کو اس کا حق واپس کرنا۔﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ﴾ (3/آل عمران:75)''اور ان میں وہ بھی ہے جو کہ اگر تو امانت رکھے اس کے پاس ایک دینار تو وہ واپس نہیں کرے گا اس کو تیری طرف۔''
	اَدِّ	فعل امر ہے۔تو واپس کر۔﴿اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ﴾ (44/الدخان:18)''کہ تم لوگ واپس کرو میری طرف اللہ کے بندوں کو۔''

ترکیب

كُتِبَ ماضی مجہول ہے،اَلْقِصَاصُ اس کا نائب فاعل ہے جب کہ عَلَيْكُمْ اور فِي الْقَتْلٰى متعلق فعل ہیں۔اَلْحُرُّ۔وَالْعَبْدُ اور وَالْاُنْثٰى، تینوں مبتداء ہیں۔ان کی خبریں قِصَاصٌ محذوف ہیں جب کہ بِالْحُرِّ۔بِالْعَبْدِ اور بِالْاُنْثٰى متعلق خبر تھیں جواب قائم مقام خبر ہیں۔فَمَنْ مبتداء ہے اور عُفِيَ سے شَيْءٌ تک جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔عُفِيَ ماضی مجہول ہے،شَيْءٌ اس کا نائب فاعل ہے جب کہ لَهٗ اور مِنْ اَخِيْهِ متعلق فعل ہیں۔لَهٗ میں هٗ کی ضمیر مَنْ کے لیے ہے جو قاتل کے لیے آیا ہے۔اَخِيْ کا لفظ مقتول کے ولی کے لیے ہے اور اس کے ساتھ هِ کی ضمیر مَنْ یعنی قاتل کے لیے ہے۔فَاتِّبَاعٌ اور اَدَاءٌ مبتداء نکرہ ہیں کیونکہ عام قاعدے کا بیان ہے۔ان دونوں کی خبر محذوف ہے جو وَاجِبٌ یا لَازِمٌ ہوسکتی ہے۔بِالْمَعْرُوْفِ۔اِلَيْهِ اور بِاِحْسَانٍ متعلق خبر ہیں۔اِلَيْهِ میں هِ کی ضمیر اَخِيْ یعنی مقتول کے ولی کے لیے ہے۔ذٰلِكَ مبتداء ہے۔تَخْفِيْفٌ اس کی خبر اوّل ہے اور رَحْمَةٌ خبر ثانی ہے جب کہ مِنْ رَّبِّكُمْ متعلق خبر ہیں۔فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ شرط ہے اور فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ جواب شرط ہے۔

355

ترجمہ

فِی الْقَتْلٰی ؕ	الْقِصَاصُ	عَلَیْکُمُ	کُتِبَ	یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
مقتولوں میں (یعنی مقتولوں کا)	بدلہ	تم لوگوں پر	فرض کیا گیا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو

بِالْاُنْثٰی ؕ	وَالْاُنْثٰی	بِالْعَبْدِ	وَالْعَبْدُ	بِالْحُرِّ	اَلْحُرُّ
(تو) عورت سے	اور عورت ہے	(تو) غلام سے	اور غلام ہے	آزاد سے	(قاتل) آزاد ہے (تو بدلہ ہے)

شَیْءٌ	مِنْ اَخِیْهِ	فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ
کوئی چیز	اس کے بھائی (کی طرف) سے	پس جس کے لیے معاف کی گئی

بِاِحْسَانٍ ؕ	اِلَیْهِ	وَاَدَآءٌ	بِالْمَعْرُوْفِ	فَاتِّبَاعٌ
خوبصورت انداز سے	اس کی طرف	اور ادائیگی ہے	بھلے طریقے سے	تو پیروی کرنا ہے

فَمَنِ اعْتَدٰی	وَرَحْمَةٌ ؕ	مِّنْ رَّبِّکُمْ	تَخْفِیْفٌ	ذٰلِكَ
پس جو زیادتی کرے گا	اور رحمت ہے	تمہارے رب (کی جانب) سے	ہلکا کرنا ہے	یہ

عَذَابٌ اَلِیْمٌ	فَلَهٗ	بَعْدَ ذٰلِكَ
ایک دردناک عذاب ہے	تو اس کے لیے	اس کے بعد

نوٹ۔1

مادہ ''ق ت ل'' کی لغت آیت۔ ۲/۷۲ کے تحت دی گئی ہے۔ وہاں پر لفظ قَتْلٰی سہوًا رہ گیا تھا۔ اب نوٹ کرلیں کہ فَعِیْلٌ کے وزن پر قَتِیْلٌ بمعنی مقتول آتا ہے اور اس کی جمع قَتْلٰی ہے۔

نوٹ۔2

عرب کے دو قبائل میں جنگ ہوئی جس میں طرفین کے بہت سے آدمی، آزاد۔ غلام اور عورتیں قتل ہوگئے۔ ابھی ان کا تصفیہ ہونے نہیں پایا تھا کہ دونوں قبیلوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد قصاص لینے کی بات شروع ہوئی تو بڑے قبیلے نے کہا کہ ہم اس وقت تک راضی نہ ہوں گے۔ جب تک ہمارے غلام کے بدلے دوسرے کا آزاد آدمی اور عورت کے بدلے میں مرد قتل نہ کیا جائے۔

اس مطالبہ کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی۔ اسلام نے اپنا عادلانہ قانون یہ نافذ کردیا کہ جس نے قتل کیا ہے وہی قصاص میں قتل کیا جائے۔ قاتل اگر عورت یا غلام ہے تو اس کے بدلے میں کسی بے گناہ آزاد کو قتل کرنا ظلم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیت کا حاصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ جس نے قتل کیا ہے وہی قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ (منقول از معارف القرآن)۔

معارف القرآن، تفہیم القرآن اور دیگر تفاسیر کے مطالعہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آیت کے مذکورہ حصہ میں اصل حکم یہ ہے کہ یہ مت دیکھو کہ مقتول کون ہے۔ وہ خواہ آزاد ہو یا غلام ہو یا عورت ہو، بہرصورت قاتل کو گرفتار کرنا اسلامی اجتماعیت (یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) یعنی حکومت پر اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے۔ پھر جب قاتل پر جرم ثابت ہوجائے تو یہ مت دیکھو کہ قاتل آزاد ہے یا غلام ہے یا عورت ہے، بہرصورت بدلے میں اس کو قتل کرنا حکومت پر فرض کیا گیا ہے۔ کسی صدرِ مملکت حتیٰ کہ کسی ''اسلامی

جمہوریہ'' کے صدر مملکت کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی قاتل کو معاف کر دے۔ یہ اختیار صرف مقتول کے وارثوں کو حاصل ہے۔
اس پر اجماعِ اُمّت ہے کہ مقتول کے وارثوں کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ خود قاتل سے[355] بدلہ لیں۔ اس کے لیے حکومت سے رجوع کرنا لازمی ہے۔ پھر اگر وہ قاتل کو معاف نہیں کرتے تو حکومت اس کو پھانسی دے گی۔

آیت نمبر (179)

﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾﴾

ل ب ب

(ن) لَبًّا: کسی چیز کا جوہر نکالنا۔ بادام یا اخروٹ وغیرہ کی گری نکالنا۔
لَبَبًا: عقلمند ہونا۔ (انسان کا جوہر اس کی عقل ہے)۔
لَبٌّ: ج اَلْبَابٌ۔ اسم ذات ہے۔ خالص عقل۔ (جو آمیزش یعنی وہم اور جذبات وغیرہ سے پاک ہو)۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

حَيٰوةٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ لَكُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے جب کہ فِي الْقِصَاصِ متعلق خبر ہے۔ اُولِي مضاف ہے اور حرفِ ندا یا کی وجہ سے منصوب ہے اور اَلْاَلْبَابِ مضاف الیہ ہے۔

ترجمہ

وَ لَكُمْ	فِي الْقِصَاصِ	حَيٰوةٌ	يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ	لَعَلَّكُمْ
اور تم لوگوں کے لیے	(قتل کے) بدلے میں	زندگی ہے	اے عقل والو	شائد کہ تم لوگ

تَتَّقُوْنَ
تقویٰ اختیار کرو

آیت نمبر (180)

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ اِلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۭ ﴿۱۸۰﴾﴾

ترکیب

اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اور اِنْ تَرَكَ خَيْرًا شرط ہے۔ باقی آیت جوابِ شرط ہے۔ كُتِبَ ماضی مجہول ہے اور اس کا نائب فاعل اَلْوَصِيَّةُ ہے۔ عَلَيْكُمْ اور لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ متعلق فعل ہیں جب کہ حَقًّا حال ہے كُتِبَ الْوَصِيَّةُ کا۔

ترجمہ

كُتِبَ	عَلَيْكُمْ	اِذَا	حَضَرَ	اَحَدَكُمُ	الْمَوْتُ	اِنْ
فرض کیا گیا	تم لوگوں پر	جب بھی	سامنے آئے	تم میں کے کسی ایک کو	موت	(اور) اگر

تَرَكَ	خَيْرًا ۖۚ	اِلْوَصِيَّةُ	لِلْوَالِدَيْنِ	وَالْاَقْرَبِيْنَ

اس نے چھوڑا	کچھ مال	وصیت کو	والدین کے لیے	اور قرابت داروں کے لیے

355

بِالْمَعْرُوْفِ ج	حَقًّا	عَلَى الْمُتَّقِيْنَ
دستور کے مطابق	حق ہوتے ہوئے	متقی لوگوں پر

نوٹ-1 سورۃ النساء میں آیات میراث کے نزول کے بعد ورثاء کے لیے وصیت کرنا فرض نہیں رہا۔ البتہ غیر ورثاء کے لیے ایک تہائی مال کے اندر اندر وصیت کی جا سکتی ہے۔ دو تہائی مال ورثاء میں لازماً تقسیم ہوگا۔

آیت نمبر(2/البقرہ:181)

﴿فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَمَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ١٨١؁ۭ﴾

ترکیب مَنْ شرطیہ ہے۔ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ شرط ہے اور فَاِنَّمَا سے يُبَدِّلُوْنَهٗ تک جواب شرط ہے۔ بَدَّلَهٗ۔ سَمِعَهٗ اور يُبَدِّلُوْنَهٗ میں ہٗ کی مذکر ضمیریں اَلْوَصِيَّةُ کے لیے آئی ہیں جو کہ مؤنث ہے۔ یہ ایک غیر معمولی بات ہے لیکن سیاق وسباق کا تقاضہ ہے کہ ان ضمیروں کو اَلْوَصِيَّةُ کے لیے ہی مانا جائے۔ اس کا جواز تلاش کرنے سے بہتر ہے کہ اس صورتحال کو ہم قرآن مجید کے ایک استثناء کے طور پر قبول کرلیں۔ اِثْمُهٗ میں ہٗ کی ضمیر بَدَّلَ کے مصدر تَبْدِيْلٌ کے لیے ہے۔

ترجمہ

فَمَنْۢ	بَدَّلَهٗ	بَعْدَمَا	سَمِعَهٗ	فَاِنَّمَآ
پس جس نے	تبدیل کیا اس کو	اس کے بعد کہ جو	اس نے سنا اس کو	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

اِثْمُهٗ	عَلَى الَّذِيْنَ	يُبَدِّلُوْنَهٗ ط	اِنَّ اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
اس کا گناہ	ان لوگوں پر ہے جو	تبدیل کرتے ہیں اس کو	یقیناً اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

آیت نمبر(182)

﴿فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ١٨٢؁ۧ﴾

ج ن ف

(س) جَنَفًا راستہ سے ہٹ جانا۔ فیصلے میں جانبداری کرنا۔

جَنَفٌ اس ذات ہے۔ جانبداری۔۔ معروف سے انحراف۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفاعل) تَجَانُفًا کسی کی طرف مائل ہونا۔ جھکنا۔

مُتَجَانِفٌ اسم الفاعل ہے۔ مائل ہونے والا۔ جھکنے والا۔﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ﴾ (5/المائدہ:3)''پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں جھکنے والا نہ ہوتے ہوئے گناہ کی طرف۔''

ترکیب

مَنْ شرطیہ ہے۔ خَافَ سے بَیْنَھُمْ تک شرط ہے اور فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ جواب شرط ہے۔ مِنْ مُّوْصٍ متعلق فعل ہے جب کہ 355 جَنَفًا اور اِثْمًا دونوں خَافَ کا مفعول ہیں۔ فَاَصْلَحَ کا مفعول اَلْوَصِیَّۃَ محذوف ہے۔ بَیْنَھُمْ میں ھُمْ کی ضمیر ان لوگوں کے لیے ہے جن کے لیے وصیت کی گئی ہے۔ اِثْمَ سے پہلے لائے نفی جنس ہے۔

ترجمہ

فَمَنْ	خَافَ	مِنْ مُّوْصٍ	جَنَفًا	اَوْ اِثْمًا
پس جس کو	اندیشہ ہو	کسی وصیت کرنے والے سے	جانبداری کا	یا کسی گناہ کا

فَاَصْلَحَ	بَیْنَھُمْ	فَلَآ اِثْمَ	عَلَیْہِ ؕ
پھر اس نے درست کر دیا (یعنی دستور کے مطابق کر دیا)	ان لوگوں کے مابین	تو کوئی گناہ نہیں ہے	اس پر

اِنَّ اللّٰہَ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ
یقیناً اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

اگر کسی صویت میں جانبداری کا پہلو ہو تو گواہوں کی طرف سے اس میں اصلاح کی کوشش وصیت تبدیل کرنے کے ضمن میں نہیں آئے گی جس کی گذشتہ آیت میں ممانعت کی گئی ہے۔ البتہ گواہوں کو خود وصیت میں اصلاح کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اگر موقع ہو تو وصیت سنتے وقت وصیت کرنے والے کو اس میں اصلاح پر آمادہ کرے۔ بصورتِ دیگر وصیت صحیح بیان کرنے کے بعد وارثوں کی باہمی رضامندی سے اس میں اصلاح کرائے۔

آیت نمبر (183)

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ ﴾

ص و م

(ن) صِیَامًا: کسی کام سے رُک جانا۔ روزہ رکھنا۔ ﴿ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ ﴾ (2/ البقرہ:184) ''اور یہ کہ تم لوگ روزہ رکھو، زیادہ بہتر ہے تم لوگوں کے لیے۔''

صَوْمٌ: اسم ذات ہے (واحد اور جمع دونوں کے لیے)۔ کسی سے رک جانے کا عہد۔ روزہ۔

(ن) ﴿ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ﴿۲۶﴾ ﴾ (19/ مریم:26) ''میں نے منت مانگی الرحمن کے لیے ایک روزے کی۔ پس میں ہرگز بات نہیں کروں گی آج کسی انسان سے۔''

صَائِمٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ روزہ رکھنے والا۔ روزہ دار۔ ﴿ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ ﴾ (33/ الاحزاب:35) ''اور روزے دار مرد اور روزے دار عورتیں۔''

ترکیب

یٰٓاَیُّھَا ندا اور الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا منادیٰ ہے۔ کُتِبَ ماضی مجہول ہے اور الصِّیَامُ اس کا نائب فاعل ہے جب عَلَیْکُمْ متعلق فعل ہے۔

ترجمہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	کُتِبَ	عَلَیْکُمْ	الصِّیَامُ	کَمَا	کُتِبَ

اے لوگوں جو	ایمان لائے	فرض کیا گیا	تم لوگوں پر	روزہ رکھنے کو	جیسا کہ	فرض کیا گیا

355

عَلَی الَّذِیۡنَ	مِنۡ قَبۡلِکُمۡ	لَعَلَّکُمۡ	تَتَّقُوۡنَ
ان لوگوں پر جو	تم سے پہلے تھے	شائد کہ تم لوگ	تقویٰ اختیار کرو

آیت نمبر (184)

﴿ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ
فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ ؕ وَ اَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾ ﴾

س ف ر

(ن) سَفۡرًا: کسی چیز سے پردہ اُٹھانا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً (۱) لکھنا۔ حقائق سے پردہ اُٹھانا۔ (۲) سفر پر روانہ ہونا۔ راستوں سے پردہ اُٹھانا۔

سَفَرٌ: ج اَسۡفَارٌ۔ اسم ذات ہے۔ سفر۔ آیت زیر مطالعہ۔ ﴿ رَبَّنَا بٰعِدۡ بَیۡنَ اَسۡفَارِنَا ﴾ (34/سبا:19) ''اے ہمارے رب! تو دراز کردے ہمارے سفروں کے درمیان یعنی منزلوں کو۔''

سِفۡرٌ: ج اَسۡفَارٌ۔ اسم ذات ہے۔ کتاب۔ ﴿ کَمَثَلِ الۡحِمَارِ یَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ؕ ﴾ (62/الجمعہ:5) ''اس گدھے کی مثال کی مانند ہے جو اُٹھاتا ہے کتابیں۔''

سَافِرٌ: ج سَفَرَۃٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ لکھنے والا۔ ﴿ بِاَیۡدِیۡ سَفَرَۃٍ ﴿ۙ۱۵﴾ ﴾ (80/عبس:15) ''لکھنے والوں کے ہاتھوں میں۔''

(افعال) اِسۡفَارًا: کسی چیز کے رنگ سے پردہ اُٹھنا۔ چمکنا۔ روشن ہونا۔ ﴿ وَ الصُّبۡحِ اِذَاۤ اَسۡفَرَ ﴿ۙ۳۴﴾ ﴾ (74/المدثر:34) ''اور صبح جب وہ روشن ہو۔''

مُسۡفِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ چمکنے والا۔ روشن ہونے والا۔ ﴿ وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ مُّسۡفِرَۃٌ ﴿ۙ۳۸﴾ ﴾ (80/عبس:38) ''کچھ چہرے اس دن روشن ہونے والے ہیں۔''

ط و ق

(ن) طَوۡقًا: گلے میں حلقہ یا طوق ہونا۔ کسی کام کی اہلیت یا طاقت ہونا۔

طَاقَۃٌ: اسم ذات ہے۔ قدرت۔ طاقت۔ ﴿ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ ﴾ (2/البقرہ:286) ''اے ہمارے رب! تو وہ بوجھ نہ اُٹھوا ہم سے جس کی طاقت نہیں ہے ہم کو۔''

(افعال) اِطَاقَۃً: کسی کام کو کرنے کی طاقت یا قدرت رکھنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

مرکب توصیفی اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ گذشتہ آیت کے کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مَنۡ شرطیہ ہے۔ کَانَ سے عَلٰی سَفَرٍ تک شرط ہے اور فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ جواب شرط ہے۔ کَانَ کا اسم اس میں شامل ھُوَ کی ضمیر ہے جو مَنۡ کے لیے ہے جب کہ مَرِیۡضًا خبر ہے۔ اس کی خبر ثانی محذوف ہے جو کہ مُسَافِرًا ہو سکتی ہے۔ عَلٰی سَفَرٍ قائم مقام خبر ہے۔ اس جملہ میں آفاقی صداقت کا بیان ہے۔ اس لیے کَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

فَعِدَّۃٌ مبتداء نکرہ ہے کیونکہ عام قاعدہ بیان ہو رہا ہے۔ اس کی خبر وَاجِبٌ محذوف ہے۔ متعلق خبر اَیَّامٍ اُخَرَ مرکب

توصیفی ہے۔ فُعْلٰی کی جمع فُعَلٌ کے وزن پر اُخَرٌ آنا چاہیے لیکن یہ خلاف قاعدہ اُخَرُ غیر منصرف استعمال ہوتا ہے اور یہاں اُخَرَ اَیَّامٍ کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ فِدْیَۃٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اس کی بھی خبر واجبٌ محذوف ہے[355]۔ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ يُطِيْقُوْنَهٗ میں ہٗ کی ضمیر الصِّيَام کے لیے ہے۔ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ بدل ہے فِدْيَةٌ کا۔

ترجمہ

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ	فَمَنْ كَانَ	مِنْكُمْ	مَّرِيْضًا	اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	فَعِدَّةٌ
گنے ہونے کچھ دن ہیں	پس جو	تم میں سے	مریض ہے	یا کسی سفر پر ہے	تو شمار ہے

مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ	وَعَلَى الَّذِيْنَ	يُطِيْقُوْنَهٗ	فِدْيَةٌ	طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ
دوسرے کسی دنوں سے	اور ان لوگوں پر جو	طاقت رکھتے ہیں اس کی	فدیہ ہے	ایک مسکین کا کھانا

فَمَنْ تَطَوَّعَ	خَيْرًا	فَهُوَ خَيْرٌ	لَّهٗ ؕ	وَاَنْ
پھر جو نفلاً زیادہ کرے	کسی نیکی کو	تو یہ بہتر ہے	اس کے لیے	اور یہ کہ

تَصُوْمُوْا	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ
تم لوگ روزہ رکھو	زیادہ اچھا ہے	تمہارے لیے	اگر تم لوگ	جانتے ہو

نوٹ۔1

اسلام کے دیگر احکام کی طرح روزے کو بھی بتدریج فرض کیا گیا۔ شروع میں ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھنے کی ہدایت تھی لیکن یہ فرض نہیں تھا۔ پھر مدینہ میں یہ آیات نازل ہوئیں جس میں روزہ فرض کیا گیا۔ اس میں مریض اور مسافر کے علاوہ ان لوگوں کو بھی رخصت دی گئی جو طاقت رکھنے کے باوجود روزہ نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ کہ وہ روزے کے بدلے فدیہ دے دیں۔ یہ بھی عبوری حکم تھا۔ حتمی حکم کی آیات بعد میں نازل ہوئیں۔

نوٹ۔2

ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے لیکن زندگی کی گہما گہمی میں ہمیں یہ احساس نہیں رہتا کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں اور جس حال میں ہوتے ہیں اللہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ہم جو کچھ کر رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ (۴/۵۷)اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کے احساس کا تقویٰ کے ساتھ ایک مثبت ربط (POSITIVE CORRELATION) ہے۔ یہ احساس جیسے جیسے زیادہ ہوتا ہے، تقویٰ کی کیفیت بھی اسی تناسب سے گہری ہوتی ہے۔ اور یہ احساس جتنا کم ہوگا، تقویٰ میں بھی اتنی کمی ہو جائے گی۔

اب نوٹ کریں کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا کل مدار اس احساس پر ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے۔ لاشعور کی سطح سے اس احساس کو بلند کر کے اگر ہم پورے شعوری احساس کے ساتھ ایک مہینے کے روزے رکھیں تو اُمید کی جا سکتی ہے کہ رمضان کے بعد بھی تقوٰی کی کیفیت برقرار رہے۔

آیت نمبر(185)

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ

وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَ لِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ وَ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمۡ وَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾

355

ش ھ ر

(ف)	شَھۡرًا	(۱) کسی کی مشہوری کرنا۔(۲) ایک مہینہ کی مدت گزارنا۔
	شَھۡرٌ	ج شُھُوۡرٌ اور اَشۡھُرٌ۔ اسم ذات ہے۔مہینہ۔ماہ۔﴿ اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰہِ اثۡنَا عَشَرَ شَھۡرًا ﴾(9/التوبہ:36)''بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے پاس بارہ مہینے ہیں۔''﴿ فَسِیۡحُوۡا فِی الۡاَرۡضِ اَرۡبَعَۃَ اَشۡھُرٍ ﴾(9/التوبہ:2)''پس گھوم پھر لو زمین میں چار مہینے۔''

ر م ض

(س)	رَمَضًا	دن کا گرم ہونا۔گرم زمین پر پاؤں جلنا
	رَمَضَانُ	ہجری سال کا نواں مہینہ۔رمضان۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ق ر ء

(ف)	قُرۡاٰنًا اور قِرَاءَۃً	دو چیزوں کو اکٹھا کرنا۔جمع کرنا۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔مثلاً (۱) پڑھنا (پڑھنے والا الفاظ کو اکٹھا کرتا ہے)۔(۲) پڑھ کر سنانا۔اس معنی میں علی کے صلہ کے ساتھ آتا ہے۔(۳) مدت گزارنا۔(کسی مقررہ وقت کے شروع ہونے اور ختم ہونے کے لمحہ کو اکٹھا کرنے سے ایک مدت وجود میں آتی ہے۔﴿ فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ ﴿ۚ۱۸﴾ ﴾(75/القیٰمۃ:18)''پھر جب ہم پڑھیں اس کو تو آپؐ پیروی کریں اس کے پڑھنے کی۔''﴿ قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰہُ لِتَقۡرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکۡثٍ ﴾(17/بنی اسرائیل:106)''اور قرآن،ہم نے الگ الگ کیا اس کو تا کہ آپؐ پڑھ کر سنائیں اسے لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر)۔
	اِقۡرَاۡ	فعل امر ہے۔تو پڑھ۔﴿ اِقۡرَاۡ کِتٰبَکَ ؕ ﴾(17/بنی اسرائیل:14)''تو پڑھ اپنی کتاب کو۔''
	قُرۡاٰنٌ	اسم ذات بھی ہے۔پڑھی جانے والی چیز۔پیغام۔خط۔کتاب وغیرہ۔اصطلاحاً اب اس لفظ کا استعمال صرف آخری وحی کے لیے مخصوص ہے۔اس لیے کسی اور کتاب وغیرہ کے لیے اس کا استعمال غلط مانا جاتا ہے۔قرآن۔آیت زیرِ مطالعہ۔
	قُرۡءٌ	ج قُرُوۡءٌ۔ اسم ذات ہے۔مدت۔قرآن مجید میں اسے خواتین کے ایک طہر اور حیض کی جامع مدت کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔﴿ وَ الۡمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِھِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوۡٓءٍ ؕ ﴾(2/البقرہ:228)''اور طلاق یافتہ خواتین رکی رہتی ہیں اپنے نفس سے تین مدتوں تک۔''
(افعال)	اِقۡرَاءً	کسی کو پڑھنا۔﴿ سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۙ﴿۶﴾ ﴾(87/الاعلیٰ:6)''ہم پڑھائیں گے آپؐ کو پھر آپؐ نہیں بھولیں گے۔''

ی س ر

(ض۔ک)	یَسۡرًا	نرم و آسان ہونا(لازم)۔نرم و آسان کرنا(متعدی)۔رزق و روزی میں کشادہ ہونا۔
	مَیۡسُوۡرٌ	اسم المفعول ہے۔نرم و آسان کیا ہوا۔﴿ فَقُلۡ لَّھُمۡ قَوۡلًا مَّیۡسُوۡرًا ﴿۲۸﴾ ﴾(17/بنی اسرائیل:28)''پس تو کہہ ان سے نرم کی ہوئی بات۔''

	یَسِیْرٌ	فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔نرم۔آسان۔﴿ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾(22/الحج:70) 355 ’’یقیناً یہ اللہ پر آسان ہے۔‘‘
	یُسْرٰی	فُعْلٰی کا وزن ہے۔نرمی۔سہولت۔کشادگی۔﴿ وَ نُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴾(87/الاعلیٰ:8)’’اور ہم پہنچائیں گے آپؐ کو کشادگی اور سہولت تک۔‘‘
	یُسْرٌ	اسم ذات ہے۔نرمی۔آسانی۔﴿ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴾(94/الم نشرح:5-6)’’پس یقیناً سختی کے ساتھ ہی نرمی ہے،یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔‘‘
	مَیْسَرَۃٌ	رزق میں کشادگی۔﴿ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ﴾(2/البقرہ:280)’’تو مہلت ہے رزق میں کشادگی تک۔‘‘
	مَیْسِرٌ	جوا۔سٹہ۔﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ﴾(2/البقرہ:219)’’یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے جوئے اور شراب کے بارے میں۔‘‘
(تفعیل)	تَیْسِیْرًا	(۱) کسی چیز کو کسی کے لیے رفتہ رفتہ آسان کر دینا۔(۲) کسی کو کسی جگہ پہنچا دینا (یعنی رفتہ رفتہ راستہ آسان کرنا)۔﴿ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ ﴾(54/القمر:17)’’اور ہم نے آسان کر دیا قرآن کو یاددہانی کے لیے۔‘‘ پہنچانے کے مفہوم کے لیے اوپر آیت نمبر 87/الاعلیٰ:8 دیکھیں۔
	یَسِّرْ	فعل امر ہے۔تو آسان کر۔﴿ وَ يَسِّرْ لِيْۤ اَمْرِيْ ﴾(20/طٰہٰ:26)’’اور تو آسان کر دے میرے لیے میرے کام کو۔‘‘
(تفعّل)	تَیَسُّرًا	آسان ہونا۔﴿ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴾(73/المزمل:20)’’تو تم لوگ پڑھو اس کو جو آسان ہو قرآن میں سے۔‘‘
(استفعال)	اِسْتِیْسَارًا	آسان سمجھنا۔﴿ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ﴾(2/البقرہ:196)’’پھر اگر تم لوگ گھیر لیے جاؤ تو جو آسان سمجھو قربانی میں سے۔‘‘

ع س ر

(س۔ک)	عُسْرًا	سخت اور دشوار ہونا۔رزق میں تنگ دست ہونا۔
	عَسِرٌ	صفت ہے۔سخت مشکل۔﴿ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴾(54/القمر:8)’’کہیں گے کافر لوگ یہ ایک سخت دن ہے۔‘‘
	عَسِیْرٌ	فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔سخت۔دشوار۔﴿ وَ كَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴾(25/الفرقان:26)’’اور کافروں پر وہ ایک سخت دن ہوگا۔‘‘
	عُسْرٌ	اسم ذات ہے۔سختی۔تنگی۔آیت زیرِ مطالعہ۔
	عُسْرٰی	فُعْلٰی کا وزن ہے۔سختی۔دشواری۔﴿ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ﴾(92/الیل:10)’’پس ہم پہنچائیں گے اس کو سختی اور دشواری تک۔‘‘
(تفاعل)	تَعَاسُرًا	باہم سختی کرنا۔ضد کرنا۔﴿ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ﴾(65/الطلاق:6)’’اور اگر باہم ضد کرو گے تو دودھ پلائے گی اس کے لیے دوسری۔‘‘

ک م ل

(ک)	کَمَالًا	کسی چیز کے اجزاء اور صفات کی کمی کا ختم ہونا۔مکمل ہونا۔پورا ہونا۔

كَامِلٌ — فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ پورا ہونے والا یعنی پورا۔ مکمل۔ ﴿ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ (16/النحل:25) ”تا کہ وہ لوگ اُٹھائیں اپنے بوجھ پورے کے پورے قیامت کے دن۔“

(افعال) **اِكْمَالًا** — پورا کرنا۔ مکمل کرنا۔ ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ﴾ (5/المائدہ:3) ”آج کے دن میں نے مکمل کیا تمہارے لیے تمہارے نظامِ حیات کو۔“

ترکیب

شَهْرُ رَمَضَانَ خبر ہے۔ اس کا مبتداءھِیَ محذوف ہے جو کہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ کا بدل ہے۔ اَلَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ صفت ہے شَهْرُ رَمَضَانَ کی۔ هُدًى اور بَيِّنٰتٍ حال ہیں الْقُرْاٰنُ کا، اس لیے نصب میں ہیں۔ فَمَنْ شرطیہ ہے۔ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ شرط ہے اور فَلْيَصُمْهُ جواب شرط ہے۔ اَلشَّهْرَ پر لام تعریف ہے اور فَلْيَصُمْهُ فعل امر غائب ہے۔ اور اس میں ہٗ کی ضمیر اَلشَّهْرَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

شَهْرُ رَمَضَانَ	اَلَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ	الْقُرْاٰنُ	هُدًى
(یہ) رمضان کا مہینہ ہے	اُتارا گیا جس میں	قرآن کو	ہدایت ہوتے ہوئے

لِّلنَّاسِ	وَبَيِّنٰتٍ	مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ	فَمَنْ	شَهِدَ
لوگوں کے لیے	اور واضح ہوتے ہوئے	فرقان اور ہدایت میں سے	پس جو	موجود ہو

مِنْكُمُ	الشَّهْرَ	فَلْيَصُمْهُ ؕ	وَمَنْ كَانَ	مَرِيْضًا
تم میں سے	اس مہینہ میں	تو اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے اس میں	اور جو	مریض ہے

اَوْ عَلٰی سَفَرٍ	فَعِدَّةٌ	مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ	يُرِيْدُ اللّٰهُ	بِكُمُ
یا کسی سفر پر ہے	تو گنتی ہے	دوسرے کسی دنوں سے	اللہ چاہتا ہے	تم لوگوں کے لیے

الْيُسْرَ	وَلَا يُرِيْدُ	بِكُمُ	الْعُسْرَ ۡ	وَلِتُكْمِلُوا	الْعِدَّةَ
آسانی	اور وہ نہیں چاہتا	تم لوگوں کے لیے	سختی	اور تا کہ تم لوگ پورا کرو	گنتی کو

وَلِتُكَبِّرُوا	اللّٰهَ	عَلٰی مَا	هَدٰىكُمْ
اور تا کہ تم لوگ بڑائی تسلیم کراؤ	اللہ کی	اس پر جو	اس نے ہدایت دی تم کو

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
اور شائد کہ تم لوگ شکر ادا کرو

نوٹ۔1

یہ روزوں کا حتمی حکم ہے۔ اس میں مریض اور مسافر کی رعایت برقرار رکھی گئی ہے لیکن فدیہ دے کر روزہ نہ رکھنے کی رعایت منسوخ کر دی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

392

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (186)

﴿ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَ لۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾ ﴾

ذ ک ر

(ن)	جَوْبًا	(۱) کوئی فاصلہ طے کرنا۔ (۲) کسی چیز کو کاٹنا یا تراشنا (کاٹنے والا کاٹتے یا تراشتے ہوئے ایک فاصلہ طے کرتا ہے)۔ ﴿ وَ ثَمُوۡدَ الَّذِیۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ۪ۙ ﴿۹﴾ ﴾ (89/ الفجر:9) ''اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے تراشا پتھروں کو وادی میں۔''
	جَوَابٌ	اسم ذات ہے۔ کسی بات کا جواب (کہنے والے کی بات جتنا فاصلہ طے کر کے آتی ہے، جواب دینے والے کی بات وہی فاصلہ طے کرتی ہے)۔ ﴿ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡهُمۡ ﴾ (7/ الاعراف:82) ''اور انہیں تھا ان کی قوم کا جواب مگر یہ کہ تم لوگ نکالو ان کو۔''
(افعال)	اِجَابَةً	(۱) بات کا جواب دینا۔ (۲) کسی کی بات یعنی حکم کو ماننا۔ (۳) کسی کی بات یعنی درخواست کو قبول کرنا۔ ﴿ مَاذَاۤ اَجَبۡتُمُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۶۵﴾ ﴾ (28/ القصص:65) ''کیا جواب دیا تم لوگوں نے رسولوں کو۔'' ﴿ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ﴾ (27/ النمل:62) ''یا کون بات قبول کرتا ہے لاچار کی جب بھی وہ پکارے اس کو۔''
	اَجِبۡ	فعل امر ہے۔ تو کہنا مان۔ تو قبول کر۔ ﴿ یٰقَوۡمَنَاۤ اَجِیۡبُوۡا دَاعِیَ اللّٰهِ ﴾ (46/ الاحقاف:31) ''اے ہماری قوم تم لوگ کہنا مانو اللہ کی دعوت دینے والے کا۔''
	مُجِیۡبٌ	اسم الفاعل ہے۔ ماننے والا۔ قبول کرنے والا۔ ﴿ اِنَّ رَبِّیۡ قَرِیۡبٌ مُّجِیۡبٌ ﴿۶۱﴾ ﴾ (11/ ھود:61) ''یقیناً میرا رب قریب ہے، قبول کرنے والا ہے۔''
(استفعال)	اِسۡتِجَابَةً	یہ مادہ باب استفعال اور باب افعال میں ہم معنی ہے، اس فرق کے ساتھ کہ باب استفعال میں جواب دینے، بات ماننے اور قبول کرنے کو ضروری سمجھنا۔ ترجمے میں یہ فرق واضح کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ﴿ فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ ﴾ (3/ آل عمران:195) ''پس قبول کی ان کی بات ان کے رب نے۔''
	اِسۡتَجِبۡ	فعل امر ہے۔ تو ضرور کہنا مان۔ تو ضرور قبول کر۔ ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ ﴾ (8/ الانفال:24) ''اے لوگو جو ایمان لائے! تم لوگ ضرور حکم مانو اللہ کا اور ان رسول کا۔''

ر ش د

(ن۔س)	رُشۡدًا	صحیح یعنی نیک راہ پر چلنا۔ ہدایت یافتہ ہونا۔ ہدایت پانا۔ آیت زیر مطالعہ۔
	رَاشِدًا	اسم الفاعل ہے۔ ہدایت پانے والا۔ ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوۡنَ ﴿ۙ۷﴾ ﴾ (49/ الحجرات:7) ''وہ لوگ ہی ہدایت پانے والے ہیں۔''

رَشِیۡدٌ	فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہدایت یافتہ۔ نیک چلن۔ ﴿ اَلَيۡسَ مِنۡكُمۡ رَجُلٌ رَّشِيۡدٌ ﴾ (11/ھود:78) ''کیا تم لوگوں میں کوئی نیک چلن مرد نہیں ہے۔''
رَشَادٌ	اسم ذات ہے۔ نیکی۔ بھلائی۔ ہدایت۔ ﴿ وَمَاۤ اَهۡدِيۡكُمۡ اِلَّا سَبِيۡلَ الرَّشَادِ ﴾ (40/المومن:29) ''اور میں ہدایت نہیں دیتا تم لوگوں کو مگر نیکی کے راستے کی۔''
رَشَدٌ	بھلی راہ۔ نیک راہ۔ ﴿ اَمۡ اَرَادَ بِهِمۡ رَبُّهُمۡ رَشَدًا ﴾ (72/الجن:10) ''یا ارادہ کیا ان کے لیے ان کے رب نے نیک راہ کا۔''
رُشۡدٌ	(۱) نیک راہ۔ ہدایت۔ (۲) سوجھ بوجھ۔ معاملہ فہمی (جو ہدایت کا باعث ہے)۔ ﴿ قَدۡ تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَيِّ ﴾ (2/البقرہ:256) ''واضح ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے۔'' ﴿ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا ﴾ (4/النساء:6) ''پھر اگر تم لوگ پاؤ ان میں کوئی سمجھ بوجھ۔''
(افعال) اِرۡشَادًا	صحیح راہ بتانا۔ ہدایت دینا۔
مُرۡشِدٌ	اسم الفاعل ہے۔ سیدھی راہ بتانے والا۔ ہدایت دینے والا۔ ﴿ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا ﴾ (18/الکہف:17) ''پھر تو نہیں پائے گا اس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا رفیق۔''

ترکیب

اِذَا شرطیہ ہے۔ سَاَلَ سے عَنِّیۡ تک شرط ہے جب کہ فَاِنِّیۡ سے اِذَا دَعَانِ تک جواب شرط ہے سَاَلَ کا فاعل عِبَادِیۡ ہے اور كَ اس کی ضمیر مفعولی ہے اور عَنِّیۡ متعلق فعل ہے۔ فَاِنِّیۡ مبتداء ہے قَرِیۡبٌ اس کی خبر اوّل ہے اور اُجِیۡبُ سے دَعَانِ تک جملہ فعلیہ خبر ثانی ہے۔ دَعۡوَةَ الدَّاعِ مرکب اضافی ہے اور اُجِیۡبُ کا مفعول ہے اس لیے اس کا مضاف منصوب ہے۔ اَلدَّاعِ پر لام جنس ہے نِ دراصل نِیۡ ہے جو دَعَاكَ کی ضمیر مفعولی ہے۔ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا اور وَلۡیُؤۡمِنُوۡا فعل امر غائب ہیں۔ ان کے فاعل هُمۡ کی ضمیریں ہیں۔ جو عِبَادِیۡ کے لیے ہیں۔

ترجمہ

وَاِذَا	سَاَلَكَ	عِبَادِیۡ	عَنِّیۡ	فَاِنِّیۡ	قَرِیۡبٌ
اور جب بھی	پوچھیں آپؐ سے	میرے بندے	میرے بارے میں	تو یقیناً میں تو	قریب ہوں

اُجِیۡبُ	دَعۡوَةَ الدَّاعِ	اِذَا	دَعَا	نِ
میں قبول کرتا ہوں	ہر پکارنے والے کی پکار کو	جب بھی	وہ پکارے	مجھ کو

فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا	لِیۡ	وَلۡیُؤۡمِنُوۡا	بِیۡ
پس چاہیے کہ وہ لوگ حکم مانیں	میرا	اور چاہیے کہ وہ لوگ ایمان لائیں	مجھ پر

لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ
شائد کہ وہ لوگ ہدایت پائیں۔

نوٹ۔1

آیت نمبر ۲/۱۸۴ کے نوٹ۔ ۲ میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا کُل کا کُل مدار

اس احساس پر ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس احساس میں اب ایک نئے زاویے (DIMENSION) کا اضافہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں ہوتا بلکہ قریب بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ زمان و مکاں کی قید سے بے نیاز ہے۔ اس لیے وہ ہر جگہ، ہر لمحہ اور ہر آن موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت اور قربت کے اس احساس کو روزوں میں جگانے کی مشق کرلیں اور روزوں کے بعد بھی اس کو جگائے رکھیں تو ان شاء اللہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ والی بات پوری ہو جائے گی اور اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ کی حکمت سمجھ میں آجائے گی۔ نیز فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ کی مزید وضاحت کے لیے آیت نمبر ۵۸/۷ کا پورا مفہوم ذہن میں رکھیں جس میں بتایا گیا ہے کہ جہاں کہیں تین اشخاص باتیں کرتے ہیں، وہاں چوتھا اللہ ہوتا ہے۔

اب ذرا سوچیں کہ اپنے ڈرائنگ روم میں سیاست پر گفتگو کے دوران جب ہم شخصیات کو زیر بحث لاتے ہیں، اس وقت یا تو ہم غیبت کرتے ہیں یا بہتان لگاتے ہیں۔ کیونکہ لگایا جانے والا الزام اگر درست ہے تو غیبت ہے اور اگر غلط ہے تو بہتان ہے۔ یہ کام کرتے ہوئے اگر ہمیں احساس ہوجائے کہ ڈرائنگ روم میں ہم نشینوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی ہے تو یقیناً ہمارا رویہ تبدیل ہوگا۔ اسی طرح ٹی۔ وی لاؤنج، دفتر، دوکان وغیرہ میں اس احساس کو جگا کر تجربہ کرلیں اور پھر متعلقہ آیات کا مفہوم ذہن میں دہراتے رہیں تو ان شاء اللہ رمضان کا فیض جاری رہے گا، خواہ نفلی روزے رکھیں یا نہ رکھیں۔

نوٹ۔2

اس آیت میں دوسری اہم بات یہ اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ اس کے لیے عابد۔ زاہد۔ فاسق۔ فاجر وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی گئی ہے۔ دوسری طرف ہمارا یعنی عام مسلمانوں کا تجربہ یہ ہے کہ ہماری اکثر دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اس لیے ہم ایسے پہنچے ہوئے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں جن کی دعا یا سفارش قبول ہوجائے۔ اس بظاہر تضاد کی وجہ یہ ہے کہ دُعا کی قبولیت کا مفہوم ہمارے ذہن میں محدود ہے۔ جب کہ قرآن و حدیث میں اسے وسیع تر مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس فرق کو سمجھ لیں۔

اپنے وسیع تر مفہوم میں کسی بھی دعا کے قبول ہونے کی صورتیں یہ ہیں۔ (۱) جو چیز ہم مانگ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے علم میں اگر وہ ہمارے لیے مفید ہے اور فوری طور پر ملنے میں ہمارا کوئی نقصان بھی نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ وہ چیز ہمیں اسی وقت دے دیتا ہے۔ (۲) جو چیز ہم مانگ رہے ہیں وہ ہمارے لیے مفید تو ہے لیکن اس کا فوری طور پر ملنا ہمارے لیے مفید نہیں ہے، تو ایسی صورت میں دعا کے قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز ہمیں اس وقت دی جائے جب اس کا ملنا ہمارے لیے مفید ہو۔ (۳) جو چیز ہم مانگ رہے ہیں وہ ہمارے لیے مفید نہیں ہے، تو ایسی صورت میں دُعا کی قبولیت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ چیز ہم کو نہ دی جائے اور اس کے بدلے کوئی مفید چیز دی جائے یا کوئی تکلیف اور پریشانی دور کردی جائے یا کسی آنے والی پریشانی کو روک دیا جائے۔ (۴) دعا کی قبولیت کی ایک آخری شکل یہ بھی ہے کہ بندے کی دعا مذکورہ بالا کسی بھی طریقے سے اس دنیا میں قبول نہ کی جائے بلکہ اس کا ثواب آخرت کے لیے محفوظ کردیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ قیامت میں ایسا ثواب جب بندے کے سامنے لایا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گا کہ تو نے میری باقی دُعائیں دنیا میں کیوں قبول کرلیں؟

دُعا کی قبولیت کا مفہوم اگر سمجھ میں آگیا ہے تو اب یقین کرلیں کہ اللہ ہر بندے کی سنتا ہے۔ شرط صرف ایک ہے کہ بندہ اسے پکارے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دُعا دل سے نکلے اور ذہن اس پر مرتکز ہو۔ اگر دُعا کے رٹے رٹائے الفاظ زبان ادا کررہی ہو اور دل و دماغ کولمبس بنے پھر رہے ہوں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ کو پکارا ہی نہیں۔

آیت نمبر(186) 392

﴿ اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ؕ ہُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّہُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ وَ عَفَا عَنۡکُمۡ ۚ فَالۡـٰٔنَ بَاشِرُوۡہُنَّ وَ ابۡتَغُوۡا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمۡ ۪ وَ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ مِنَ الۡخَیۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیۡلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوۡہُنَّ وَ اَنۡتُمۡ عٰکِفُوۡنَ ۙ فِی الۡمَسٰجِدِ ؕ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ فَلَا تَقۡرَبُوۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ ﴾

ر ف ث

(س) رَفَثًا — کوئی فحش بات کرنا۔ پھر کنایۃً مباشرت کے لیے بھی آتا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

رَفَثٌ — اسم ذات بھی ہے۔ فحش کلام۔ ﴿ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوۡقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِی الۡحَجِّ ؕ ﴾ (2/البقرہ:197) ''تو نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی گناہ ہے اور نہ کوئی جھگڑا ہے حج میں۔''

خ و ن

(ن) خَوۡنًا — ڈول کی رسی کے ایک ایک بل کا ٹوٹ جانا۔ عہد شکنی کرنا۔ خیانت کرنا۔ ﴿ فَقَدۡ خَانُوا اللّٰہَ مِنۡ قَبۡلُ ﴾ (8/الانفال:71) ''وہ لوگ عہد شکنی کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے۔''

خِیَانَۃٌ — اسم ذات ہے۔ عہد شکنی۔ خیانت ﴿ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِیَانَۃً ﴾ (8/الانفال:58) ''اور اگر تمہیں خوف ہو کسی قوم سے کسی عہد شکنی کا۔''

خَآئِنٌ — اسم الفاعل ہے۔ وعدہ خلافی کرنے والا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡخَآئِنِیۡنَ ﴿۵۸﴾ ﴾ (8/الانفال:58) ''یقیناً اللہ وعدہ خلافی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

خَوَّانٌ — فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار وعدہ خلافی کرنے والا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوۡرٍ ﴿۳۸﴾ ﴾ (22/الحج:38) ''بے شک اللہ محبت نہیں کرتا کسی بھی بار بار وعدہ خلافی کرنے والے سے، انتہائی ناشکری کرنے والے سے۔''

خ ی ط

(ض) خَیۡطًا — کپڑا سینا۔

خَیۡطٌ — اسم ذات بھی ہے۔ دھاگہ۔ ڈوری۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

خِیَاطٌ — اسم ذات ہے۔ سوئی۔ ﴿ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ ﴾ (7/الاعراف:40) ''یہاں تک کہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکے میں۔''

ب ی ض

(ض) بَیۡضًا — پرندے کا انڈا دینا۔ کسی چیز پر سفیدی کا غالب ہونا۔

بَیۡضٌ — اسم جنس بھی ہے۔ انڈا۔ ﴿ کَاَنَّہُنَّ بَیۡضٌ مَّکۡنُوۡنٌ ﴿۴۹﴾ ﴾ (37/الصافات:49) ''جیسے کہ وہ محفوظ کیے ہوئے انڈے ہیں۔''

	اَبْیَضُ	مؤنث بَیْضَاءُ ج بِیْضٌ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے۔سفید رنگ والا یعنی 392 سفید۔﴿ وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴾ (26/الشعراء:33)''اور انہوںؑ نے نکالا اپنا ہاتھ تو جب ہی یعنی اسی وقت وہ سفید ہے دیکھنے والوں کے لیے۔''﴿ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ ﴾ (35/فاطر:27)''اور پہاڑوں میں سفید گھاٹیاں ہیں۔''
(اِفْعِلَالٌ)	اِبْیِضَاضٌ	سفید ہوجانا۔﴿ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ ﴾ (12/یوسف:84)''اور سفید ہوگئیں انؑ کی دونوں آنکھیں غم سے۔''

س و د

(ن)	سَوْدًا	بزرگ ہونا۔کسی گروہ یا قوم کا سردار ہونا۔
(س)	سَوَدًا	سیاہ ہونا۔کالا ہونا۔
	سَیِّدٌ	ج سَادَةٌ۔ سردار۔ آقا۔﴿ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ﴾ (12/یوسف:25)''اور وہ دونوں ملے عورت کے آقا یعنی شوہر سے دروازے کے پاس۔''﴿ رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴾ (33/الاحزاب:67)''اے ہمارے رب! بے شک ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی تو انہوں نے بھٹکایا ہم کو اس راستے سے۔''
	اَسْوَدُ	ج سُوْدٌ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے۔کالے رنگ والا یعنی کالا۔﴿ وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴾ (35/فاطر:27)''اور کچھ انتہائی سیاہ ہیں۔''
(اِفْعِلَالٌ)	اِسْوِدَادٌ	کالا ہوجانا۔﴿ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ﴾ (3/آل عمران:106)''جس دن سفید ہوجائیں گے کچھ چہرے اور سیاہ پڑ جائیں گے کچھ چہرے۔''
	مُسْوَدٌّ	اسم الفاعل ہے۔ سیاہ پڑنے والا۔ کالا ہونے والا۔﴿ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ﴾ (39/الزمر:60)''جن لوگوں نے جھوٹ کہا اللہ پر ان کے چہرے سیاہ پڑنے والے ہیں۔''

ح د د

(ن)	حَدًّا	کسی چیز کا آخری کنارہ یا انتہا مقرر کرنا۔جیسے کسی پلاٹ کے کناروں یعنی حدوں کا تعین کرنا۔
(ض)	حِدَّةً	(۱) غضبناک ہونا۔سخت ہونا۔(۲) کسی چیز کا تیز ہونا جیسے چھری کا تیز ہونا۔
	حَدٌّ	ج حُدُوْدٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ کنارہ۔ انتہا۔ حد۔﴿ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ﴾ (9/التوبۃ:112)''اور حفاظت کرنے والا اللہ کی حدود کی۔''(اللہ کی حدود کا مطلب ہے اس کی دی ہوئی اجازت کی انتہا،جس کے آگے اس کی نافرمانی شروع ہوتی ہے)۔
	حَدِيْدٌ	فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔(۱) لوہا۔(۲) تیز۔﴿ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ﴾ (18/الکھف:96)''تم لوگ لاؤ میرے پاس لوہے کے تختے۔''﴿ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴾ (50/قٓ:22)''پس تیری بصارت آج تیز ہے۔''
(مفاعلہ)	حِدَادًا	ایک دوسرے پر تیز ہونا۔ باہم مخالفت کرنا۔طعنہ دینا۔﴿ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ ﴾ (33/الاحزاب:19)''وہ لوگ چڑھائی کریں گے تم لوگوں پر طعنہ دینے والی زبانوں سے۔''﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴾ (58/المجادلہ:20)''بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ لوگ انتہائی ذلیلوں میں ہیں۔''

ترکیب

392

اُحِلَّ ماضی مجہول ہے اور الرَّفَثُ اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ جب کہ لَیۡلَۃَ ظرف ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ ھُنَّ اور اَنۡتُمۡ مبتداء ہیں اور لِبَاسٌ خبر ہے۔ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ ماضی استمراری ہے لیکن یہ اَنَّکُمۡ کی خبر ہے اس لیے ترجمہ حال میں ہوگا۔ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ یہاں پر اپنے لغوی مفہوم میں ہے۔ بَاشِرُوۡ فعل امر ہے۔ اس کا فاعل اس میں شامل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور ھُنَّ اس کا مفعول ہے۔ وَابۡتَغُوۡا کا مفعول مَا ہے۔ حَتّٰی کی وجہ سے یَتَبَیَّنَ منصوب ہے اور اَلۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ اس کا فاعل ہے۔ اَتِمُّوۡا کا فاعل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور الصِّیَامَ اس کا مفعول ہے۔ اِلَی الَّیۡلِ دو لام کے بجائے یعنی اللَّیۡل کے بجائے ایک لام سے لکھا گیا ہے، یہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ وَاَنۡتُمۡ عٰکِفُوۡنَ کا واو حالیہ ہے۔ یُبَیِّنُ کا فاعل اللّٰہُ ہے اور اٰیٰتِہٖ اس کا مفعول ہے اس لیے اس کا مضاف اٰیٰتِ منصوب ہے۔

ترجمہ

اُحِلَّ	لَکُمۡ	لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ	الرَّفَثُ	اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ؕ	ھُنَّ
حلال کیا گیا	تم لوگوں کے لیے	روزہ رکھنے کی رات میں	مباشرت کو	تمہاری عورتوں کی طرف	وہ

لِبَاسٌ	لَّکُمۡ	وَاَنۡتُمۡ	لِبَاسٌ	لَّھُنَّ ؕ	عَلِمَ	اللّٰہُ	اَنَّکُمۡ
لباس ہیں	تم لوگوں کے لیے	اور تم لوگ	لباس ہو	ان کے لیے	جانا	اللہ نے	کہ تم لوگ

کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ	اَنۡفُسَکُمۡ	فَتَابَ	عَلَیۡکُمۡ	وَعَفَا
خیانت کرتے رہتے ہو	اپنے آپ سے	تو اس نے شفقت کی	تم لوگوں پر	اور اس نے درگزر کیا

عَنۡکُمۡ ج	فَالۡئٰنَ	بَاشِرُوۡ	ھُنَّ	وَابۡتَغُوۡا	مَا	کَتَبَ اللّٰہُ
تم سے	تو اب	تم لوگ مباشرت کرو	ان سے	اور تم لوگ تلاش کرو	اس کو جو	اللہ نے لکھا

لَکُمۡ	وَکُلُوۡا	وَاشۡرَبُوۡا	حَتّٰی	یَتَبَیَّنَ	لَکُمُ
تمہارے لیے	اور تم لوگ کھاؤ	اور پیو	یہاں تک کہ	واضح ہو جائے	تمہارے لیے

اَلۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ	مِنَ الۡخَیۡطِ الۡاَسۡوَدِ	مِنَ الۡفَجۡرِ ص	ثُمَّ اَتِمُّوا	الصِّیَامَ	اِلَی الَّیۡلِ
سفید دھاگہ	کالے دھاگے سے	فجر میں	پھر تم لوگ پورا کرو	روزہ رکھنے کو	رات تک

وَلَا تُبَاشِرُوۡ	ھُنَّ	وَ	اَنۡتُمۡ	عٰکِفُوۡنَ	فِی الۡمَسٰجِدِ ؕ
اور تم لوگ مباشرت مت کرو	ان سے	اس حال میں کہ	تم لوگ	اعتکاف کرنے والے ہو	مسجدوں میں

تِلۡکَ	حُدُوۡدُ اللّٰہِ	فَلَا تَقۡرَبُوۡ	ھَا	کَذٰلِکَ	یُبَیِّنُ اللّٰہُ	اٰیٰتِہٖ
یہ	اللہ کی حدود ہیں	تم لوگ قریب مت ہو	ان کے	اس طرح	اللہ واضح کرتا ہے	اپنی نشانیوں کو

لِلنَّاسِ	لَعَلَّھُمۡ	یَتَّقُوۡنَ
لوگوں کے لیے	شائد کہ وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں

392

نوٹ۔1

مادہ ''ب ی ض'' اور ''س و د'' کی لغت میں ثلاثی مزید فیہ کے باب اِفْعِلَالٌ کا ذکر آیا ہے۔ قرآن مجید میں اس باب کا استعمال نسبتاً کم ہوا ہے اس لیے ''آسان عربی گرامر'' میں یہ نہیں پڑھایا گیا۔ اس کے ماضی، مضارع اور مصدر کا وزن یہ ہے۔ اِفْعَلَّ۔ یَفْعَلُّ۔ اِفْعِلَالًا۔ اس کی ابتداء میں ہمزۃ الوصل ہے۔ یہ باب زیادہ تر افعل الوان وعیوب کے لیے آتا ہے اور اس میں مفہوم یہ ہوتا ہے کہ، مذکورہ صفت میں تبدیل ہوجانا یا اس صفت کا حامل ہوجانا۔

نوٹ۔2

اگر اپنے آپ سے خیانت کرنے پر صحابہ کرامؓ توبہ کرتے اور وعدہ کرتے کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے، تو ہم کہتے کہ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اصطلاحی مفہوم میں ہے اور اس کے مطابق ترجمہ کرتے۔ لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اس بات کو جانا اور اپنے حکم میں خود ہی نرمی کردی۔ اس لیے اس آیت میں فَتَابَ عَلَيْكُمْ اپنے لغوی مفہوم میں ہے اور ترجمہ اسی لحاظ سے کیا گیا ہے۔

نوٹ۔3

ابتداء میں روزوں میں سوجانے کے بعد کھانے پینے وغیرہ کی ممانعت تھی۔ یہ حکم قرآن میں کہیں مذکور نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے صحابہ کرامؓ اس حکم پر عمل کرتے تھے۔ اس آیت میں پہلے اس حکم کو حکم الٰہی قرار دیا گیا پھر آسانی کے لیے اس کو منسوخ کیا گیا (معارف القرآن)۔ اس طرح یہ بھی قرآن مجید کے ان مقامات میں سے ایک ہے جس سے وحی غیر متلو کا ثبوت ملتا ہے۔

آیت نمبر (188)

﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝١٨٨ؑ﴾

د ل و

(ن)	دَلْوًا	(۱) کنویں میں ڈول ڈال کر کھینچنا۔ (۲) بہلا پھسلا کر کام نکالنا۔
	دَلْوٌ	اسم ذات ہے۔ ڈول۔ ﴿فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ﴾ (12/ یوسف:19) ''تو اس نے کنویں میں لٹکایا اپنا ڈول۔''
(افعال)	اِدْلَاءً	کنویں میں کوئی چیز لٹکانا۔ اوپر آیت نمبر ۱۲/ ۱۹ دیکھیں۔
(تفعیل)	تَدْلِيَةً	بہلا پھسلا کر گمراہ کرنا۔ نرمی سے پھسلا دینا۔ ﴿فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ﴾ (7/ الاعراف:22) ''تو اس نے پھسلا دیا ان دونوں کو دھوکے سے۔''
(تفعّل)	تَدَلِّيْ	لٹکانا۔ اُترنا۔ ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝٨ لا﴾ (53/ النجم:8) ''پھر وہ نزدیک ہوا پھر وہ اترا۔''

ترکیب

لَا تَاْكُلُوْا فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور اَمْوَالَكُمْ مفعول ہے، جب کہ بَيْنَكُمْ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ لَا تَاْكُلُوْا کے لائے نہی کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے تُدْلُوْا کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ اس طرح یہ بھی فعل نہی ہے۔ بِهَا میں هَا کی ضمیر اَمْوَالَكُمْ کے لیے ہے۔ لِتَاْكُلُوْا کا فاعل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے۔ فَرِيْقًا اس کا مفعول ہے اور یہاں اپنے لغوی مفہوم میں آیا ہے۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کا واو حالیہ ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَاْكُلُوْٓا	اَمْوَالَكُمْ	بَيْنَكُمْ	بِالْبَاطِلِ	وَتُدْلُوْا 392	بِهَآ
اور تم لوگ مت کھاؤ	اپنے مال	آپس میں	ناحق	اور تم لوگ مت لٹکاؤ	ان کو

اِلَى الْحُكَّامِ	لِتَاْكُلُوْا	فَرِيْقًا	مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ	بِالْاِثْمِ	وَ
حاکموں کی طرف	تا کہ تم لوگ کھاؤ	کوئی ٹکڑا	لوگوں کے مال سے	گناہ سے	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٨﴾
تم لوگ جانتے ہو

نوٹ۔1

اس آیت کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ حاکموں کو رشوت دے کر جائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کرو اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ مال دوسرے شخص کا ہے، تو محض کسی قانونی نقص کی وجہ سے اس کا مقدمہ عدالت میں نہ لے جاؤ۔ اگر عدالت نے تمہارے حق میں فیصلہ دے دیا تو اس دنیا میں تم اس کے قانونی مالک ہو گے لیکن اللہ کے نزدیک وہ تمہارے لیے حرام ہی رہے گا۔ (تفہیم القرآن)۔

آیت نمبر (189)

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٨٩﴾ ﴾

و ق ت

(ن) **وَقْتًا** وقت مقرر کرنا۔

وَقْتٌ اسم ذات بھی ہے۔ وقت ﴿ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾ ﴾ (15/الحجر:38-37)''پس بے شک تو مہلت دیے ہوؤں میں سے ہے معلوم وقت کے دن تک۔''

مَوْقُوْتٌ اسم المفعول ہے۔ مقرر کیا ہوا وقت۔ ﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ ﴾ (4/النساء:103)''بے شک نماز مومنوں پر مقرر کیے ہوئے وقت پر فرض ہے۔''

مِيْقَاتٌ ج مَوَاقِيْتُ۔ مِفْعَالٌ (اسم الآلہ) کا وزن ہے۔ کوئی کام کرنے کی سرحد کو شناخت کرنے کا آلہ۔ (۱) طے شدہ وقت۔ (۲) نشان زدہ جگہ۔ ﴿ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾ ﴾ (26/الشعراء:38)''تو جمع کیے گئے سب جادوگر ایک معلوم دن کے طے شدہ وقت پر۔'' ﴿ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا ﴾ (7/الاعراف:143)''اور جب آئے موسیٰؑ ہماری طے شدہ جگہ پر۔''

(تفعیل) **تَوْقِيْتًا** مقررہ وقت یا جگہ پر جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔ ﴿ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ ﴾ (77/المرسلات:11)''اور جب تمام رسول جمع کیے جائیں گے۔'' اُقِّتَتْ اصل میں وُقِّتَتْ تھا۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب واؤ کسی کلمہ کے شروع میں آ رہی ہو اور اس کا ضمہ لازم ہو تو اُسے ہمزہ سے بدلا جاتا ہے۔ اسی بناء پر وُجُوْهٌ کو اُجُوْهٌ پڑھنا جائز ہے۔

ترکیب

یَسْـَٔلُوْنَ فعل ہے۔ اس کا فاعل ھُمْ کی ضمیر ہے اور مفعول کَ کی ضمیر ہے۔ ھِیَ مبتداء ہے۔ مَوَاقِيْتُ اس کی خبر ہے جب کہ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ متعلق خبر ہے۔ اَلْحَجِّ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ لِلنَّاسِ کے حرف جارہ لِ کے زیر اثر ہے۔ لَيْسَ کا اسم اَلْبِرُّ ہے اور بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ پورا جملہ اس کی خبر ہے جب کہ مِنْ ظُهُوْرِهَا متعلق خبر ہے۔ لٰكِنَّ کا اسم اَلْبِرَّ ہے اور مَنْ اس کی خبر ہے جو کہ مضاف الیہ ہے۔ اس کا مضاف بِرُّ محذوف ہے۔ پورا جملہ اس طرح ہوتا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ بِرُّ مَنْ (بلکہ اصل نیکی اس کی نیکی ہے جس نے)۔ دونوں جگہ یعنی اَلْبِرُّ اور اَلْبِرَّ پر لام جنس ہے۔

ترجمہ

هِيَ	قُلْ	عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ	يَسْـَٔلُوْنَكَ
یہ	آپؐ کہہ دیجئے کہ	باریک چاندوں کے بارے میں	وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے

وَلَيْسَ الْبِرُّ	وَالْحَجِّ ؕ	لِلنَّاسِ	مَوَاقِيْتُ
اور یہ اصل نیکی ہے	اور حج کے لیے	لوگوں کے لیے	زمانے کی سرحدوں کو شناخت کرنے کے ذریعے ہیں

مَنِ	وَلٰكِنَّ الْبِرَّ	مِنْ ظُهُوْرِهَا	الْبُيُوْتَ	بِاَنْ تَاْتُوا
اس کی ہے جس نے	اور لیکن (بلکہ) اصل نیکی	ان کے پچھواڑوں سے	گھروں میں	کہ تم لوگ آؤ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ	مِنْ اَبْوَابِهَا ۠	الْبُيُوْتَ	وَاْتُوا	اتَّقٰى ج
اور اللہ کا تقوٰی اختیار کرو	ان کے دروازوں سے	گھروں میں	اور تم لوگ آؤ	تقوٰی اختیار کیا

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ
شائد کہ تم لوگ فلاح پاؤ

نوٹ۔1

چاند کا گھٹنا بڑھنا ایک ایسا منظر ہے جس نے ہر زمانے میں انسان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا ہے۔ اس لیے اس کے متعلق طرح طرح کے اوہام دنیا میں رائج رہے ہیں اور اب تک رائج ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ چاند میں کمی وبیشی کا کوئی اثر انسان کی قسمت پر پڑتا ہے۔ اہلِ عرب میں بھی ایسے اوہام پائے جاتے تھے جن کی حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی گئی۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ چاند کا گھٹنا بڑھنا اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ ایک قدرتی کیلنڈر ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے سوالات بہت کم کیے ہیں، اور ان کے جن سوالات کا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ کل چودہ ہیں، جن میں ایک سوال اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ ہے، دوسرا یہ ہے، اور ان کے بعد سورۂ بقرہ میں ہی چھ سوال اور مذکور ہیں جب کہ باقی چھ سوالات مختلف سورتوں میں آئے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔3

اس آیت کے لَيْسَ الْبِرُّ والے جز سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جس چیز کو اسلام نے عبادت یا ضروری قرار نہیں دیا اسے

392

اپنی طرف سے ضروری یا عبادت سمجھ لینا جائز نہیں ہے۔اسی طرح جو چیز شرعاً جائز ہو اس کو گناہ سمجھنا بھی گناہ ہے۔ بدعات کے ناجائز ہونے کی بڑی وجہ یہی ہے۔(معارف القران)

آیت نمبر (190)

﴿ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۹۰﴾ ﴾

ترکیب

قَاتِلُوْا فعل امر ہے۔اس کا فاعل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے جب کہ اَلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ پورا جملہ اس کا مفعول ہے۔فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ امر یعنی حکم کی تمیز ہے جو متعلق فعل کہلائے گا۔اِنَّ کا اسم لفظ اللّٰہ ہے اور لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ پورا جملہ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَقَاتِلُوْا	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ	الَّذِیْنَ	یُقَاتِلُوْنَکُمْ	وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ
اور تم لوگ قتال کرو	اللہ کی راہ میں	ان لوگوں سے جو	قتال کرتے ہیں تم لوگوں سے	اور زیادتی مت کرو

اِنَّ اللّٰہَ	لَا یُحِبُّ	الْمُعْتَدِیْنَ
بے شک اللہ	محبت نہیں کرتا	زیادتی کرنے والوں سے

آیت نمبر (191)

﴿ وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْہِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ؕ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۱۹۱﴾ ﴾

ث ق ف

(س) ثَقِفَ (۱) مہارت نگاہ سے کسی چیز کا ادراک کرنا۔کسی چیز کو پالینا۔آیت زیر مطالعہ۔(۲) کامیاب ہونا۔ کسی کو جا پکڑنا۔﴿ اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ یَکُوْنُوْا لَکُمْ اَعْدَآءً ﴾(60/الممتحنۃ:2)''اگر وہ لوگ پکڑ پائیں تم کو تو وہ لوگ ہو جائیں گے تمہارے دشمن۔''

ترکیب

اس آیت میں ھُمْ کی ضمیریں گذشتہ آیت کے اَلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ کے لیے ہے۔اَلْفِتْنَۃُ مبتداء ہے اور اس کے بعد فِی الدِّیْنِ محذوف ہے۔اَشَدُّ تفضیل بعض ہے اور خبر ہے۔فِیْہِ میں ہِ کی ضمیر مسجد حرام کے لیے ہے۔فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ کے بعد فِیْہِ محذوف ہے۔جَزَاءُ الْکٰفِرِیْنَ مرکب اضافی ہے اور کَذٰلِکَ کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَاقْتُلُوْھُمْ	حَیْثُ	ثَقِفْتُمُوْھُمْ	وَاَخْرِجُوْھُمْ	مِّنْ حَیْثُ
اور تم لوگ قتل کرو ان کو	جہاں کہیں	تم لوگ پاؤ ان کو	اور نکالو ان کو	جہاں سے

اَخۡرَجُوۡکُمۡ	وَالۡفِتۡنَۃُ	اَشَدُّ	مِنَ الۡقَتۡلِ ۚ	وَلَا تُقٰتِلُوۡ 392
انہوں نے نکالا تم کو	اور آزمائش (دین میں)	زیادہ شدید ہے	قتل سے	اور تم لوگ جنگ مت کرو

ھُمۡ	عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ	حَتّٰی	یُقٰتِلُوۡکُمۡ	فِیۡہِ ۚ	فَاِنۡ
ان سے	مسجد حرام کے پاس	یہاں تک کہ	وہ لوگ جنگ کریں تم سے	اس میں	پس اگر

قٰتَلُوۡکُمۡ	فَاقۡتُلُوۡھُمۡ ؕ	کَذٰلِکَ	جَزَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ
وہ لوگ جنگ کریں تم سے (اس میں)	تو تم لوگ قتل کرو ان کو (اس میں)	اس طرح	کافروں کی جزا ہے

نوٹ۔1 مکہ میں مسلمان کمزور تھے تو انہیں حکم دیا گیا تھا کہ مخالفین کے ظلم پر صبر کریں اور ثابت قدم رہیں۔ اس حکم میں پہلی ترمیم سورۃ الحج کی آیت نمبر۔۳۹ میں نازل ہوئی جس میں مخالفین سے جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کے بعد مذکورہ بالا آیات نمبر۔۱۹۰۔۱۹۱ میں ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور زخمیوں پر ہاتھ اُٹھانے، کھیتوں اور مویشیوں کو تباہ کرنے اور اسی قسم کے دوسرے وحشیانہ افعال کی اجازت نہیں ہے۔ یہ سب ''زیادتی کرنے'' کی تعریف میں آتے ہیں اور حدیث میں ان سب کی ممانعت آئی ہے۔

نوٹ۔2 بات جنگ کرنے کے حکم سے شروع ہوئی ہے۔ اس لیے حَیۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡھُمۡ کے حکم کا اطلاق ان لوگوں پر ہوگا جن کے خلاف اعلانِ جنگ ہوا اور جو جنگ میں حصّہ لے رہے ہوں۔ عام حالات میں کسی غیر مسلم پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوگا۔ جزیرہ نمائے عرب کے باہر مفتوحہ علاقوں میں خلفاء راشدین کا طرزِ عمل اس بات کی سند ہے۔

نوٹ۔3 فتنہ ایک کثیر المعانی لفظ ہے۔ اس آیت میں یہ لفظ جس مفہوم میں استعمال ہوا ہے، اسے سمجھ لیں۔ کوئی قوم رائج الوقت نظریات کی جگہ اپنے عقائد و نظریات سے اپنے نظام حیات کی اصلاح کی جب کوشش کرتی ہے تو رائج الوقت نظریات کے ٹھیکدار اس کا مقابلہ بالعموم دلائل کے بجائے جبر سے کرتے ہیں۔ یہ جبر خواہ معاشی ناکہ بندی (SANCTIONS) کی شکل میں ہو، ہتھیاروں کے استعمال کی شکل میں ہو یا تشدد (PERSECUTION) کی کوئی بھی شکل ہو، اُن سب کو یہاں فتنہ کہا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فتویٰ یہ ہے کہ (PERSECUTION) قتل سے زیادہ گھناؤنا جرم ہے، اس لیے اس نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ (PERSECUTION) کے مقابلے کے لیے جوابی کاروائی کریں، خواہ اس کے لیے ہتھیار ہی کیوں نہ اُٹھانے پڑیں۔ اس جوابی کاروائی کو دہشت گردی قرار دینا ذہنی اور اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے۔

آیت نمبر (2/البقرہ:192)

﴿ فَاِنِ انۡتَہَوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۹۲﴾ ﴾

ن ھ ی

(ف) نَھۡیًا (۱) کسی کام سے منع کرنا۔ روکنا۔ (۲) ذہن ہونا۔ زیرک ہونا (تاکہ صحیح چیز سے روکے)۔

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ﴾ (29/العنکبوت:45)''بے شک نماز روکتی ہے بے حیائیوں اور برائی سے۔'' 392

اِنۡهَ: فعل امر ہے۔تو منع کر۔تو روک﴿وَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَانۡهَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ﴾ (31/لقمان:17)''تو ترغیب دے نیکی کی اور منع کر برائی سے۔''

نَاهٍ: اسم الفاعل ہے۔منع کرنے والا ﴿الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ النَّاهُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ﴾ (9/التوبۃ:112)''ترغیب دینے والے نیکی کی اور منع کرنے والے برائی سے۔''

نُهٰى: اسم ذات ہے۔ذہانت۔فراست۔﴿اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴾(20/طٰہٰ:54) ''یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ذہانت والوں کے لیے۔''

(تفاعل) تَنَاهِيًا: باہم ایک دوسرے کو روکنا۔﴿كَانُوۡا لَا يَتَنَاهَوۡنَ عَنۡ مُّنۡكَرٍ﴾''وہ لوگ ایک دوسرے کو نہیں روکا کرتے تھے کسی برائی سے۔''

(افتعال) اِنۡتِهَاءً: اہتمام سے خود کو منع کرنا۔رُک جانا۔باز آنا۔﴿اِنۡ يَّنۡتَهُوۡا يُغۡفَرۡ لَهُمۡ﴾(8/الانفال:38)''اگر وہ لوگ باز آجائیں تو انہیں معاف کر دیا جائے گا۔''

اِنۡتَهِ: فعل امر ہے۔تو باز آ۔﴿وَلَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنۡتَهُوۡا خَيۡرًا لَّكُمۡ ؕ﴾ (4/النساء:171)''اور تم لوگ مت کہو کہ تین ہیں یعنی اللہ تین ہیں تم لوگ باز آؤ تمہارے لیے بہتر ہے۔''

مُنۡتَهٍ: اسم الفاعل ہے۔رُکنے والا۔باز آنے والا۔﴿فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ ﴾(5/المائدہ:91)''تو کیا تم لوگ باز آنے والے ہو۔''

مُنۡتَهٰى: اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔رُکنے کی جگہ۔﴿عِنۡدَ سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَهٰى ﴾(53/النجم:14)''رُکنے کے بیری کے درخت کے پاس۔''

ترکیب

فَاِنِ انۡتَهَوۡا شرط ہے اور فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ جواب شرط ہے۔اِنۡتَهَوۡا فعل ماضی میں جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔اس لیے اس پر حرف شرط اِنۡ نے کوئی عمل نہیں کیا ہے۔

ترجمہ

فَاِنِ	انۡتَهَوۡا	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ
پس اگر	وہ لوگ باز آئیں	تو یقیناً اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

باز آنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر وہ لوگ اپنی پوجا پاٹ سے باز آجائیں۔بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ لوگ اپنی تشدد کی پروش سے باز آجائیں تو چونکہ اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے اس لیے تم بھی ان سے کچھ نہ کہو اور انہیں معاف کر دو۔

آیت نمبر(193)

﴿وَقٰتِلُوۡهُمۡ حَتّٰى لَا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّيَكُوۡنَ الدِّيۡنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انۡتَهَوۡا فَلَا عُدۡوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۹۳﴾﴾

ترکیب

حَتّٰی کی وجہ سے لَا تَکُوْنَ منصوب ہے اور یہ کَانَ تامہ ہے۔ فِتْنَۃٌ اس کا فاعل ہے۔ یَکُوْنَ کی نصب 392 بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے حَتّٰی محذوف ہے۔ یہ بھی کَانَ تامہ ہے اور الدِّیْنُ اس کا فاعل ہے۔ لِلّٰہِ متعلق فعل ہے۔ فَلَا عُدْوَانَ پر لائے نفی جنس ہے اور یہ مبتداء ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ وَاجِبٌ یا ثَابِتٌ ہو سکتی ہے۔ قائم مقام خبر عَلَیْھِمْ بھی محذوف ہے۔ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ اس کا استثناء ہے۔

ترجمہ

وَّ یَکُوْنَ	فِتْنَۃٌ	لَا تَکُوْنَ	حَتّٰی	وَقٰتِلُوْھُمْ
اور (یہاں تک کہ) ہو	کوئی تشدد	نہ ہو	یہاں تک کہ	اور تم لوگ جنگ کرو ان سے

فَلَا عُدْوَانَ	فَاِنِ انْتَھَوْا	لِلّٰہِ	الدِّیْنُ
تو کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہے (ان پر)	پھر اگر وہ لوگ باز آئیں	اللہ کے لیے	نظام حیات

اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ
مگر ظلم کرنے والوں پر

نوٹ۔1

اُوپر ترکیب میں کَانَ تامہ کی بات ہوئی ہے، اسے سمجھ لیں۔ کَانَ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اس لیے عام طور پر اس کا ایک اسم اور ایک خبر ہوتی ہے، تب بات مکمل ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس کا صرف اسم ہوتا ہے اور خبر کوئی نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں کَانَ فعل ہوتا ہے اور اس کا اسم دراصل اس کا فاعل ہوتا ہے۔ اور فعل فاعل مل کر بات مکمل کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے ایسے کَانَ کو کَانَ تامہ کہتے ہیں۔

نوٹ۔2

لَا تَکُوْنَ کا فاعل اگر اَلْفِتْنَۃُ ہوتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ مذہب کی بنیاد پر مسلمانوں پر جو تشدد ہو رہا ہے وہ ختم ہو جائے۔ لیکن یہاں پر فِتْنَۃٌ نکرہ لا کر ہدایت کی گئی ہے کہ جنگ کر کے جس تشدد کو تم نے ختم کیا ہے، اب غالب ہونے کے بعد خود اس کا ارتکاب مت کرنا۔ اس لیے مذہب کی بنیاد پر کسی غیر مسلم پر کسی قسم کا تشدد جائز نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈبل اسٹینڈرڈ میڈ اِن یو۔ ایس۔ اے کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔

نوٹ۔3

فَلَا عُدْوَانَ میں اصل ہدایت یہ ہے کہ غلبہ حاصل کرنے کے بعد مغلوب مخالفین کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کی جائے۔ البتہ اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جن کے جرائم کی نوعیت زیادہ سنگین اور فہرست طویل ہو۔ جنگ بدر کے تمام جنگی قیدی رہا کیے گئے لیکن دو کو قتل کیا گیا۔ فتح مکہ میں عام معافی کے اعلان کے ساتھ ستر افراد کو مستثنیٰ قرار دیا گیا جن میں سے چار قتل بھی کیے گئے۔

392

آیت نمبر(194)

﴿ اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ وَالۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۹۴﴾ ﴾

ترکیب

اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ مبتداء ہے۔اس کی خبر محذوف ہے۔جو کہ قَآئِمٌ ہوسکتی ہے۔ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ قائم مقام خبر ہے۔ اَلۡحُرُمٰتُ مبتداء ہے اور قِصَاصٌ خبر ہے۔قِصَاص واحد۔تثنیہ۔جمع سب کے لیے آتا ہے۔فَمَنِ اعۡتَدٰى شرط ہے فَاعۡتَدُوۡا جواب شرط ہے۔

ترجمہ

اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ	بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ	وَالۡحُرُمٰتُ	قِصَاصٌ ؕ	فَمَنِ
محترم مہینہ	محترم مہینے سے	اور تمام محترم چیزیں	بدلہ ہیں	پس جو

اعۡتَدٰى	عَلَيۡكُمۡ	فَاعۡتَدُوۡا	عَلَيۡهِ	بِمِثۡلِ مَا	اعۡتَدٰى
زیادتی کرے	تم لوگوں پر	تو تم لوگ (بھی) زیادتی کرلو	اس پر	اس جیسی سے جو	اس نے زیادتی کی

عَلَيۡكُمۡ ۖ	وَاتَّقُوا اللّٰهَ	وَاعۡلَمُوۡٓا	اَنَّ اللّٰهَ	مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ
تم لوگوں پر	اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو	اور جان لو	کہ اللہ	متقی لوگوں کے ساتھ ہے

نوٹ۔1

آیت کے شروع میں اصولی بات عربی محاورہ میں بیان کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مہینے کا احترام، اس کا احترام کرنے سے ہوتا ہے اور ہر احترام دراصل بدلہ ہوتا ہے یعنی ایک فریق کسی محترم چیز کا جتنا احترام کرے گا، اتنا ہی دوسرا فریق بھی کرے گا۔اگر ایک فریق احترام نہ کرے تو دوسرے فریق سے بھی احترام کی پابندی ختم ہوجاتی ہے۔آگے پھر اسی کی وضاحت ہے۔

آیت نمبر(195)

﴿ وَاَنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ ۛۚ وَاَحۡسِنُوۡا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۹۵﴾ ﴾

ھ ل ک

(ض) هَلَاكًا (۱) تباہ و برباد ہونا۔(۲) کسی جاندار کا مردہ ہونا۔مرنا۔ہلاک ہونا۔﴿ هَلَكَ عَنِّىۡ سُلۡطٰنِيَهۡ ﴿۲۹﴾ ۚ ﴾ (69/الحاقۃ:29)''تباہ و برباد ہوئی یعنی جاتی رہی مجھ سے میری قوت۔''﴿ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلۡتُمۡ لَنۡ يَّبۡعَثَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رَسُوۡلًا ؕ ﴾ (40/المؤمن:34)''یہاں تک کہ جب اُنؑ کا انتقال ہوا تو تم لوگوں نے کہا ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ انؑ کے بعد کوئی رسول۔''

هَالِكٌ اسم الفاعل ہے۔ہلاک ہونے والا۔تباہ برباد ہونے والا۔﴿ كُلُّ شَىۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ ؕ ﴾ (28/:88)''ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔''

392

مَهْلِكَ	اسم الظّرف ہے۔ ہلاک ہونے کی جگہ یا وقت ﴿ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ ﴾ (27/النمل:49) ’’ہم موجود نہیں تھے اس کے گھر والوں کے ہلاک ہونے کے وقت۔‘‘
تَهْلُكَةٌ	اسم ذات ہے۔تباہی۔ بربادی۔ ہلاکت۔آیت زیر مطالعہ۔
(افعال) اِهْلَاكًا	تباہ و برباد کرنا۔ ہلاک کرنا۔ ﴿ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴾ (90/البلد:6) ’’میں نے برباد کیا ڈھیروں مال۔‘‘ ﴿ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ ﴾ (7/الاعراف:155) ’’اگر تو چاہتا تو ہلاک کرتا ان کو اس سے پہلے۔‘‘
مُهْلِكٌ	اسم الفاعل ہے۔ برباد کرنے والا۔ ہلاک کرنے والا۔ ﴿ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴾ (6/الانعام:131) ’’یہ اس لیے کہ نہیں ہے تیرا رب بستیوں کا ہلاک کرنے والا ظلم سے اس حال میں کہ اس کے لوگ غافل ہوں۔‘‘

ترکیب

انفاق کا لفظ مال خرچ کرنے کے لیے ہی آتا ہے اس لیے اَنْفِقُوْا کا مفعول محذوف ماننے کی ضرورت نہیں ہے۔ سیاق وسباق کے لحاظ سے اس آیت میں فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد جہاد ہے اس لیے اس کے بعد لِلْجِهَادِ محذوف مانا جائے گا۔ وَلَا تُلْقُوْا کا مفعول اَنْفُسَكُمْ محذوف ہے۔ جبکہ اَمْوَالَكُمْ کو محذوف ماننے کی بھی گنجائش ہے۔

ترجمہ

وَاَنْفِقُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَلَا تُلْقُوْا
اور تم لوگ مال خرچ کرو	اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے)	اور تم لوگ مت پھینکو (اپنے آپ کو)

بِاَيْدِيْكُمْ	اِلَى التَّهْلُكَةِ	وَاَحْسِنُوْا	اِنَّ اللّٰهَ
اپنے ہاتھوں سے	بربادی کی طرف	اور تم لوگ احسان کرو	یقیناً اللہ

يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ
محبت کرتا ہے	احسان کرنے والوں سے

نوٹ۔1

مسلمانوں میں کچھ تربیت یافتہ پہلوان پائے جاتے ہیں جو قرآن کے ساتھ کشتی لڑتے ہیں۔ ایسے لوگ اس آیت میں وَلَا تُلْقُوْا کے بعد اَنْفُسَكُمْ کے بجائے اَمْوَالَكُمْ کو محذوف مانتے ہیں اور مطلب یہ نکالتے ہیں کہ جہاد کے لیے خرچ کر کے اپنا مال تباہی کی طرف مت پھینکو۔ یہ کھلی اور ننگی جہالت، بد دیانتی اور دھوکہ دہی ہے۔ ان کی اتنی بات تو درست ہے کہ گرامر کے لحاظ سے یہاں اَمْوَالَكُمْ کو محذوف ماننے کی گنجائش ہے۔ لیکن ایسی صورت میں اس آیت کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ جہاد کے لیے مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے مال کو تباہی کی طرف مت پھینکو یعنی اگر جہاد پر خرچ نہیں کرو گے تو تمہارا مال تباہ ہو جائے گا اور تاریخ شاہد ہے کہ جو قومیں جہاد ترک کر دیتی ہیں وہ خود بھی تباہ و برباد ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ ان کا مال بھی مٹی ہو جاتا ہے۔

نوٹ۔1

اس آیت سے فقہاء نے یہ حکم بھی نکالا ہے کہ مسلمانوں پر زکوٰۃ کے علاوہ بھی دوسرے حقوق فرض ہیں (یعنی ان کے مال میں) مگر وہ نہ دائمی ہیں اور نہ ان کے لیے کوئی نصاب متعین ہے، بلکہ جب اور جتنی ضرورت ہو اس کا انتظام کرنا سب مسلمانوں پر فرض ہے (معارف القرآن)۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کا قول ہے کہ اس آیت میں ہلاکت سے مراد ترک جہاد ہے اسی لیے انہوں نے ساری عمر جہاد میں صرف
392
کردی اور قسطنطنیہ میں شہید ہو کر وہیں مدفون ہوئے (معارف القرآن)۔

آیت نمبر(196)

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى
يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ
نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۟ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ ع﴾

ح ص ر

(ن)	حَصْرًا	تنگی کرنا۔ گھیرنا۔
(س)	حَصَرًا	تنگی محسوس کرنا۔ گھٹن محسوس کرنا۔ ﴿اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ﴾ (4/النساء:90) ''یا وہ لوگ آئیں تمہارے پاس، تنگی محسوس کرتے ہوئے اپنے سینوں میں کہ وہ قتال کریں تم سے۔''
	اُحْصُرْ	باب نَصَرَ سے فعل امر ہے۔ تو گھیر۔ تو قید کر۔ ﴿وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ﴾ (9/التوبہ:5) ''اور تم لوگ پکڑو ان کو اور قید کرو ان کو۔''
	حُصُوْرٌ	فَعُوْلٌ کے وزن کے مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ گھیرا ہوا۔ اصطلاحاً عورتوں سے بے رغبتی کرنے والے کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا﴾ (3/آل عمران:39) ''اور سردار اور عورتوں سے بے رغبتی والا اور نبی۔''
	حَصِيْرٌ	فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ گھیرنے والا۔ اصطلاحاً قید خانے کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝﴾ (17/بنی اسرائیل:8) ''اور ہم نے بنایا جہنم کو کافروں کے لیے ایک قید خانہ۔''
(افعال)	اِحْصَارًا	کسی کو کسی کام سے روک دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ح ل ق

(ن)	حَلْقًا	گلے پر مارنا۔ حلق کاٹنا۔ ذبح کرنا۔
(ض)	حَلْقًا	چھیلنا۔ بال مونڈنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
(تفعیل)	تَحْلِيْقًا	اچھی طرح مونڈنا۔
	مُحَلِّقٌ	اسم الفاعل ہے۔ مونڈنے والا۔ ﴿اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ﴾ (48/الفتح:27) ''امن میں ہوتے ہوئے، مونڈتے ہوئے اپنے سروں کو۔''

ب ل غ

(ن)	بُلُوْغًا	کسی مقصود چیز کی انتہا تک پہنچنا۔ ﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ﴾

(6/الانعام:19)''اور وحی کیا گیا میری طرف یہ قرآن تا کہ میں خبردار کروں تم لوگوں کو اور اس کو جس کو وہ
392
پہنچا۔''﴿حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةًۙ﴾ (46/الاحقاف:15)''یہاں تک کہ جب وہ پہنچا اپنی شدت کو اور وہ پہنچا چالیس سال کو۔''

بَالِغٌ — اسم الفاعل ہے۔ پہنچنے والا﴿فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ﴾ (6/الانعام:149)''پس اللہ کی ہے پہنچنے والی یعنی سمجھ میں آنے والی دلیل۔''﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ﴾ (65/الطلاق:3)''اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ پر تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔ یقیناً اللہ اس کے کام کو پہنچنے والا ہے۔''

مَبْلَغٌ — اسم الظرف ہے۔ پہنچنے کی جگہ۔ ﴿ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ﴾ (53/النجم:30)''یہ ان کے پہنچنے کی انتہا ہے علم میں سے۔''

(ک) بَلَاغَةً — آسانی سے پہنچنا۔ واضح ہونا۔ فصیح ہونا۔

بَلِيْغٌ — فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ واضح۔ فصیح۔ ﴿وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝﴾ (4/النساء:63)''اور آپؐ کہیں ان سے ان کے بارے میں کوئی واضح بات۔''

(افعال) اِبْلَاغًا — پہنچانا۔﴿لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ﴾ (72/الجن:28)''تا کہ وہ جان لے کہ انہوں نے پہنچا دیا ہے اپنے رب کے پیغامات کو۔''

بَلَاغٌ — یہ باب افعال کا ایک مصدر بھی ہے اور اسم ذات بھی۔ پہنچانا۔ پیغام۔﴿مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ﴾ (5/المائدہ:99)''ان رسولؐ پر نہیں ہے مگر پہنچانا۔''﴿اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ؕ۝﴾ (21/الانبیاء:106)''یقیناً اس میں ایک پیغام ہے عبادت گزاروں والی قوم کے لیے۔''

اَبْلِغْ — فعل امر ہے۔ تو پہنچا۔﴿حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ﴾ (9/التوبہ:6)''یہاں تک کہ وہ سنے اللہ کا کلام پھر اسے پہنچا دو اس کی امن کی جگہ پر۔''

(تفعیل) تَبْلِيْغًا — آہستہ آہستہ یا رفتہ رفتہ پہنچانا۔﴿اِۨلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ﴾ (33/الاحزاب:39)''وہ لوگ جو آستہ آہستہ پہنچاتے رہتے ہیں اللہ کے پیغامات۔''

بَلِّغْ — فعل امر ہے۔ تو آہستہ آہستہ پہنچاتا رہ۔ تبلیغ کرتا رہ۔﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ﴾ (5/المائدہ:67)''اے رسولؐ آپؐ پہنچاتے رہیں اس کو جو نازل کیا گیا آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی جانب سے۔''

ا	ذ	ی

(س) اَذًى — تکلیف پہنچنا۔ دُکھ پہنچنا۔

اَذًى — اسم ذات بھی ہے۔ جسمانی اور نفسیاتی تکلیف۔ اذیت۔ کوفت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِيْذَاءً — تکلیف پہنچانا۔ اذیت دینا۔﴿لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى﴾ (33/الاحزاب:69)''تم لوگ مت ہو ان کی طرح جنہوں نے اذیت دی موسٰیؑ کو۔''

اٰذِ — فعل امر ہے۔ تو تکلیف دے۔ دکھ دے۔﴿وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ﴾ (4/النساء:16)''اور وہ دونوں جو یہ کام کرتے ہیں تو تم لوگ تکلیف دو ان دونوں کو۔''

ترکیب

وَاَتِمُّوْا فعل امر ہے، اَلْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اس کا مفعول ہے اور لِلّٰهِ متعلق فعل ہے۔ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ شرط ہے اور فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ جواب شرط ہے۔ فَمَا کا مَا موصولہ ہے، اِسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ اس کا صلہ ہے۔ یہ صلہ موصول مل کر مبتداء ہے جب کہ اس کی خبر ار متعلق خبر وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ محذوف ہے۔ لَا تَحْلِقُوْا فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور رُءُوْسَكُمْ مفعول ہے۔ يَبْلُغَ فعل لازم ہے، الْهَدْيُ فاعل ہے اور اس کا مفعول نہیں آئے گا۔ مَحِلَّهٗ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ فَمَنْ كَانَ سے رَاْسِهٖ تک شرط ہے اور فَفِدْيَةٌ جواب شرط ہے۔ مِنْ بیانیہ ہے۔ صِيَامٍ۔ صَدَقَةٍ اور نُسُكٍ فدیہ کی وضاحت کے لیے ہے۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ شرط ہے اس کی ضمیر مفعولی ہٗ محذوف ہے جو کہ الهدی کے لیے ہے۔ فَصِيَامُ سے اِذَا رَجَعْتُمْ تک جواب شرط ہے۔ اس کے بعد وَاجِبٌ عَلَيْهِ محذوف ہے۔ تِلْكَ مبتداء اور عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ خبر ہے۔ یہ جملہ تاکید کے لیے ہے۔ ذٰلِكَ کا اشارہ اس آیت میں مذکور واجبات کی طرف ہے اور یہ مبتداء ہے۔ اس کی بھی خبر وَاجِبٌ محذوف ہے، جب کہ لِمَنْ سے الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تک متعلق خبر ہے۔ لَمْ يَكُنْ کا اسم اَهْلُهٗ ہے جب کہ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس کی خبر ہے۔ كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حَاضِرِيْنَ نصب میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ شَدِيْدُ الْعِقَابِ مرکب اضافی ہے۔ لیکن اُردو محاورہ کی وجہ سے اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوگا۔ (آیت نمبر ۲/ ۴۹، نوٹ۔ ۳)

ترجمہ

وَاَتِمُّوْا	الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ	لِلّٰهِ	فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ	فَمَا	اسْتَيْسَرَ
اور تم لوگ پورا کرو	حج کو اور عمرے کو	اللہ کے لیے	پھر اگر تم لوگ روک دیئے جاؤ	تو جو	آسان ہو

مِنَ الْهَدْيِ	وَلَا تَحْلِقُوْا	رُءُوْسَكُمْ	حَتّٰى
قربانی کے جانور میں سے وہ (واجب ہے تم پر)	اور تم لوت مت مونڈو	اپنے سروں کو	یہاں تک کہ

يَبْلُغَ الْهَدْيُ	مَحِلَّهٗ ط	فَمَنْ	كَانَ	مِنْكُمْ	مَّرِيْضًا	اَوْ بِهٖٓ اَذًى
پہنچے قربانی کا جانور	اپنی منزل پر	پھر جو	ہو	تم میں سے	مریض	یا اس کو تکلیف ہو

مِّنْ رَّاْسِهٖ	فَفِدْيَةٌ	مِّنْ	صِيَامٍ	اَوْ صَدَقَةٍ	اَوْ نُسُكٍ ج	فَاِذَآ
اپنے سر میں	تو فدیہ (واجب) ہے	جیسے	روزہ رکھنا	یا کوئی صدقہ	یا کوئی قربانی	پس جب

اَمِنْتُمْ	فَمَنْ	تَمَتَّعَ	بِالْعُمْرَةِ	اِلَى الْحَجِّ	فَمَا	اسْتَيْسَرَ
تم لوگ امن میں ہو	پھر جو	فائدہ اُٹھائے	عمرے سے	حج تک	تو جو	آسان ہو

مِنَ الْهَدْيِ	فَمَنْ	لَّمْ يَجِدْ	فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ
قربانی کے جانور میں سے وہ (واجب ہے اس پر)	پھر جو	نہ پائے (اس کو)	تو تین دن کا روزہ رکھنا (واجب) ہے

فِي الْحَجِّ	وَسَبْعَةٍ	اِذَا رَجَعْتُمْ ط	تِلْكَ	عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ط	ذٰلِكَ	لِمَنْ
حج میں	اور سات	جب تم لوگ لوٹو	یہ	پورے دس ہیں	یہ	اس کے لیے ہے جس کے

لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ	حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط	وَاتَّقُوا اللّٰهَ	وَاعْلَمُوْٓا
گھر والے نہیں ہیں	مسجد حرام کے حاضرین	اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو	اور تم لوگ جان لو

اَنَّ اللّٰهَ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ
کہ اللہ	سخت سزا دینے والا ہے

نوٹ۔1

اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ حج یا عمرہ کرو، بلکہ کہا گیا ہے کہ انہیں پورا کرو۔اس لیے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لینے کے بعد اسے پورا کرنا ضروری ہے۔اگر کوئی مجبوری لاحق ہو جائے تو قربانی کر کے احرام کھول دے لیکن بعد میں اس کی قضا لازمی ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

قربانی سے پہلے سر مونڈنے کی اجازت نہیں ہے۔اگر کسی بیماری یا مجبوری سے ایسا کرنا پڑ جائے تو فدیہ میں روزہ رکھنا ہوگا یا صدقہ دینا ہوگا یا قربانی کرنی ہوگی۔اس آیت میں اس کا نصاب نہیں دیا گیا۔البتہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کم از کم ایک بکری کی قربانی دے۔(معارف القران)

نوٹ۔3

اسلام سے پہلے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج کرنے کو گناہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ بات ان لوگوں کے لیے ٹھیک ہے جو مسجد حرام کے حاضرین ہیں، یعنی جن کی رہائش حرم کی میقاتوں کے اندر ہے۔لیکن باہر والوں کے لیے یہ مشکل تھا کہ وہ عمرہ کر کے واپس جائیں اور حج کے لیے دوبارہ سفر کریں۔ چنانچہ اس آیت میں باہر والوں یعنی آفاقی لوگوں کو اجازت دی گئی کہ ایک ہی سفر میں وہ عمرہ سے حج تک فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔اس ک امطلب یہ ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد وہ احرام کھول دیں اور حج کے لیے دوبارہ احرام باندھیں، البتہ ایسے حاجیوں کے لیے قربانی کرنا ضروری ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

400

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (197)

﴿ اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الۡحَجِّ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؔؕ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَيۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰى ۚ وَاتَّقُوۡنِ يٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۷﴾ ﴾

ج د ل

(ن)	جَدۡلًا	رسی کو بل دینا۔
(س)	جَدَلًا	بات کو بل دینا، گھمانا پھرانا۔ بحث کرنا ﴿ وَ كَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَيۡءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ ﴾ (18 / الکھف:54) ''اور انسان ہر چیز سے زیادہ ہے بحث کرنے میں۔''
(مفاعلہ)	مُجَادَلَةً اور جِدَالًا	ایک دوسرے کی بات کو گھمانا پھرانا۔ مناظرہ کرنا۔ ﴿ يَوۡمَ تَاۡتِيۡ كُلُّ نَفۡسٍ تُجَادِلُ عَنۡ نَّفۡسِهَا ﴾ (16 / النحل:111) ''جس دن آئے گی ہر جان بحث کرتی اپنے آپ سے۔''
	جَادِلۡ	فعل امر ہے۔ تو مناظرہ کر۔ ﴿ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِيۡ هِيَ اَحۡسَنُ ؕ ﴾ (16 / النحل:125) ''اور تو مناظرہ کر ان سے، بہترین طریقے سے۔''

ز و د

(ن)	زَوۡدًا	سفر کا خرچ مہیا کرنا
	زَادٌ	اسم ذات ہے۔ سامانِ سفر۔ زادِ راہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(تفعّل)	تَزَوُّدًا	سفر خرچ ساتھ رکھنا۔
	تَزَوَّدۡ	فعل امر ہے۔ تو سفر خرچ ساتھ رکھ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَلۡحَجُّ مبتداء ہے اور مرکب توصیفی اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ خبر ہے۔ فَمَنۡ شرطیہ ہے۔ فَرَضَ فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ شرط ہے اور فَلَا رَفَثَ سے فِي الۡحَجِّ تک جواب شرط ہے۔ فَرَضَ کا فاعل اس کی هُوَ کی ضمیر ہے جو مَنۡ کے لیے ہے۔ اَلۡحَجَّ اس کا مفعول ہے اور فِيۡهِنَّ متعلق فعل ہے۔ اس میں هِنَّ کی ضمیر اَشۡهُرٌ کے لیے ہے۔ فَرَضَ کے بعد عَلٰى نَفۡسِهٖ محذوف ہے۔ رَفَثَ، فُسُوۡقَ اور جِدَالَ، تینوں سے پہلے لائے نفی جنس ہیں اور یہ مبتداء ہیں، ان کی خبریں محذوف ہیں جو کہ جَائِزٌ ہو سکتی ہیں۔ مَا شرطیہ ہے اس لیے اس کی شرط تَفۡعَلُوۡا کا نون اعرابی گرا ہوا ہے اور جواب شرط يَعۡلَمۡ مجزوم ہے۔

باب تفعّل کے ماضی تَفَعَّلَ سے جمع مذکر غائب کا وزن تَفَعَّلُوۡا بنتا ہے۔ جب کہ اس کے فعل امر تَفَعَّلۡ سے جمع مذکر مخاطب کا وزن بھی تَفَعَّلُوۡا بنتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے تَزَوَّدُوۡا کے دونوں امکانات ہیں، لیکن آیت کا مضمون بتا رہا ہے کہ یہاں یہ فعل امر ہے۔

فَاِنَّ کا اسم خَيۡرَ الزَّادِ ہے، اس لیے اس کے مضاف خَيۡرَ پر نصب آئی ہے اور مرکب اضافی ہونے کی وجہ

سے یہ تفضیل کل ہے۔ اُردو محاورے کی وجہ سے اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوتا ہے۔ اِنَّ کی خبر اَلتَّقْوٰی ہے اور اس پر لام جنس ہے۔ وَاتَّقُوْا فعل امر ہے۔ ضمیر مفعولی آنے کی وجہ سے واوالجمع کا الف گر گیا اور نِ ضمیر مفعولی نِیْ کا نون وقایہ ہے۔[400]

ترجمہ

اَلْحَجَّ	فِیْهِنَّ	فَرَضَ	فَمَنْ	اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج	اَلْحَجُّ
حج کو	ان میں	فرض کیا (خود پر)	توجس نے	جانے پہچانے مہینے ہیں	حج (کے)

وَلَا جِدَالَ	وَلَا فُسُوْقَ لا	فَلَا رَفَثَ
اور کوئی تو تو میں میں نہیں ہے	اور کوئی حکم عدولی نہیں ہے	تو کسی قسم کی فحش گوئی نہیں ہے

اللّٰهُ ط	يَعْلَمْهُ	مِنْ خَيْرٍ	تَفْعَلُوْا	وَمَا	فِي الْحَجِّ ط
اللہ	تو جان لے گا اس کو	کوئی بھی بھلائی	تم لوگ کرو گے	اور جو	حج میں

وَاتَّقُوْنِ ز	التَّقْوٰی	خَيْرَ الزَّادِ	فَاِنَّ	وَتَزَوَّدُوْا
اور تقوی اختیار کرو میرا	تقوی ہے	بہترین زادِراہ	پس یقینا	اور تم لوگ سفر خرچ ساتھ رکھو

يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ
اے عقل والو

نوٹ۔1

سامانِ سفر ساتھ رکھنے کے ساتھ تقوی کو بہترین سامانِ سفر کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف تقوی کافی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دیگر سامان بھی رکھو اور اسے مت بھولو۔

آیت نمبر (198)

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ط فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ص وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ج وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ١٩٨ ﴾

ف ی ض

(ض) فَیْضًا پیمانہ لبریز ہونے سے پانی کا بہہ نکلنا۔ اُبل پڑنا۔ پھوٹ بہنا۔ ﴿ اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ ﴾ (5/المائدہ:83) ''ان کی آنکھیں اُبل پڑتی ہیں آنسو سے۔''

(افعال) اِفَاضَۃً یکبارگی پانی اُنڈیلنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ مثلاً (۱) کسی جگہ سے لوگوں کا جوق در جوق نکلنا۔ آیت زیر مطالعہ۔ (۲) کسی بات کو پھیلانا۔ چرچا کرنا۔ ﴿ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ط ﴾ (46/الاحقاف:8) ''وہ خوب جانتا ہے اس کو تم لوگ چرچا کرتے ہو جس کا۔''

اَفِضْ فعل امر ہے۔ جوق در جوق نکل۔ آگے آیت نمبر ۱۹۹ میں آیا ہے۔

ترکیب

لَيۡسَ کا اسم جُنَاحٌ نکرہ آیا ہے کیونکہ عام قاعدہ بیان ہو رہا ہے۔ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا اس کی خبر ہے۔ اِذَا شرطیہ ہے۔ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ شرط ہے اور فَاذۡكُرُوۡا سے هَدٰٮكُمۡ تک جواب شرط ہے۔ عَرَفٰتٍ اسم عَلَم یعنی ایک جگہ کا نام ہے۔ فَاذۡكُرُوۡا کا فاعل اس کی اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور لفظ اللّٰهَ مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے جب کہ عِنۡدَ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اَلۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ بھی اسم عَلَم ہے اور مزدلفہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے۔ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ کا اِنۡ مخففہ ہے۔ مِنۡ قَبۡلِهٖ میں ہٖ کی ضمیر ہدایت کے لیے ہے۔

ترجمہ

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ	جُنَاحٌ	اَنۡ تَبۡتَغُوۡا	فَضۡلًا	مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ	فَاِذَآ
تم لوگوں پر	کوئی گناہ نہیں ہے	کہ تم لوگ جستجو کرو	کچھ روزی کی	اپنے رب سے	پس جب بھی

اَفَضۡتُمۡ	مِّنۡ عَرَفٰتٍ	فَاذۡكُرُوا	اللّٰهَ	عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ ۖ	وَاذۡكُرُوۡهُ
تم لوگ جوق در جوق نکلو	عرفات سے	تو یاد کرو	اللہ کو	مشعر حرام کے پاس	اور یاد کرو اس کو

كَمَا	هَدٰٮكُمۡ ۚ	وَاِنۡ كُنۡتُمۡ	مِّنۡ قَبۡلِهٖ	لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ
اس طرح جیسے	اس نے ہدایت کی تم کو	اور یقیناً تم لوگ	اس سے پہلے	گمراہ ہونے والوں میں سے تھے

نوٹ۔1

''ارشاد قرآنی وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ سے ایک اور بھی اصولی مسئلہ نکل آیا کہ ذکر اللہ اور عبادت میں آدمی خود مختار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح چاہے یاد کرے، اور جس طرح چاہے اس کی عبادت کرے، بلکہ ذکر اللہ اور ہر عبادت کے خاص آداب ہیں، اُن کے موافق ادا کرنا ہی عبادت ہے۔ اس کے خلاف کرنا جائز نہیں اور اس میں کمی بیشی یا مقدم مؤخر کرنا، خواہ اس میں ذکر اللہ کی کچھ زیادتی بھی ہو، وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ نفلی عبادات اور صدقہ خیرات وغیرہ میں جو لوگ بلا دلیل شرعی اپنی طرف سے کچھ خصوصیات اور اضافے کر لیتے ہیں اور ان کی پابندی کو ضروری سمجھ لیتے ہیں، حالانکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضروری قرار نہیں دیا، اور ان افعال کے نہ کرنے والوں کو خطا وار سمجھتے ہیں، اس آیت نے ان کی غلطی کو واضح کر دیا۔'' (معارف القرآن)

آیت نمبر (2199)

﴿ ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۹۹﴾ ﴾

ترکیب

فعل امر اَفِيۡضُوۡا کا فاعل اس کی اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور اَفَاضَ کا فاعل النَّاسُ ہے، جب کہ مِنۡ حَيۡثُ ان دونوں کا ظرف ہے اس لیے محلاً منصوب ہے۔ فعل امر وَاسۡتَغۡفِرُوۡا کا فاعل اس کی اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور لفظ اَللّٰهَ اس کا مفعول ہے۔

ترجمہ

ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا	مِنۡ حَيۡثُ	اَفَاضَ	النَّاسُ	وَاسۡتَغۡفِرُوا	اللّٰهَ
پھر تم لوگ جوق در جوق نکلو	جہاں سے	نکلے	لوگ	اور مغفرت طلب کرو	اللہ سے

اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ
یقیناً اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

قریش خانہ کعبہ کے ''برہمن'' تھے اور عام حاجیوں کی طرح عرفات جا کر قیام کرنے میں ہتک محسوس کرتے تھے۔ اس لیے وہ لوگ مزدلفہ میں قیام کرتے تھے اور وہیں سے لوٹتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وی۔ آئی۔ پی کلچر کے بت کو توڑنے کا حکم دیا ہے، لیکن ہم لوگوں نے اسے اپنے گلے میں اٹکایا ہوا ہے، نہ نگلے بنتا ہے اور نہ اُگلے بنتا ہے۔ اس کلچر کو ہم برا بھلا بھی کہتے رہتے ہیں اور چوڑتے بھی نہیں۔

یہ مسجد ہے کہ مئے خانہ، تعجب اس پہ آتا ہے
جناب شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

آیت نمبر (200)

﴿ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ ﴾

ترکیب

فَاِذَا شرطیہ ہے۔ قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ شرط ہے اور فَاذْكُرُوا سے ذِكْرًا تک جواب شرط ہے۔ كَذِكْرِكُمْ میں ذِكْرِ مصدر نے فعل کا عمل کیا ہے اور اٰبَآءَ کو نصب دی ہے۔ تفسیر حقانی کے مطابق اَشَدَّ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور ذِكْرًا اس کی تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مَنْ یہاں جمع کے مفہوم میں ہے۔ لفظی رعایت کے تحت يَقُوْلُ واحد آیا ہے اور معنوی لحاظ سے رَبَّنَآ اٰتِنَا پر جمع کی ضمیر آئی ہے۔ رَبَّنَا میں رَبَّ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے حرفِ ندا محذوف ہے۔ مَا نافیہ ہے۔ خَلَاقٍ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور اس پر مِنْ تبعیضیہ لگا ہوا ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ وَاجِبًا یا ثَابِتًا ہو سکتی ہے۔ لَهٗ قائم مقام خبر مقدم ہے اور اس کی ضمیر مَنْ کے لیے ہے جب کہ فِي الْاٰخِرَةِ متعلق خبر ہے۔

ترجمہ

فَاِذَا	قَضَيْتُمْ	مَّنَاسِكَكُمْ	فَاذْكُرُوا	اللّٰهَ	كَذِكْرِكُمْ
پس جب	تم لوگ پورا کرلو	اپنے حج کے اعمال کو	تو یاد کرو	اللہ کو	تمہارے یاد کرنے کی مانند

اٰبَآءَكُمْ	اَوْ اَشَدَّ	ذِكْرًا ؕ	فَمِنَ النَّاسِ	مَنْ
اپنے آباء واجداد کو	یا زیادہ شدید ہوتے ہوئے	بلحاظ ذکر کے	اور لوگوں میں وہ بھی ہیں	جو

يَّقُوْلُ	رَبَّنَآ	اٰتِنَا	فِي الدُّنْيَا	وَمَا لَهٗ	فِي الْاٰخِرَةِ
کہتے ہیں	اے ہمارے رب!	تو دے ہم کو	دنیا میں	اور نہیں ہے اس کے لیے	آخرت میں

مِنْ خَلَاقٍ
بھلائی کا کسی قسم کا کوئی بھی حصہ

آیت نمبر (201)

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ ﴾

ترکیب

مِنۡهُمۡ کی ضمیر گزشتہ آیت کے لفظ النَّاس کے لیے ہے۔اٰتِنَا میں اٰتِ فعل امر ہے،ضمیر مفعولی نَا مفعول اوّل ہے اور حَسَنَةً مفعول ثانی ہے۔قِنَا میں قِ فعل امر ہے،ضمیر مفعولی نَا مفعول اوّل ہے اور عَذَابَ النَّارِ مفعول ثانی ہے۔[400]

ترجمہ

وَمِنۡهُمۡ	مَّنۡ	يَّقُوۡلُ	رَبَّنَآ	اٰتِنَا	فِى الدُّنۡيَا	حَسَنَةً
اوران میں وہ بھی ہیں	جو	کہتے ہیں	اے ہمارے رب	تو دے ہم کو	دنیا میں	بھلائی

وَّفِى الۡاٰخِرَةِ	حَسَنَةً	وَّقِنَا	عَذَابَ النَّارِ
اور آخرت میں	بھلائی	اور تو بچا ہم کو	آگ کے عذاب سے

آیت نمبر(202)

﴿ اُولٰٓٮِٕكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا‌ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ۝ ﴾

ن ص ب

(ف-ض) نَصۡبًا (۱) کسی چیز کو گاڑنا، جمانا۔(۲) کسی کو تکلیف دینا۔﴿ وَ اِلَى الۡجِبَالِ كَيۡفَ نُصِبَتۡ ۝ ﴾ (88/الغاشیہ:19)''اور پہاڑوں کی طرف،کیسے وہ جمائے گئے۔''

(س) نَصَبًا محنت کرنا۔کوشش کرنا۔

اِنۡصَبۡ فعل امر ہے۔تو محنت کر،کوشش کر۔﴿ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۝ ﴾ (94/الم نشرح:8-7)''پس جب بھی آپؐ فارغ ہوں تو آپؐ محنت کریں اور اپنے رب کی طرف پھر رغبت کریں۔''

نَاصِبٌ اسم الفاعل ہے۔محنت کرنے والا۔کوشش کرنے والا۔﴿ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَٮِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ ﴾ (88/الغاشیہ:2-3)''کچھ چہرے اس دن ذلیل ہونے والے ہیں،عمل کرنے والے،محنت کرنے والے۔''

نَصَبٌ اسم ذات ہے۔مشقت۔تکلیف۔﴿ لَا يَمَسُّهُمۡ فِيۡهَا نَصَبٌ ﴾ (15/الحجر:48)''نہیں پہنچے گی ان کو اس میں کوئی مشقت۔''

نُصۡبٌ اسم ذات ہے۔ایذا۔تکلیف۔﴿ اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الشَّيۡطٰنُ بِنُصۡبٍ وَّعَذَابٍ ۝ ﴾ (38/ص:41)''کہ چھوا مجھ کو شیطان نے ایذا سے اور عذاب سے۔''

نُصُبٌ ج اَنۡصَابٌ۔اسم ذات ہے۔بھینٹ چڑھانے کی علامت کے لیے گاڑے ہوئے پتھر۔استھان۔بُت۔﴿ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ﴾ (5/المائدہ:3)''اور جو ذبح کیا گیا استھان پر۔''﴿ اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَيۡسِرُ وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ ﴾ (5/المائدہ:90)''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ نشہ اور جوا اور استھان اور پانسے نجاست ہیں۔''

نَصِيۡبٌ فَعِيۡلٌ کے وزن پر اسم المفعول کے معنی میں صفت ہے۔گاڑا ہوا،جمایا ہوا۔پھر کسی چیز کا کسی کے لیے مقرر کردہ حصے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔آیت زیرِ مطالعہ۔

س ر ع

(س-ک) سَرۡعًا سُرۡعَةً کوئی کام تیزی سے کرنا۔جلدی کرنا۔

	اَسۡرَعُ	افعل التفضیل ہے۔ زیادہ تیز یا سب سے تیز۔ ﴿وَ ھُوَ اَسۡرَعُ الۡحٰسِبِیۡنَ﴾ (6/الانعام:62) ''اوروہ سب سے تیز حساب کرنے والا ہے۔''
	سَرِیۡعٌ	فَعِیۡلٌ کے وزن پرصفت ہے۔جلدی کرنے والا۔تیز۔آیت زیرِ مطالعہ۔
(مفاعلہ)	سِرَاعًا	ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے جلدی کرنا۔سبقت کرنا۔﴿وَ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ﴾ (3/آل عمران:114) ''اوروہ لوگ باہم سبقت کرتے ہیں بھلائیوں میں۔''
	سَارِعۡ	فعل امر ہے۔توسبقت کر۔﴿وَ سَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ﴾ (3/آل عمران:133) ''اورتم لوگ باہم سبقت کرومغفرت کی طرف۔''

ح س ب

(ن)	حَسۡبًا	گنتی کرنا۔شمارکرنایعنی حساب رکھنا۔حساب کرنا۔
(س۔ح)	حِسۡبَانًا	خیال کرنا۔گمان کرنا۔﴿اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ﴾ (2/البقرہ:214) ''کیاتم لوگوں نے گمان کیا کہ تم لوگ داخل ہوگے جنت میں۔''
	حَاسِبٌ	اسم الفاعل ہے۔حساب رکھنے والا۔حساب کرنے والا۔اوپرلفظ اَسۡرَعُ میں آیت نمبر۔62/6
	حَسِیۡبٌ	فَعِیۡلٌ کا وزن ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں حساب کرنے والا۔ ﴿وَ کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا﴾ (4/النساء:6) ''اورکافی ہے اللہ بطورحساب کرنے والے کے۔''
	حُسۡبَانٌ	فُعۡلَانٌ کے وزن پرمبالغہ ہے۔(۱) بے انتہا حساب رکھنے والا۔(۲) سخت پکڑ کرنے والا (حساب کے نتیجے میں)۔آفت۔﴿وَجَعَلَ الَّیۡلَ سَکَنًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ حُسۡبَانًا﴾ (6/الانعام:96) ''اوراس نے بنایا رات کوسکون اورسورج اور چاند کوحساب رکھنے والا۔'' ﴿وَ یُرۡسِلَ عَلَیۡہَا حُسۡبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (18/الکہف:40) ''اوروہ بھیجے اس پرکوئی آفت آسمان سے۔''
	حَسۡبُ	اسم فعل ہے۔حساب کتاب میں پورا یعنی کافی۔﴿حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَ نِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ﴾ (3/آل عمران:173) ''کافی ہے ہم کواللہ اورکیا ہی اچھا وکیل ہے۔''
(مفاعلہ)	مُحَاسَبَۃً اور حِسَابًا	کسی سے کسی چیز کا حساب مانگنا۔حساب لینا۔﴿وَ اِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡہُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ﴾ (2/البقرہ:284) ''اوراگرتم لوگ ظاہرکرواس کوجوتمہارے جی میں ہے یا چھپاؤاس کو،ہساب لےگاتم سےاس کا اللہ۔''
(افتعال)	اِحۡتِسَابًا	(۱) اہتمام سے حساب مانگنا۔(۲) اہتمام سے خیال کرنا۔﴿وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ﴾ (65/الطلاق:2-3) ''اور جوتقوی کرتا ہے اللہ کا تو وہ بناتا ہے اس کے لیے نکلنے کا ایک راستہ اور وہ رزق دیتا ہے اس کو وہاں سے جہاں سے وہ گمان نہیں کرتا۔''

ترکیب

اُولٰٓئِکَ مبتداء ہےاور لَھُمۡ نَصِیۡبٌ مِّمَّا کَسَبُوۡا، یہ پوراجملہ اس کی خبر ہے۔اس جملہ میں نَصِیۡبٌ مبتداء مؤخرنکرہ ہے،خبر محذوف ہے اور لَھُمۡ قائم مقام خبرمقدم ہے، جب کہ مِمَّا کَسَبُوۡا متعلق خبر ہے۔ وَاللّٰہُ مبتداء اور مرکب اضافی سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	نَصِيْبٌ	مِّمَّا	كَسَبُوْا ؕ	وَاللّٰهُ	سَرِيْعُ الْحِسَابِ 400
وہ لوگ ہیں	جن کے لیے	ایک حصہ ہے	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	اور اللہ	حساب لینے میں تیز ہے

نوٹ۔1

آیت نمبر ۲/۲۰۰ میں ان لوگوں کا ذکر تھا جو اپنی نیکی کا اجر دنیا میں مانگتے ہیں۔ وہاں پر بتا دیا گیا کہ ایسے لوگوں کو آخرت میں کچھ نہیں ملے گا یعنی دنیا میں ملے گا یا نہیں اور ملے گا تو کتنا، اس کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ اپنے علم اور حکمت سے کرے گا، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ انہیں آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔ پھر آیت نمبر ۲۰۱ میں ان لوگوں کا ذکر ہوا جو اپنی نیکی کا اجر دنیا اور آخرت، دونوں جگہ مانگتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، اس کی وضاحت اس آیت میں کی گئی ہے کہ جو نیکی انہوں نے کمائی ہے اس کا کچھ حصہ انہیں دنیا میں ملے گا اور کچھ حصہ آخرت میں۔ اس بات کی مزید وضاحت ایک حدیث سے ہوتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے (ترجمہ نہیں) کہ ایک غازی، جس نے صرف اللہ کی رضا کے لیے قتال میں حصہ لیا، اس نے اپنے اجر کا دو تہائی حصہ وصول کر لیا۔ یہ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ جو لوگ حدیث کے بغیر قرآن مجید سے ہی سب کچھ سمجھنا چاہتے ہیں، وہ لوگ اپنی دلیل کے طور پر اس حدیث کو پیش کرتے ہیں کہ یہ حدیث آیت نمبر۔۲۰۱ سے ٹکراتی ہے یعنی اس کے خلاف ہے، ایسے لوگوں کو اپنی قرآن فہمی کا دوبارہ جائزہ لینا چاہیے جس پر ان کا تکیہ ہے۔

آیت نمبر (302)

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۰۳﴾

ح ش ر

(ن) حَشْرًا: (۱) جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔ (۲) جمع کرنے کے لیے نکالنا۔ اُٹھانا۔ ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝۸۵﴾ (19/مریم:85) ''جس دن ہم جمع کریں گے متقی لوگوں کو رحمٰن کی طرف بطور وفد کے۔'' ﴿رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى﴾ (20/طٰہٰ:125) ''اے میرے رب! تو نے کیوں اُٹھایا مجھ کو اندھا۔''

اُحْشُرْ: فعل امر ہے۔ تو جمع کر۔ ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ (37/الصّٰفّٰت:22) ''تم لوگ اکٹھا کرو ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا۔''

حَاشِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ جمع کرنے والا۔ ﴿وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝۳۶﴾ (26/الشعراء:36) ''اور تو بھیج شہروں میں جمع کرنے والوں کو۔''

مَحْشُوْرٌ: اسم المفعول ہے۔ جمع کیا ہوا۔ ﴿وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ﴾ (38/صٓ:19) ''اور پرندوں کو، جمع کیے ہوئے۔''

ترکیب

وَاذْكُرُوْا کا فاعل اس کی اَنْتُمْ کی ضمیر ہے، لفظ اللہ مفعول ہے اور مرکب توصیفی اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ظرف ہے لیکن فِيْ کی وجہ سے حالتِ جر میں آیا ہے۔ فَمَنْ شرطیہ ہے تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ شرط ہے۔ جب کہ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ جواب شرط ہے۔ اور اس پر لائے نفی جنس ہے۔

ترجمہ

وَاذْكُرُوا	اللّٰهَ	فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ	فَمَنْ	تَعَجَّلَ	فِيْ يَوْمَيْنِ
اور تم لوگ یاد کرو	اللہ کو	گنے ہوئے دنوں میں	پس جس نے	جلدی کی	دو دنوں میں

فَلَآ اِثْمَ	عَلَيْهِ	وَمَنْ تَاَخَّرَ	فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ
تو کسی قسم کا گناہ نہیں ہے	اس پر	اور جس نے دیر کی	تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے اس پر

لِمَنِ اتَّقٰى	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّكُمْ
اس کے لیے جس نے تقویٰ کیا	اور م لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور تم لوگ جان لو	کہ

اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ
اس کی طرف ہی	تم سب اکٹھا کیے جاؤ گے

نوٹ۔1

تَعَجَّلَ کے ساتھ دو دنوں کی وضاحت ہے لیکن تَاَخَّرَ کے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ حاجی کی مرضی ہے کہ جب تک اس کا جی چاہے منیٰ میں رہے، تین دن میں واپسی ضروری نہیں ہے۔ کچھ لوگ سعودی حکومت پر تنقید کرتے ہیں کہ تمام انتظامات ختم کر کے حاجیوں کو تین دنوں میں واپسی پر مجبور کرنا، اس آیت کے خلاف ہے۔ وہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ طریقہ اسلام سے بھی پہلے رائج ہے جسے قرآن یا حدیث میں تبدیل نہیں کیا گیا۔ نیز ان کی دلیل کی تردید اس آیت کے الفاظ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے ہو جاتی ہے کہ جلدی یا دیر کرنے کی بات ان دنوں کے حوالے سے۔

اس قسم کی بحثوں میں اُلجھنے کے بجائے، ہمیں اپنی توجہ کو اس آیت کے اصل سبق پر مرکوز کرنا چاہیے اس میں سبق یہ دیا گیا ہے کہ کسی حاجی کی فضیلت اس میں نہیں ہے کہ دس تاریخ کو حج کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد کون منیٰ میں دو دن رہا اور کون تین دن، بلکہ فضیلت اس میں ہے کہ قیام کے دوران کس نے اللہ کو کتنا یاد کیا اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے کی کتنی پریکٹس کی۔

جس طرح حج پر آنے کے سفر کے لیے بہترین زادِ راہ تقویٰ تھا اسی طرح واپسی کے لیے بھی بہترین زادِ راہ اور حج کا بہترین تحفہ تقویٰ ہونا چاہیے۔ اس لیے حج سے فارغ ہو کر کچھ عرصہ منیٰ میں قیام کر کے اپنے تقویٰ میں حسن و نکھار پیدا کر کے اسے خوب مستحکم کر لو، اس کے بعد اپنے کمرۂ امتحان میں واپس جاؤ۔

آیت نمبر (204)

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝٢٠٤ ﴾

ع ج ب

(س) عَجَبًا حیرت زدہ ہونا۔ حیرت کرنا۔ ﴿ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ ﴾ (7/الاعراف:63) ''تو کیا تم لوگ حیرت زدہ ہو کہ تمہارے پاس آئی ایک یاد دہانی تمہارے رب سے، تم میں سے ایک شخص پر۔''

عَجَبٌ مصدر کے علاوہ صفت بھی ہے۔ جو چیز عام طور پر نظر نہ آتی ہو۔ غیر معمولی۔ حیران کن۔ انوکھی۔ ﴿اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنۡھُمۡ﴾ (10/یونس:2)''کیا لوگوں کے لیے حیران کن ہے کہ ہم نے وحی کی ان میں سے ایک شخص کی طرف۔''

عَجِیۡبٌ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ حیران کن۔ ﴿ھٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ﴾ (50/قٓ:2)''یہ حیران کن چیز ہے۔''

عُجَابٌ فُعَالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی حیران کن۔ ﴿اِنَّ ھٰذَا لَشَیۡءٌ عُجَابٌ ﴾ (38/صٓ:5) ''یقیناً یہ انتہائی حیران کن چیز ہے۔''

(افعال) **اِعۡجَابًا** کسی کو حیرت میں ڈالنا۔(۱) حیرت زدہ کرنا۔(۲) دلکش لگنا۔ بھلا لگنا۔ ﴿فَلَا تُعۡجِبۡکَ اَمۡوَالُھُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُھُمۡ ؕ﴾ (9/التوبہ:55)''تو حیران نہ کریں تجھ کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد۔'' ﴿وَ لَوۡ اَعۡجَبَکَ کَثۡرَۃُ الۡخَبِیۡثِ ۚ﴾ (5/المآئدہ:100)''اور اگر بھلی لگے تجھ کو خباثت کی کثرت۔''

ل د د

(ن) **لَدًّا** کسی کی بات نہ ماننا۔ ہٹ دھرم ہونا۔

اَلَدُّ ج لُدٌّ۔ افعل التفضیل ہے۔ زیادہ ہٹ دھرم یا انتہائی ہٹ دھرم۔ واحد آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔ ﴿وَ تُنۡذِرَ بِہٖ قَوۡمًا لُّدًّا ﴾ (19/مریم:97)''اور تاکہ آپؐ خبردار کریں اس سے ایک زیادہ ہٹ دھرم قوم کو۔''

خ ص م

(ض) **خَصۡمًا** زبانی جھگڑا کرنا۔ تو تکار کرنا۔

خَصۡمٌ اسم ذات بھی ہے۔ مدِّ مقابل۔ فریقِ مخالفت۔ (یہ واحد، جمع، مؤنث، سب کے لیے آتا ہے)۔ ﴿وَ ھَلۡ اَتٰکَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِ ۘ﴾ (38/صٓ:21)''اور کیا پہنچی تجھ کو مخالف فریقوں کی خبر۔''

خَصِمٌ ج خِصَامٌ اور خَصِمُوۡنَ۔ صفت ہے۔ کٹ حجتی۔ جھگڑالو۔ خِصَامٌ آیتِ زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔ ﴿بَلۡ ھُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ ﴾ (43/الزخرف:58)''بلکہ وہ لوگ جھگڑالو قوم ہیں۔''

خَصِیۡمٌ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ بحث کرنے والا جھگڑالو۔ ﴿فَاِذَا ھُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ﴾ (16/النحل:4)''پس جب ہی وہ کھلے طور پر ہمیشہ بحث کرنے والا ہے۔''

(افتعال) **اِخۡتِصَامًا** اہتمام سے ایک دوسرے سے اُلجھنا۔ جھگڑنا۔ ﴿وَمَا کُنۡتَ لَدَیۡھِمۡ اِذۡ یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴾ (3/آل عمران:44)''اور آپؐ نہیں تھے ان کے پاس جب وہ ایک دوسرے سے اُلجھ رہے تھے۔''

(تفاعل) **تَخَاصُمًا** باہم جھگڑا کرنا۔ ﴿اِنَّ ذٰلِکَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَھۡلِ النَّارِ ﴾ (38/صٓ:64)''بیشک یہ حق ہے، آگ والوں کا باہم جھگڑا کرنا۔''

ترکیب

مَنۡ نکرہ موصوفہ ہے۔ اگلا جملہ اس کی صفت ہے۔ یُعۡجِبُ کا مفعول ضمیر کَ ہے اور قَوۡلُہٗ اس کا فاعل ہے۔ یُشۡھِدُ کا فاعل اس کی ھُوَ کی ضمیر ہے جو مَنۡ کے لیے ہے۔ اَلَدُّ الۡخِصَامِ مرکب اضافی ہے لیکن اُردو محاورے کی وجہ سے ترجمہ مرکب توصیفی میں ہوگا۔

ترجمہ

وَمِنَ النَّاسِ	مَنْ	يُّعْجِبُكَ	قَوْلُهٗ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
اور لوگوں میں وہ بھی ہے	جو	بھلی لگتی ہے تجھ کو	جس کی بات	دنیا کی زندگی میں

وَيُشْهِدُ	اللّٰهَ	عَلٰى مَا	فِيْ قَلْبِهٖ	وَ	هُوَ
اور جو گواہ بناتا ہے	اللہ کو	اس پر جو	اس کے دل میں ہے	حالانکہ	وہ

اَلَدُّ الْخِصَامِ
انتہائی ہٹ دھرم ہے

آیت نمبر (205)

﴿وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾﴾

ح ر ث

(ن) حَرْثًا کھیتی کے لیے زمین تیار کرنا۔ بیج ڈالنا۔ ﴿ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾﴾ (56/ الواقعہ: 63-64) ''کیا تم لوگوں نے دیکھا نہیں جو تم بیج ڈالتے ہو، کیا تم اُگاتے ہو اس کو یا ہم اگانے والے ہیں۔''

حَرْثٌ اسم ذات بھی ہے۔ کھیتی۔ آیتِ زیرِ مطالعہ۔

ن س ل

(ض) نَسْلًا پرندوں کے پر یا جانوروں کے اُون کا گرنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے مثلاً (۱) گرنا یا الگ ہونا۔ (۲) تیز چلنا۔ ﴿ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾﴾ (21/ الانبیاء: 96) ''اور وہ لوگ ہر بلندی سے تیزی سے پھسلتے ہوں گے۔''

نَسْلٌ کسی سے الگ ہونے والی چیز۔ اولاد اور اولاد کی اولاد۔ نسل۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اِذَا شرطیہ ہے۔ تَوَلّٰى شرط ہے اور سَعٰى سے وَالنَّسْلَ تک جواب شرط ہے۔ افعال تَوَلّٰى۔ سَعٰى۔ يُفْسِدَ اور يُهْلِكَ کے فاعل ان کی هُوَ کی ضمیریں ہیں جو گزشتہ آیت میں مذکور مَنْ کے لیے ہیں۔ فِيْهَا کی ضمیر اَلْاَرْضِ کے لیے ہے۔ يُفْسِدَ کے لام کَیْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يُهْلِكَ پر بھی نصب ہے۔ معلوم ہے کہ لام کَیْ کے بعد لفظ اَنْ محذوف ہوتا ہے۔ نسل سے مراد مویشیوں کی نسل ہے۔

ترجمہ

وَاِذَا	تَوَلّٰى	سَعٰى	فِي الْاَرْضِ	لِيُفْسِدَ	فِيْهَا
اور جب	وہ لوٹتا ہے	تو وہ بھاگ دوڑ کرتا ہے	زمین میں	تاکہ وہ نظم بگاڑے	اس میں

وَيُهْلِكَ	الْحَرْثَ	وَالنَّسْلَ ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يُحِبُّ
اور تاکہ وہ برباد کرے	کھیتی کو	اور (مویشیوں کی) نسل کو	اور اللہ	پسند نہیں کرتا

431 الْفَسَادَ
فساد کو

آیت نمبر (206)

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾﴾

م	ھ	د

(ف)

مَهْدًا — کسی چیز کو بچھانا۔ آرام دِہ بنانا۔ ﴿وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ﴾ (30/الروم: 44) ''اور جس نے عمل کیا کوئی نیکی کا تو اپنے لیے وہ آرام دِہ بنا تا ہے۔''

مَاهِدٌ — اسم الفاعل ہے۔ بچھانے والا۔ آرام دِہ بنانے والا۔ ﴿وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ﴾ (51/الذریات:48) ''اور زمین کو، ہم نے بچھایا اس کو تو ہم کتنا اچھا، آرام دِہ بنانے والے ہیں۔''

مِهَادٌ — فِعَالٌ کے وزن پر اسم المفعول ہے آرام دِہ بنائی ہوئی چیز۔ آرام کا ٹھکانہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مَهْدٌ — اسم ذات ہے۔ بچھونا۔ چھوٹے بچے کا گہوارہ۔ ﴿الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا﴾ (20/طٰہٰ:53) ''جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا۔'' ﴿كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ﴾ (19/مریم:29) ''ہم کیسے بات کریں اس سے جو ہے گہوارے میں۔''

ترکیب

اِذَا شرطیہ ہے۔ قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ شرط ہے اور أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ جواب شرط ہے۔ اَخَذَتْ کا فاعل الْعِزَّةُ ہے اور ہُ ضمیر مفعولی ہے جبکہ بِالْإِثْمِ متعلق فعل ہے اور اس میں ب سببیہ ہے۔ مرکب اضافی حَسْبُهُ مبتداء ہے۔ جَهَنَّمُ خبر ہے۔ لَبِئْسَ الْمِهَادُ مبتداء ہے اور اس کی خبر جَهَنَّمُ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَإِذَا	قِيلَ	لَهُ	اتَّقِ	اللَّهَ	أَخَذَتْهُ	الْعِزَّةُ
اور جب کبھی	کہا جاتا ہے	اس سے	کہ تو تقویٰ کر	اللہ کا	تو جکڑتا ہے اس کو	گھمنڈ

بِالْإِثْمِ	فَحَسْبُهُ	جَهَنَّمُ ۚ	وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ
گناہ کے سبب سے	پس کافی ہے اس کو	جہنم	اور بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔ (جہنم)

آیت نمبر (2/البقرہ:207)

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾﴾

ترکیب

يَشْرِي کا فاعل اس کی هُوَ کی ضمیر ہے جو مَنْ کے لیے ہے۔ نَفْسَهُ اس کا مفعول اوّل ہے اور مرکب اضافی اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ اس کا مفعول ثانی ہے اس لیے مضاف اِبْتِغَاءَ پر نصب آئی ہے۔

ترجمہ

وَمِنَ النَّاسِ	مَنۡ	يَّشۡرِىۡ	نَفۡسَهُ	ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ ؕ
اور لوگوں میں وہ بھی ہیں	جنہوں نے	سودا کیا	اپنے آپ کا	اللہ کے راضی ہونے کی جستجو کرنے سے

431

وَاللّٰهُ	رَءُوۡفٌۢ	بِالۡعِبَادِ
اور اللہ	بے تنہا نرمی کرنے والا ہے	بندوں سے

نوٹ۔1

آیت نمبر 200 سے آیت زیتِ مطالعہ یعنی 207 تک میں چار قسم کے حاجیوں کا ذکر آیا ہے۔لیکن ان کے لیے حاجی کے بجائے اَلنَّاس کا لفظ لایا گیا ہے۔اس سے راہنمائی یہ ملتی ہے کہ جیسے معاشرے میں مختلف کردار کے لوگ ہوتے ہیں، ویسے حاجیوں میں بھی مختلف کردار کے لوگ ہوتے ہیں۔

آیت نمبر۔ 200 میں وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ کے الفاظ سے پہلی قسم کے حاجیوں کا ذکر ہوا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا حج کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انہیں دنیا میں عزت وشہرت اور مقام ورتبہ حاصل ہو۔ایسے لوگوں کو آخرت میں حج کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ پھر آیت نمبر 201 میں وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ کے الفاظ سے دوسری قسم کے حاجیوں کا ذکر ہوا۔ یہ لوگ دنیا اور آخرت دونوں جگہ کے فوائد کے خواہشمند ہوتے ہیں۔اِن کو ان کی کمائی میں سے دونوں جگہ حصہ ملے گا۔پھر آیت نمبر 204 میں وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ کے الفاظ سے تیسری قسم کے حاجیوں کا ذکر ہوا۔ یہ SELF CENTRED لوگ ہیں یعنی انتہائی خود پسند لوگ جو اپنی ناک سے آگے کچھ نہیں دیکھتے اور اپنی بات کے آگے کسی کی بات کو اہمیت نہیں دیتے۔یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات بھی نہیں سنتے۔حالانکہ بات بات پر اللہ کو گواہ بناتے ہیں۔یہ لوگ حج کرنے کے بعد بھی اپنے مخالف کو پست کرنے کے لیے کسی زیادتی یا ظلم سے دریغ نہیں کرتے۔اِن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔اور آیت زیرِ مطالعہ میں چوتھی قسم کے حاجیوں کا ذکر ہے۔یہ لوگ حج سے اللہ کی رضا کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں رکھتے۔ایسے بندوں سے اللہ تعالی انتہائی نرمی کا معاملہ کرتا ہے۔یعنی بشری تقاضوں کے تحت حج کے دوران ان سے جو بھی بھول چوک یا لغزش ہوتی ہے، اللہ تعالی اپنی رحمت سے وہ سب معاف کر دیتا ہے۔

مذکورہ آیات کے مطالعہ سے بزرگوں کی اس بات میں بڑا وزن محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ آدمی کے اندر ہوتا ہے، حج کرنے کے بعد وہی نمایاں ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر (208)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۰۸﴾ ﴾

ل ف ف

(ن) كَفًّا (۱) ہتھیلی مار کر کسی کو روکنا۔(۲) ہتھیلیوں سے کوئی چیز جمع کرنا۔﴿ وَاِذۡ كَفَفۡتُ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَنۡكَ ﴾(5/المائدہ:110)''اور جب میں نے روکا بنواسرائیل کو آپ سے۔''

كَفٌّ اسم ذات بھی ہے۔ہتھیلی۔﴿ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيۡهِ اِلَى الۡمَآءِ ﴾(13/الرعد:14)''مگر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلانے کی مانند پانی کی طرف۔''

كُفَّ فعل امر ہے۔تو روک۔﴿ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ ﴾ (4/النساء:77)''تم لوگ روکو اپنے ہاتھوں کو اور قائم کرو نماز۔''

كَآفَّةً یہ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل كَافٌّ ہے اور اس پر تائے مبالغہ ہے جیسے عَلَّامَةٌ پر ہے۔(۱) بہت زیادہ روکنے والا (۲) بہت زیادہ جمع کرنے والا۔ پھر اس سے مُراد لیتے ہیں باجماعت۔ سب کے سب۔ ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ ﴾ (34/سبا:28) ''اور ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو مگر تمام لوگوں کے لیے۔'' ﴿ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً ﴾ (9/التوبہ:36) ''اور تم لوگ قتال کرو مشرکوں سے اکٹھا ہو کر۔''

ترکیب

فعل امر اُدْخُلُوْا کا مفعول السِّلْمِ ہے جو فِيْ کے صلہ کی وجہ سے مجرور ہوا ہے جبکہ السِّلْمِ کا حال ہونے کی وجہ سے كَآفَّةً منصوب ہے۔ لَا تَتَّبِعُوْا فعل نہی کا مفعول مرکب اضافی خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اس لیے اس کا مضاف خُطُوٰتِ حالتِ نصبی میں ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	ادْخُلُوْا	فِي السِّلْمِ	كَآفَّةً ص	وَّلَا تَتَّبِعُوْا
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ داخل ہو	اسلام میں	کل کے کل	اور پیروی مت کرو

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط	اِنَّهٗ	لَكُمْ	عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ
شیطان کے نقوش قدم کی	یقیناً وہ	تم لوگوں کے لیے	ایک کھلا دشمن ہے

آیت نمبر (209)

﴿ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٢٠٩ ﴾

ترکیب

اِنْ شرطیہ ہے۔ زَلَلْتُمْ سے الْبَيِّنٰتُ تک شرط ہے اور فَاعْلَمُوْا سے آخیر تک جواب شرط ہے۔ جَآءَتْ کا مفعول كُمْ کی ضمیر ہے اور اَلْبَيِّنٰتُ اس کا فاعل ہے، یہ صفت ہے اور اس کا موصوف اَلْاٰيٰتُ محذوف ہے۔

ترجمہ

فَاِنْ	زَلَلْتُمْ	مِّنْ بَعْدِ مَا	جَآءَتْكُمُ	الْبَيِّنٰتُ
پھر اگر	تم لوگوں نے لغزش کھائی	اس کے بعد کہ جو	آئیں تمہارے پاس	واضح (نشانیاں)

فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ
تو جان لو	کہ	اللہ	بالادست ہے	دانا ہے

آیت نمبر (2/البقرہ:210)

﴿ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ط وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ع ۝٢١٠ ﴾

ترکیب

اَنْ یَّاْتِیَ کا مفعول ھُمْ کی ضمیر ہے، جبکہ اَللّٰهُ اور اَلْمَلٰٓئِکَةُ اس کے فاعل ہیں۔ اَلْغَمَامِ اسم جنس ہے۔ اُردو میں یہ مفہوم بادلوں سے ادا ہوگا۔ قُضِیَ کا نائب فاعل اَلْاَمْرُ ہے اور اس پر لام جنس ہے، تُرْجَعُ کا نائب فاعل اَلْاُمُوْرُ ہے اور متعلق فعل اِلَی اللّٰهِ کو تاکید کے لیے مقدم کیا گیا ہے۔

ترجمہ

هَلْ يَنْظُرُوْنَ	اِلَّآ	اَنْ يَّاْتِيَهُمُ	اللّٰهُ	فِيْ ظُلَلٍ
وہ لوگ کیا انتظار کرتے ہیں	سوائے اس کے	کہ آئے ان کے پاس	اللہ	سائبانوں میں

مِّنَ الْغَمَامِ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ	وَقُضِيَ	الْاَمْرُ ؕ	وَاِلَى اللّٰهِ
بادلوں کے	اور فرشتے	اور فیصلہ کیا جائے	سارے مسئلے کا	اور اللہ کی طرف ہی

تُرْجَعُ	الْاُمُوْرُ
لوٹائے جائیں گے	تمام مسئلے

نوٹ۔1

اگر آپ کسی سے پوچھیں کہ تم میوزیم گئے تھے، وہاں تم نے کیا دیکھا اور جواب میں وہ کہے کہ کیا دیکھا سوائے اس کے کہ......اب نوٹ کریں کہ اس جواب میں حرفِ استفہام ''کیا'' نفی کے معنی دے رہا ہی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ۔ اسی طرح آیت میں ھَلْ بھی نفی کے مفہوم میں آیا ہے یعنی وہ لوگ کوئی انتظار نہیں کرتے سوئے اس کے کہ۔

نوٹ۔2

مادہ ''ن ظ ر'' راہ دیکھنے یا انتظار کرنے کے معنی میں عام طور پر باب افتعال سے آتا ہے لیکن کبھی ثلاثی مجرد سے بھی اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ آیت اس کی ایک مثال ہے۔

آیت نمبر (211)

﴿سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾﴾

ترکیب

کَمْ استفہامیہ ہے۔ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ اس کی تمیز ہے لیکن مِنْ کی وجہ سے مجرور ہوئی ہے۔ اٰتَیْنَا کی ضمیر مفعولی ھُمْ، بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کے لیے ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے۔ یُبَدِّلْ سے جَآءَتْهُ تک شرط ہے اس کے آگے جملہ جواب شرط کا ہے یُبَدِّلْ کا فاعل اس کی ھُوَ کی ضمیر ہے جو مَنْ کے لیے ہے اور نِعْمَةَ اللّٰهِ اس کا مفعول ہے۔ جَآءَتْ کا فاعل اس کی ھِیَ کی ضمیر ہے جو نِعْمَةَ اللّٰهِ کے لیے ہے اور اس کی ہُ کی ضمیر مفعولی مَنْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

سَلْ	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	كَمْ	اٰتَيْنٰهُمْ	مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ؕ
آپ پوچھیں	بنی اسرائیل سے	کتنی	ہم نے دی ان کو	واضح نشانی

وَمَنۡ يُّبَدِّلۡ	نِعۡمَةَ اللّٰهِ	مِنۡۢ بَعۡدِ مَا	جَآءَتۡهُ	فَاِنَّ اللّٰهَ 131
اور جو بدلتا ہے	اللہ کی نعمت کو	اس کے بعد کہ جو	وہ آئی اس کے پاس	تو یقینا اللہ

شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ
پکڑنے میں سخت ہے

نوٹ۔1

قاعدہ یہ ہے کہ کَمۡ کے بعد والا اسم اگر منصوب ہو تو ایسا کَمۡ استفہامیہ ہوتا ہے اور اگر اسم مجرور ہو تو وہ کَمۡ خبریہ ہوتا ہے۔ اب اس کا ایک استثناء سمجھ لیں۔ کَمۡ استفہامیہ اور اس کے اسم کے درمیان میں اگر کوئی دوسرا لفظ آجائے، جیسا کہ اس آیت میں اٰتَيۡنٰهُمۡ آیا ہے، تو اس کے اسم کو مِنۡ لگا کر مجرور کر سکتے ہیں۔ اِس صورت میں بھی وہ کَمۡ استفہامیہ ہی رہتا ہے اور خبریہ نہیں ہوتا۔

نوٹ۔2

یہاں نِعۡمَةَ اللّٰهِ سے مراد اللہ کا دین ہے۔ اور اللہ کے دین کا حامل ہونے میں منصب امامت از خود شامل ہے۔ بنو اسرائیل نے اللہ کے دین میں تبدیلیاں کر کر کے اس کو اتنا مسخ کر دیا کہ اس میں صحیح اور غلط کا فرق کرنا ممکن نہ رہا اور دنیا کے لیے اس سے راہنمائی حاصل کرنے کا امکان ختم ہوگیا۔ اس لیے ان کو منصب امامت سے معزول کیا گیا۔

آیت نمبر (212)

﴿ زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَيَسۡخَرُوۡنَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۘ وَالَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ ﴾

ز ی ن

(ض) زَيۡنًا: کسی چیز کو خوبصورت بنانا۔ سجانا۔ آراستہ کرنا۔

زِيۡنَةٌ: اسم ذات ہے۔ وہ چیز جس سے کسی چیز کو سجایا جائے۔ سجاوٹ۔ آرائش۔ ﴿مَنۡ حَرَّمَ زِيۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِيۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾ (7/الاعراف:32) ''کس نے حرام کیا اللہ کی اس سجاوٹ کو جو اس نے نکالی اپنے بندوں کے لیے۔''

(تفعیل) تَزۡيِيۡنًا: بتدریج سجانا۔ خوب سجانا۔ ﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۳﴾﴾ (6/الانعام:43) ''اور سجایا ان کے لیے شیطان نے اس کو جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔'' ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيۡكُمُ الۡاِيۡمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيۡ قُلُوۡبِكُمۡ﴾ (49/الحجرات:7) ''اور لیکن اللہ نے محبوب بنایا تمہارے لیے ایمان کو اور اس نے سجایا اس کو تمہارے دلوں میں۔''

(تفعّل) تَزَيُّنًا اور اِزَّيُّنًا: بتکلف آراستہ ہونا۔ ﴿اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَازَّيَّنَتۡ﴾ (10/یونس:24) ''جب پکڑا زمین نے اپنا سنگھار اور وہ آراستہ ہوئی۔''

ترکیب

زُيِّنَ کا نائب فاعل اَلۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ہے۔ اَلۡحَيٰوةُ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے اس کے فعل کے مذکر کا صیغہ بھی جائز ہے۔ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا متعلق فعل ہے۔ وَيَسۡخَرُوۡنَ کا واؤ عاطفہ ہے۔ يَسۡخَرُوۡنَ کی هُمۡ کی ضمیر فاعلی لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

کے لیے ہے۔ وَالَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا کا واؤ استینافیہ ہے اس لیے اس سے پہلے وقف لازم ہے۔ وَالَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا مبتداء ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور ظرف فَوۡقَهُمۡ قائم مقام خبر ہے۔ اس میں هُمۡ کی ضمیر لِلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا کے لیے ہے۔ یَوۡمَ[431] الۡقِیٰمَةِ دوسرا ظرف ہے اور متعلق خبر ہے۔ یَرۡزُقُ اور یَشَآءُ دونوں کا مفعول مَنۡ ہے۔ یَشَآءُ کی هُوَ کی ضمیر فاعلی اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

زُیِّنَ	لِلَّذِیۡنَ	كَفَرُوا	الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا	وَیَسۡخَرُوۡنَ	مِنَ الَّذِیۡنَ
سجایا گیا	ان کے لیے جنہوں نے	ناشکری کی	دنیوی زندگی کو	اور وہ لوگ مذاق کرتے ہیں	ان سے جو

اٰمَنُوۡا	وَالَّذِیۡنَ	اتَّقَوۡا	فَوۡقَهُمۡ	یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ط
ایمان لائے	اور وہ لوگ جنہوں نے	تقویٰ کیا	ان سے بالاتر ہوں گے	قیامت کے دن

وَاللّٰهُ	یَرۡزُقُ	مَنۡ	یَّشَآءُ	بِغَیۡرِ حِسَابٍ
اور اللہ	عطا کرتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	کسی شمار کے بغیر

نوٹ۔1

قرآن مجید میں ایک سو سے زیادہ مقامات پر لفظ یَشَآءُ آیا ہے اور پچاس سے زیادہ مقامات پر اس سے پہلے مَنۡ یا لِمَنۡ آیا ہے۔

ہمارے کچھ عقل پرست لوگ (عقل پسندی قرآنی ہدایات کے مطابق ہے لیکن عقل پرستی غلط ہے) ایسے مقامات پر مَنۡ کو یَشَآءُ کا فاعل مان کر ترجمہ کرتے ہیں۔ آیت زیرِ مطالعہ قرآن مجید کے ان مقامات میں سے ایک ہے جہاں عقل پرستوں کی غلطی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

مَنۡ کو اگر یَشَآءُ کا فاعل مان کر ترجمہ کریں تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے جو چاہتا ہے۔ اب اگر ایمانداری سے سوچا جائے تو ہر غیر متعصب ذہن کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ کون ہے جو نہیں چاہتا کہ اس کو بے شمار ملے۔ اور اس دنیا میں کون ہے جس کو اس کی خواہش کے مطابق ملا ہے۔ عام آدمی کا تو ذکر ہی چھوڑ دیں، یہ خواہش تو اپنے وقت کے کسی فرعون کی بھی پوری نہیں ہوئی۔

عقل پرستوں کی سوچ میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے چاہنے کو اپنے چاہنے پر قیاس کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بلکہ صحیح تر بات یہ ہے کہ ان میں کسی قسم کا کوئی نسبت و تناسب نہیں ہے۔ ہمارا چاہنا ہمارے محدود علم، محدود سمجھ، بے لگام خواہشات، خاندان، برداری، ذات پات اور رنگ و نسل کے تعصّبات کے تحت ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا چاہنا اس کی لامحدود صفات مثلاً علم، رأفت، رحمت اور حکمت وغیرہ کے مطابق ہوتا ہے۔ جو لوگ اس حقیقت کو سمجھ کر تسلیم کر لیتے ہیں، ان کو قرآن مجید کے مذکورہ مقامات کا وہ مفہوم سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی، جو صحابہ کرامؓ اُمت کو سمجھا گئے ہیں۔

آیت نمبر (213)

﴿كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡنَ ص وَاَنۡزَلَ مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِیَحۡكُمَ بَیۡنَ النَّاسِ فِیۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ ط وَمَا اخۡتَلَفَ فِیۡهِ اِلَّا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡهُ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَیِّنٰتُ بَغۡیًۢا بَیۡنَهُمۡ ج فَهَدَی اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ مِنَ الۡحَقِّ بِاِذۡنِهٖ ط وَاللّٰهُ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۲۱۳﴾

ترکیب

کَانَ کا اسم النَّاسُ ہے اور مرکب توصیفی اُمَّةً وَّاحِدَةً اس کی خبر ہے۔ فَبَعَثَ کا فاعل اللّٰہُ ہے، النَّبِيّٖنَ اس کا مفعول ہے جبکہ مُبَشِّرِيْنَ اور مُنْذِرِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ اَنْزَلَ میں ھُوَ کی ضمیر فاعلی اللّٰہُ کے لیے ہے۔ مَعَهُمُ کی ضمیر النَّبِيّٖنَ کے لیے ہے جبکہ اَنْزَلَ کا مفعول الْكِتٰبَ ہے۔ لِيَحْكُمَ میں ھُوَ کی ضمیر فاعلی الْكِتٰبَ کے لیے اُوْتُوْا کا نائب فاعل اَلَّذِيْنَ ہے اور ہٗ کی ضمیر اس کا مفعول ثانی ہے جو کہ الْكِتٰبَ کے لیے ہے۔ بَغْيًا حال ہے۔

هَدٰى۔ يَهْدِىْ کے دو مفعول آتے ہیں۔ مفعول اوّل یعنی جس کو ہدایت دی جائے بنفسہ آتا ہے۔ اور مفعول ثانی یعنی جس کی ہدایت دی جائے، ''اِلٰى'' یا ''لِ'' کے صلہ کے ساتھ آتا ہے۔ یہاں فَهَدَى کا فاعل اللّٰہُ ہے، جبکہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اس کا مفعول اوّل ہے اور لِمَا مفعول ثانی ہے۔ اسی طرح وَاللّٰہُ يَهْدِىْ کا مفعول اوّل مَنْ يَّشَاءُ ہے اور اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

كَانَ النَّاسُ	اُمَّةً وَّاحِدَةً ؕ	فَبَعَثَ	اللّٰهُ	النَّبِيّٖنَ	مُبَشِّرِيْنَ
لوگ	ایک اُمّت تھے	تو بھیجا	اللہ نے	انبیاء کو	بشارت دینے والا

وَمُنْذِرِيْنَ ۪	وَاَنْزَلَ	مَعَهُمُ	الْكِتٰبَ	بِالْحَقِّ	لِيَحْكُمَ
اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور اس نے اتاری	ان کے ساتھ	کتاب	برحق	تاکہ وہ فیصلہ کرے

بَيْنَ النَّاسِ	فِيْمَا	اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ ؕ	وَمَا اخْتَلَفَ	فِيْهِ
لوگوں کے مابین	اس میں	انہوں نے اختلاف کیا	جس میں	اور اختلاف نہیں کیا	اس میں

اِلَّا الَّذِيْنَ	اُوْتُوْهُ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	جَآءَتْهُمُ	الْبَيِّنٰتُ
مگر ان لوگوں نے جن کو	وہ دی گئی	اس کے بعد کہ جو	آئیں ان کے پاس	کھلی نشانیاں

بَغْيًا	بَيْنَهُمْ ۚ	فَهَدَى	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لِمَا
سرکشی کرتے ہوئے	آپس میں	پھر ہدایت دی	اللہ نے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اس کی

اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ	مِنَ الْحَقِّ	بِاِذْنِهٖ ؕ	وَاللّٰهُ	يَهْدِىْ
انہوں نے اختلاف کیا	جس میں	حق میں سے	اپنے اذن سے	اور اللہ	ہدایت دیتا ہے

مَنْ	يَّشَآءُ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	ایک سیدھے راستے کی طرف

نوٹ۔1

اس آیت کے شروع میں آیا ہے کہ پہلے سب لوگ دین پر کاربند تھے۔ اس کے بعد یہ بات محذوف ہے کہ پھر ان میں اختلاف پیدا ہوئے، تب اللہ نے انبیاء کو بھیجا۔ اس بات کی تصدیق آیت کے اگلے حصے لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ سے ہوتی ہے۔

نوٹ۔2

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اختلاف رائے فی نفسہ کوئی بری چیز نہیں ہے البتہ اس میں اگر نیت بَغْيًا بَيْنَهُمْ کی ہوتو یہ مذموم
431
اختلاف ہے۔لیکن حق کی تلاش میں اہلِ ایمان میں اگر اختلاف رائے ہوجائے تو یہ فطری اختلاف ہے اور ایسے اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔

آیت نمبر(214)

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿٢١٤﴾ ﴾

ز ل ز ل

(رباعی)

زِلْزَالًا — کسی چیز کو بہت زیادہ ہلانا۔ ہلا مارنا۔﴿ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿١﴾ ﴾(99/الزلزال:1)''جب ہلا یا جائے گا زمین کو جیسا اسکو ہلانے کا حق ہے۔''

زَلْزَلَةٌ — اسم ذات ہے۔سخت جنبش۔زلزلہ۔﴿ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿١﴾ ﴾(22/الحج:1)''یقیناً قیامت کا زلزلہ ایک عظیم چیز ہے۔''

ترکیب

اَمْ استفہامیہ ہے۔حَسِبْتُمْ کا فاعل اس کی ضمیر فاعلی اَنْتُمْ ہے،اس کا مفعول اوّل محذوف ہے جو کہ سَهْلًا ہوسکتا ہے،جبکہ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ مفعول ثانی ہے۔وَلَمَّا کا واو حالیہ ہے۔لَمَّا نے يَاْتِيْ کو مجزوم کیا تو 'ی' گرگئی اس لیے يَاْتِ آیا ہے،كُمْ اس کا مفعول ہے اور مَثَلُ الَّذِيْنَ اس کا فاعل ہے۔مَسَّتْ کا مفعول هُمْ ہے جو اَلَّذِيْنَ کے لیے ہے،جبکہ اَلْبَاْسَاءُ اور اَلضَّرَّاءُ اس کے فاعل ہیں۔زُلْزِلُوْا کا نائب فاعل اس کی هُمْ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِيْنَ کے لیے ہے۔مَعَهٗ کی ضمیر اَلرَّسُوْلُ کے لیے ہے۔مَتٰى مبتداء ہے اور نَصْرُ اللّٰهِ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

اَمْ حَسِبْتُمْ	اَنْ تَدْخُلُوْا	الْجَنَّةَ	وَ	لَمَّا يَاْتِكُمْ
کیا تم لوگوں نے گمان کیا	کہ تم لوگ داخل ہوجاؤ گے	جنت میں	حالانکہ	ابھی تک نہیں پہنچے تم کو

مَّثَلُ الَّذِيْنَ	خَلَوْا	مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ	مَسَّتْهُمُ	الْبَاْسَآءُ	وَالضَّرَّآءُ
ان کی مانند جو	گزرے	تم سے پہلے	پہنچیں ان کو	سختیاں	اور تکالیف

وَزُلْزِلُوْا	حَتّٰى	يَقُوْلَ	الرَّسُوْلُ	وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور وہ لوگ ہلا مارے گئے	یہاں تک کہ	کہنے لگے	(وقت کے)رسول	اور وہ لوگ جو ایمان لائے

مَعَهٗ	مَتٰى	نَصْرُ اللّٰهِ ؕ	اَلَآ	اِنَّ	نَصْرَ اللّٰهِ	قَرِيْبٌ
ان کے ساتھ	کب	اللہ کی مدد ہے	سن لو	یقیناً	اللہ کی مدد	قریب ہے

نوٹ۔1

آزمائش کی ضرورت اور حکمت پر آیت نمبر(2/البقرہ:155)کے نوٹ۔2میں بات ہوچکی ہے۔

431

آیت نمبر(215)

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ
ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾﴾

ترکیب

يَسْـَٔلُوْنَ کا فاعل اس کی ضمیر هُمْ ہے جو صحابہ کرامؓ کے لیے ہے۔ كَ اس کی ضمیر مفعولی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ مَاذَا اسم استفہام ہے اور کیا، کچھ اور کتنا کے معنی میں آتا ہے۔ مَآ اَنْفَقْتُمْ کا مَا شرطیہ ہے۔ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ شرط ہے اور فَلِلْوَالِدَيْنِ سے وَابْنِ السَّبِيْلِ تک جواب شرط ہے۔ مِّنْ خَيْرٍ کا مِنْ تبعیضیہ ہے اور اَنْفَقْتُمْ کا مفعول ہونے کی وجہ سے خَيْرٍ کا ترجمہ مال ہوگا۔ فَلِلْوَالِدَيْنِ سے پہلے اس کا مبتداء هُوَ اور خبر دونوں محذوف ہیں۔ اس کے حرفِ جرّ لِ پر عطف ہونے کی وجہ سے وَالْاَقْرَبِيْنَ سے وَابْنَ السَّبِيْلِ تک الفاظ مجرور ہیں اور یہ سب محذوف مبتداء و خبر کے متعلق خبر ہیں۔ اِبْنُ السَّبِيْلِ واحد اور جمع دونوں کے لیے آتا ہے اور یہاں جمع کے معنی میں ہے۔

مَا تَفْعَلُوْا کا مَا بھی شرطیہ ہے اس لیے تَفْعَلُوْنَ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ شرط ہے اور فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ جواب شرط ہے۔ مِنْ خَيْرٍ کا مِنْ بھی تبعیضیہ ہے اور تَفْعَلُوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے خَيْرٍ کا ترجمہ بھلائی ہوگا۔

عَلِمَ - يَعْلَمُ کا مفعول بنفسہٖ آتا ہے۔ یعنی عَلِمَ بِهٖ نہیں کہتے بلکہ عَلِمَهٗ کہتے ہیں۔ لیکن افعل تفضیل اَعْلَمُ اور عَلِيْمٌ کے ساتھ بِ کا صلہ آتا ہے جیسے اس آیت میں بِهٖ عَلِيْمٌ آیا ہے۔

ترجمہ

اَنْفَقْتُمْ	مَآ	قُلْ	يُنْفِقُوْنَ ؕ	مَاذَا	يَسْـَٔلُوْنَكَ
تم لوگ خرچ کروگے	جو	آپؐ کہہ دیجئے کہ	وہ لوگ خرچ کریں	کتنا	وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے کہ

وَالْيَتٰمٰى	وَالْاَقْرَبِيْنَ	فَلِلْوَالِدَيْنِ	مِّنْ خَيْرٍ
اور یتیموں کے لیے	اور قرابت داروں کے لیے	تو وہ ہے والدین کے لیے	جتنا بھی مال

مِنْ خَيْرٍ	تَفْعَلُوْا	وَمَا	وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ	وَالْمَسٰكِيْنِ
کسی قسم کی کوئی بھلائی	تم لوگ کروگے	اور جو	اور مسافروں کے لیے	اور مسکینوں کے لیے

عَلِيْمٌ	بِهٖ	فَاِنَّ اللّٰهَ
ہر حال میں جاننے والا ہے	اس کو	تو یقیناً اللہ

نوٹ۔1

آگے آیت نمبر 219 میں یہی سوال پھر آ رہا ہے۔ البتہ وہاں پر جواب مختلف ہے۔ وہیں پر دونوں کی کچھ وضاحت کی جائے گی۔

آیت نمبر(216)

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا
شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع﴾

431

ک ر ہ

(ک) كَرَاهَةً: بدنما ہونا۔ بُرا ہونا۔

(س) كَرْهًا اور كُرْهًا: کسی چیز کو برا سمجھنا۔ ناپسند کرنا۔ ﴿وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ع﴾ (10/ یونس: 82) ’’اور حق کرتا ہے اللہ حق کو اپنے فرمانوں سے اور اگرچہ ناپسند کریں مجرم لوگ۔‘‘

كُرْهٌ: مصدر کے علاوہ صفت بھی ہے۔ ناپسندیدہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

كَارِهٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ ناپسند کرنے والا۔ ﴿وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ﴾ (23/ المؤمنون: 70) ’’اور ان کے اکثر حق کو ناپسند کرنے والے ہیں۔‘‘

مَكْرُوْهٌ: مَفْعُوْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ناپسند کیا ہوا یعنی ناپسندیدہ۔ ﴿كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا﴾ (17/ بنی اسرائیل: 38) ’’وہ سب، اس کی برائی، تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔‘‘

(افعال) اِكْرَاهًا: ناپسندیدہ کام پر مجبور کرنا۔ زبردستی کرنا۔ ﴿اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (10/ یونس: 99) ’’تو کیا آپؐ زبردستی کریں گے لوگوں سے یہاں تک کہ وہ لوگ ہو جائیں مومن۔‘‘

(تفعیل) تَكْرِيْهًا: کسی کے لیے کسی چیز کو ناپسندیدہ بنا دینا۔ ﴿وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ط﴾ (49/ الحجرات: 7) ’’اور اس نے ناگوار کر دیا تمہارے لیے کفر کو اور فسق کو اور نافرمانی کو۔‘‘

ش ر ر

(ن۔ض) شَرًّا: فسادی ہونا۔ نقصان دہ ہونا۔ بُرا ہونا۔

شَرٌّ: ج اَشْرَارٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ فساد۔ برائی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔ ﴿مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ط﴾ (38/ ص: 62) ’’ہمیں کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جنہیں ہم شمار کیا کرتے تھے بُرائیوں میں سے۔‘‘

شَرَرٌ: اسم جنس ہے۔ واحد شَرَرَةٌ اور شَرَارَةٌ۔ آگ کی اُڑنے والی چنگاریاں۔ ﴿اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ج﴾ (77/ المرسلٰت: 32) ’’بیشک وہ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل۔‘‘

ترکیب

كُتِبَ کا نائب فاعل اَلْقِتَالُ ہے۔ هُوَ مبتداء ہے اور یہ اَلْقِتَالُ کے لیے ہے، جبکہ كُرْهٌ اس کی خبر ہے۔ عَسٰى فعل مقاربہ ہے، اس کا اسم محذوف ہے اور جملہ فعلیہ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا اسکی خبر ہے۔ تَكْرَهُوْا کا مفعول شَيْـًٔا ہے۔ وَهُوَ خَيْرٌ کا واوَ حالیہ ہے اور هُوَ کی ضمیر شَيْـًٔا کے لیے ہے۔

ترجمہ

كُتِبَ	عَلَيْكُمُ	الْقِتَالُ	وَهُوَ	كُرْهٌ	لَّكُمْ ج	وَعَسٰٓى	اَنْ
فرض کیا گیا	تم لوگوں پر	جنگ کرنا	اور وہ	نا گوار ہے	تمہارے لیے	اور ہوسکتا ہے	کہ

تَكْرَهُوْا	شَيْـًٔا	وَّ	هُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ ج	وَعَسٰٓى
تم لوگ ناپسند کرو	کسی چیز کو	اس حال میں کہ	وہ	بھلائی ہے	تمہارے لیے	اور ہوسکتا ہے

اَنْ	تُحِبُّوْا	شَيْـًٔا	وَّ	هُوَ	شَرٌّ	لَّكُمْ ط	وَاللّٰهُ
کہ	تم لوگ محبت کرو	کسی چیز سے	اس حال میں کہ	وہ	بُرائی ہے	تمہارے لیے	اور اللہ

لَا تَعْلَمُوْنَ	وَاَنْتُمْ	يَعْلَمُ
نہیں جانتے	اور تم لوگ	جانتا ہے

نوٹ۔1

عربی کے افعالِ مقاربہ میں سے دو افعال قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ کَادَ۔ يَكَادُ آیت نمبر۔ (2/البقرہ: 20) کے نوٹ۔1 میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ دوسرا فعل عَسٰی (اُمید ہے، ہوسکتا ہے) اس آیت میں آیا ہے۔ اب آپ ان کے قواعد سمجھ لیں۔

u افعالِ ناقصہ کی طرح افعالِ مقاربہ بھی کسی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، جس کا مبتداء ان کا اسم کہلاتا ہے اور حالتِ رفعی میں رہتا ہے۔ جبکہ ان کی خبر حالت نصبی میں ہوتی ہے۔

v افعالِ ناقصہ اور افعالِ مقاربہ میں فرق یہ ہے کہ افعالِ مقاربہ کی خبر کی جگہ ہمیشہ کوئی فعل مضارع آتا ہے جو اپنی ضمیر فاعلی کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ بن کر فعل مقاربہ کی خبر بنتا ہی اور محلاً حالتِ نصبی میں سمجھا جاتا ہے۔ جیسے عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ (7/الاعراف: 129) اس میں عَسٰی کا اسم رَبُّكُمْ ہے اس لیے اس کے مضاف پر رفع آئی ہے۔ اَنْ يُّهْلِكَ فعل مضارع اور عَدُوَّكُمْ اس کا مفعول، یہ جملہ فعلیہ عَسٰی کی خبر ہے اور محلاً حالتِ نصبی میں ہے۔

w افعال مقاربہ کے بعد جو فعلِ مضارع آتا ہے اس پر اَنْ لگانا جائز ہے، ضروری نہیں ہے۔ لیکن عَسٰی کے بعد اس کو لگانا بہتر ہے، جبکہ کَادَ کے بعد نہ لگانا بہتر ہے۔

x عَسٰی کے اسم کو محذوف بھی کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ آیت زیرِ مطالعہ میں ہے اور اس کے اسم کو فعل مضارع کے بعد بھی لاسکتے ہیں جیسے ﴿عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (17/بنی اسرائیل: 79) اس میں اَنْ يَّبْعَثَ فعل مضارع اور كَ اس کی ضمیر مفعولی ہے، جبکہ عَسٰی کا اسم رَبُّكَ ہے جو فعل کے بعد آیا ہے۔ لیکن یہ صورتیں کَادَ کے ساتھ جائز نہیں ہیں۔

y کَادَ (ماضی) اور يَكَادُ (مضارع)، دونوں کے صیغے استعمال ہوتے ہیں لیکن عَسٰی کے صرف ماضی کے صیغے مستعمل ہیں۔

z شَرَعَ۔ طَفِقَ۔ جَعَلَ۔ قَامَ اور اَخَذَ افعال مقاربہ نہیں ہیں لیکن کبھی کبھی یہ افعال مقاربہ کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کے فعل مضارع کے ساتھ اَنْ نہیں آتا اور ایسی صورت میں ان سب کے معنی ہوتے ہیں، مذکورہ کام شروع کرنا یا کرنے لگنا۔ جیسے اَخَذَ الطِّفْلُ يَمْشِيْ۔ یہاں اگر اَخَذَ کو فعل اصلی مانیں تو اس جملے کا مطلب ہوگا ''بچے نے پکڑا وہ چلتا ہے''۔ یہ بات مبہم ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ یہاں اَخَذَ فعل مقاربہ کی طرح آیا ہے اور اس جملے کا مطلب ہے ''بچے نے چلنا شروع کیا یا چلنے لگا۔''

نوٹ۔1

ہم میں سے ہر شخص کو BLESSING IN DISGUISE (برائی کے بھیس میں بھلائی) کا تجربہ ہے لیکن یہ تجربہ کبھی کبھار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کبھی کسی برائی میں پوشیدہ بھلائی ذرا جلدی سامنے آجاتی ہے تو ہمارا ذہن ان کے مابین ربط کو پہچاننے میں کامیاب ہوجاتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ وہ بھلائی ہے جو فلاں برائی کے بھیس میں میرے پاس آئی تھی۔ لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پوشیدہ بھلائی کا ظہور اتنے وقفہ کے بعد ہوتا ہے کہ ہم اس کے ربط کو پہنچان نہیں پاتے۔ جو لوگ اس پہلو سے اپنے حالات پر غور وفکر کرتے رہتے ہیں وہ اس نوعیت کے روابط کو دوسروں سے زیادہ پہنچان لیتے ہیں اور اس حقیقت پر ان کا ایمان اتنا پختہ ہوتا ہے جتنا کہ ہونا چاہیے۔

اِس آیت کی راہنمائی میں صحیح طرزِفکر یہ ہے کہ جب ہماری کسی کوشش اور جدوجہد کا نتیجہ ہماری توقع کے مطابق نہ نکلے تو ہمیں یقین کرلینا چاہیے کہ یہ منجانب اللہ ہے، کیونکہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی پتہ بھی جنبش نہیں کرسکتا۔ پھر ہمیں 431 خود کو یاد دلانا چاہیے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور وہ ہم سے بڑھ کر ہمارا خیر خواہ ہے۔ اس کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ اس پر قادر ہے کہ وہ رات میں سے دن کو نکال لائے۔ اس لیے یقیناً اس میں ہمارے لیے کوئی خیر ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آرہی ہے، لیکن وہ اس وقت یقینا ظاہر ہوگی جب اس کا ظاہر ہونا ہمارے حق میں مفید ہے۔

سوچ کا یہ انداز ایسے حقائق پر مبنی ہے جو پوری طرح ہمارے ذہن کی گرفت میں نہیں آتے لیکن ایک انسان سچے یقین کے ساتھ اگر سوچ کا یہ انداز اختیار کرلے تو اس کی نفسیاتی صحت کے لیے یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک ٹانک ہے جو اسے بے شمار نفسیاتی بیماریوں (PSHYCHOLOGICAL DISORDERS) سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ اس کی نقد بھلائی ہے۔ اور پوشیدہ بھلائی کا ظہور تو اپنے وقت پر ہوگا ہی، خواہ ہم اس کے ربط کو پہچانیں یا نہ پہچانیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

431

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (217)

﴿یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الشَّہۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡہِ ؕ قُلۡ قِتَالٌ فِیۡہِ کَبِیۡرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ کُفۡرٌۢ بِہٖ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ٭ وَ اِخۡرَاجُ اَہۡلِہٖ مِنۡہُ اَکۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰہِ ۚ وَ الۡفِتۡنَۃُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ ؕ وَ لَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ حَتّٰی یَرُدُّوۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِکُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا ؕ وَ مَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَیَمُتۡ وَ ہُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۱۷﴾﴾

ص د د

(ن۔ض) — صَدًّا اور صُدُوۡدًا — (۱) کسی چیز سے رُک جانا۔ (لازم)۔ (۲) کسی کو کسی چیز سے روک دینا۔ (متعدی)۔ ﴿فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ بِہٖ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ صَدَّ عَنۡہُ ؕ﴾ (4/النساء:55) ''تو ان میں وہ بھی ہیں جو ایمان لائے اس پر اور ان میں وہ بھی ہیں جو رُک گئے اس سے۔'' ﴿اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰکُمۡ عَنِ الۡہُدٰی﴾ (34/سبا:32) ''کیا ہم نے روکا تم کو ہدایت سے۔''

صَدِیۡدٌ — فَعِیۡلٌ کا وزن ہے۔ خون ملا ہوا مواد۔ پیپ (کیونکہ یہ کھال اور گوشت کے درمیان رُکاوٹ ہوتی ہے)۔ ﴿وَ یُسۡقٰی مِنۡ مَّآءٍ صَدِیۡدٍ ﴿ۙ۱۶﴾﴾ (14/ابراہیم:16) ''اور وہ پلایا جائے گا پیپ والے پانی میں سے۔''

ز ی ل

(ف) — زَیۡلًا — کسی چیز کا اپنی جگہ سے ہٹنا۔ زائل ہونا۔

مَا زَالَ اور لَا یَزَالُ — افعالِ ناقصہ میں سے ہیں۔ (2/البقرہ:57، نوٹ۔1)

(تفعیل) — تَزۡیِیۡلًا — الگ الگ کرنا۔ جدا جدا کرنا۔ ﴿ثُمَّ نَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا مَکَانَکُمۡ اَنۡتُمۡ وَ شُرَکَآؤُکُمۡ ۚ فَزَیَّلۡنَا بَیۡنَہُمۡ﴾ (10/یونس:28) ''پھر ہم کہیں گے ان سے جنہوں نے شرک کیا کہ رہو اپنی جگہ، تم بھی اور تمہارے شرکاء بھی، پھر ہم الگ الگ کریں گے ان کو ایک دوسرے سے۔''

(تفعّل) — تَزَیُّلًا — الگ الگ ہونا۔ ﴿لَوۡ تَزَیَّلُوۡا لَعَذَّبۡنَا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ﴾ (48/الفتح:25) ''اگر وہ لوگ الگ الگ ہوتے تو ہم ضرور عذاب دیتے ان کو جنہوں نے کفر کیا ان میں سے۔''

ح ب ط

(س) — حَبۡطًا — کسی چیز کا اکارت ہونا۔ بے کار ہونا۔ ﴿وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُہٗ﴾ (5/المآئدہ:5) ''اور جو انکار کرتا ہے ایمان کا تو اکارت گیا اس کا عمل۔''

(افعال) — اِحۡبَاطًا — کسی چیز کو اکارت کر دینا۔ ﴿ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَرِہُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَہُمۡ ﴿۹﴾﴾ (47/محمد:9) ''یہ اس لیے کہ انہوں نے ناپسند کیا اس کو جو اللہ نے اُتارا تو اس نے اکارت کر دیا ان کے اعمال کو۔''

ترکیب

اَلشَّہۡرِ پر لام جنس ہے اور اَلۡحَرَامِ اس کی صفت ہونے کی وجہ سے معرّف باللام ہے۔ اس مرکب توصیفی کا بدل

ہونے کی وجہ سے قِتَالٍ مجرور ہے۔فِیْهِ کی ضمیر اَلشَّھْرِ الْحَرَامِ کے لیے ہے اور لفظی رعایت کے تحت ضمیر واحد آئی ہے لیکن لام جنس کی وجہ سے دونوں جگہ ترجمہ جمع میں ہوگا۔قُلْ کے بعد قاعدۂ کلیہ کا بیان ہے اس لیے قِتَالٌ مبتداء نکرہ آیا ہے اور كَبِيْرٌ اس کی خبر ہے اور یہ صفت ہے۔جبکہ اس کا موصوف اِثْمٌ محذوف ہے۔وَصَدٌّ سے اَھْلِهٖ مِنْهُ تک پورا فقرہ مبتداء ہے۔اس میں بِهٖ کی ضمیر سَبِيْلِ اللّٰهِ کے لیے ہے۔سَبِيْلٌ مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اس لیے مذکر ضمیر بھی جائز ہے۔وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ صَدٌّ عَنْ پر عطف ہے۔اَھْلِهٖ اور مِنْهُ کی ضمیریں اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے لیے ہیں۔اَكْبَرُ اس پورے فقرے کی خبر ہے اور اس کی تمیز اِثْمًا محذوف ہے۔وَالْفِتْنَةُ پر لام جنس ہے۔

لَا يَزَالُوْنَ سے عَنْ دِيْنِكُمْ تک جواب شرط ہے اور اِنِ اسْتَطَاعُوْا اس کی شرط ہے۔مَنْ شرطیہ ہے۔يَرْتَدِدْ سے كَافِرٌ تک شرط ہے جبکہ فَاُولٰٓئِكَ سے وَالْاٰخِرَةِ تک جواب شرط ہے۔شرط ہونے کی وجہ سے يَرْتَدِدْ اور يَمُتْ مجزوم ہیں۔اَعْمَالٌ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے فعل حَبِطَتْ واحد مؤنث آیا ہے۔اَلدُّنْيَا اور اَلْاٰخِرَةِ دونوں صفت ہیں اور ان دونوں کا موصوف اَلْحَيٰوةِ محذوف ہے۔

ترجمہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ	قِتَالٍ فِيْهِ ؕ
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپ ؐ سے	محترم مہینوں کے بارے میں	(یعنی) ان میں جنگ کرنے کے بارے میں

قُلْ	قِتَالٌ	فِيْهِ	كَبِيْرٌ ؕ	وَصَدٌّ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَكُفْرٌۢ
آپ ؐ کہہ دیجئے	جنگ کرنا	ان میں	بڑا (گناہ) ہے	اور روکنا	اللہ کے راستے سے	اور انکار کرنا

بِهٖ	وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ	وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ	مِنْهُ	اَكْبَرُ
اس کا	اور مسجد حرام (سے روکنا)	اور اس کے لوگوں کو نکالنا	اس سے	زیادہ بڑا (گناہ) ہے

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ	وَالْفِتْنَةُ	اَكْبَرُ	مِنَ الْقَتْلِ ؕ	وَلَا يَزَالُوْنَ
اللہ کے نزدیک	اور ہر تشدد	زیادہ بڑا (گناہ) ہے	قتل سے	اور ہمیشہ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ	حَتّٰى	يَرُدُّوْكُمْ	عَنْ دِيْنِكُمْ
وہ لوگ جنگ کریں گے تم لوگوں سے	یہاں تک کہ	وہ پھیر دیں تم کو	تمہارے دین سے

اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ	وَمَنْ	يَّرْتَدِدْ	مِنْكُمْ	عَنْ دِيْنِهٖ	فَيَمُتْ
اگر ان کے بس میں ہو	اور جو	واپس پھرا	تم میں سے	اپنے دین سے	پھر وہ مرا

وَهُوَ	كَافِرٌ	فَاُولٰٓئِكَ	حَبِطَتْ	اَعْمَالُهُمْ	فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
اس حال میں کہ وہ	کافر ہے	تو وہ لوگ ہیں	اکارت ہوئے	جن کے اعمال	دنیا اور آخرت میں

وَاُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ
اور وہ لوگ	آگ والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں

نوٹ۔1	آیت نمبر 2/البقرہ:191 کے نوٹ۔3 میں کہا گیا تھا کہ وہاں پر لفظ فتنہ تشدد کے معنی میں آیا ہے۔اب نوٹ کرلیں کہ آیت زیرِ مطالعہ اس بات کی سند ہے۔کیونکہ یہاں جبروتشدد کی مثالیں دینے کے بعد وہی بات کہی گئی ہے کہ تشدد خواہ کسی بھی شکل میں ہو، وہ بہرحال قتل سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

نوٹ۔2	اِرْتِدَادٌ کا اصل مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوا اور پھر اسلام چھوڑ کر اپنے پہلے مذہب میں واپس چلا گیا۔ابتداء اسلام میں یہ لفظ اسی مفہوم میں استعمال ہوتا تھا۔اور مُرتد ایسے شخص کو کہتے تھے جو اسلام چھوڑ کر اپنے پرانے مذہب میں واپس جائے۔لیکن اصطلاحاً اب یہ ایسے لوگوں کے لیے بھی استعمال ہونے لگا ہے جو اسلام میں تھے اور پھر انہوں نے کوئی دوسرا مذہب قبول کرلیا۔

آیت نمبر(218)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۤئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾﴾

ھ ج ر

(ن) هَجْرًا: (۱) قطع تعلق کرنا۔چھوڑنا۔(۲) نیند یا بیماری میں بڑبڑانا۔بلا سوچے سمجھے بکواس کرنا۔﴿بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾﴾ (23/المومنون:67)''رات کی مجلس میں تم لوگ بکواس کرتے ہو۔''

اُهْجُرْ: فعل امر ہے۔تو قطع تعلق کر۔تو چھوڑ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾﴾ (74/المدثر:5)''اور گندگی کو آپ چھوڑیں۔''

مَهْجُوْرٌ: اسم المفعول ہے۔قطع تعلق کیا ہوا۔چھوڑا ہوا۔﴿يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾﴾ (25/الفرقان:30)''اے میرے رب بیشک میری قوم نے بنایا اس قرآن کو قطع تعلق کیا ہوا۔''

(مفاعلہ) هِجْرَةً: (اس کا مصدر هِجَارًا نہیں آتا۔مُهَاجَرَةً جائز ہے لیکن زیادہ تر خلافِ معمول هِجْرَةً استعمال ہوتا ہے)۔ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو اپنانا۔ہجرت کرنا۔﴿يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾ (59/الحشر:9)''وہ لوگ محبت کرتے ہیں ان سے جنہوں نے ہجرت کی ان کی طرف۔''

مُهَاجِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ہجرت کرنے والا۔﴿اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ﴾ (29/العنکبوت:26)''بیشک میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔''

ر ج و

(ن) رَجْوًا: کسی سے اُمید باندھنا۔اُمید کرنا۔﴿وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ﴾ (4/لنساء:104)''اور تم لوگ اُمید رکھتے ہو اللہ سے اس کی جس کی وہ لوگ اُمید نہیں رکھتے۔''

اُرْجُ: فعل امر ہے۔تو اُمید رکھ۔﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ (29/العنکبوت:36)''اے میری قوم تم لوگ بندگی کرو اللہ کی اور اُمید رکھو آخرت کی۔''

مَرْجُوٌّ: اسم المفعول ہے۔اُمید کیا ہوا (جس سے اُمیدیں وابستہ ہوں)۔﴿يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ﴾ (11/ھود:62)''اے صالح تو رہا ہے ہم میں اُمید کیا ہوا اس سے پہلے۔''

رَجَاءٌ: ج اَرْجَاءٌ۔کسی چیز کا کنارہ﴿وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ﴾ (69/الحاقہ:17)''اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔''

(افعال) | اِرْجَاءً | کسی کو اُمید دلانا۔ ٹال دینا۔ مؤخر کرنا۔ ﴿ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ ﴾ (33/الاحزاب:51) ''آپ پیچھے کریں اس کو جس کو آپ چاہیں ان میں سے۔''

اَرْجِ | فعل امر ہے۔ تو ٹال۔ مؤخر کر۔ ﴿ اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴾ (7/الاعراف: 111) ''تو ٹال دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور تو بھیج شہروں میں جمع کرنے والوں کو۔''

ترکیب

اَلَّذِیْنَ سے سَبِیْلِ اللّٰهِ تک اِنَّ کا اسم ہے جبکہ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ اس کی خبر ہے۔ جمع مؤنث سالم کے علاوہ جس لفظ کے لام کلمہ پر تا آتی ہے اسے تائے مبسوط سے لکھتے ہیں جیسے وَقْتٌ۔ اس کو وَقَةٌ لکھنا غلط ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ تر تائے مربوط استعمال ہوتی ہے۔ رَحْمَةٌ بھی تائے مربوط سے ہی لکھا جاتا ہے جبکہ رَحْمَتٌ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔

ترجمہ

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	وَجٰهَدُوْا	هَاجَرُوْا	وَالَّذِیْنَ	الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اِنَّ
اللہ کی راہ میں	اور جہاد کیا	ہجرت کی	اور جن لوگوں نے	جو لوگ ایمان لائے	بیشک

رَّحِیْمٌ	غَفُوْرٌ	وَاللّٰهُ	رَحْمَتَ اللّٰهِ	یَرْجُوْنَ	اُولٰٓئِکَ
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	بے انتہا بخشنے والا ہے	اور اللہ	اللہ کی رحمت کی	اُمید رکھتے ہیں	وہ لوگ

آیت نمبر (219)

﴿ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ
نَّفْعِهِمَا وَ یَسْـَٔلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾

خ م ر

(ن) | خَمْرًا | کسی چیز کو ڈھانپنا۔ چھپانا۔

خَمْرٌ | اسم ذات بھی ہے۔ شراب۔ (کیونکہ یہ عقل کو ڈھانپ دیتی ہے)۔ آیت زیر مطالعہ۔

خِمَارٌ | ج خُمُرٌ۔ اسم ذات ہے۔ ڈوپٹہ۔ اوڑھنی۔ ﴿ وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ﴾ (24/النور:31) ''اور خواتین کو چاہیے کہ وہ لپیٹیں اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر۔''

ف ک ر

(ض) | فِکْرًا | معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے چھان بین کرنا۔ سوچ وچار کرنا۔

(تفعیل) | تَفْکِیْرًا | تسلسل سے سوچ وچار کرتے رہنا۔ کثرت سے سوچ و چار کرنا۔ ﴿ اِنَّهٗ فَکَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ ﴾ (74/المدثر:18) ''بیشک اس نے بہت سوچ وچار کیا اور طے کیا۔''

(تفعّل) | تَفَکُّرًا | بتکلف سوچ وچار کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اِثْمٌ کَبِیْرٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر وَاجِبٌ محذوف ہے اور قائم مقام خبر فِیْهِمَا مقدم ہی اور اس کی ضمیر

اَلْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ کے لیے ہے۔ مَنَافِعُ بھی مبتداء نکرہ ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور لِلنَّاسِ قائم مقام خبر ہے۔
431
اَلْعَفْوَ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے اَنْفِقُوْا محذوف ہے۔

ترجمہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ	قُلْ	فِيْهِمَآ
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	جوئے اور شراب کے بارے میں	آپؐ کہہ دیجئے	ان دونوں میں

اِثْمٌ كَبِيْرٌ	وَّمَنَافِعُ	لِلنَّاسِ ز	وَاِثْمُهُمَآ	اَكْبَرُ
ایک بڑا گناہ ہے	اور کچھ فائدہ اُٹھانے کی چیزیں ہیں	لوگوں کے لیے	اور ان دونوں کا گناہ	زیادہ بڑا ہے

مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ	وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	مَاذَا	يُنْفِقُوْنَ ؕ	قُلِ
ان دونوں کے فائدے سے	اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	کیا کچھ	وہ لوگ خرچ کریں	آپؐ کہہ دیجئے

الْعَفْوَ ؕ	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰيٰتِ
(خرچ کرو) اضافی کو	اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ	تمہارے لیے	نشانیوں (یعنی ہدایات) کو

لَعَلَّكُمْ	تَتَفَكَّرُوْنَ	فِي الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ ؕ
شائد کہ تم لوگ	سوچ وچار کو	دنیا میں	اور آخرت میں

نوٹ۔1

آیت نمبر۔(2/البقرہ:184) کے نوٹ۔1 میں بتایا جاچکا ہے کہ اسلام کے کچھ احکام بتدریج نافذ کیے گئے تھے۔ چنانچہ آیت زیرِ مطالعہ میں بھی شراب اور جوئے کے متعلق پہلا عبوری حکم آیا ہے۔ اور اس میں اس اصول کی طرف راہنمائی کی گئی ہے کہ اگر کسی چیز کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہوں تو اس کو چھوڑ دینے میں ہمارا اپنا بھلا ہے۔

شراب کے متعلق دوسرا عبوری حکم سورۃ النساء کی آیت۔ 43 میں آیا جب نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔ اس کے بعد سورۃ المائدہ کی آیت۔ 90 میں شراب اور جوئے کے ساتھ کچھ اور چیزوں کو حتمی طور پر حرام قرار دے دیا گیا۔

نوٹ۔2

آیت نمبر 215 اور آیت زیرِ مطالعہ میں انفاق کے متعلق سوال اور اس کے جواب کی وضاحت معارف القرآن میں تفصیل سے کی گئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

u پہلے سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کتنا خرچ کریں اور کہاں خرچ کریں؟ اس کے جواب میں بتایا گیا کہ ہمارے انفاق کے مستحق کون لوگ ہیں اور کتنا خرچ کریں؟ کے جواب میں اصول بتا دیا کہ مالی انفاق ہو یا کوئی اور بھلائی ہو، جو بھی نیکی ہم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے، یعنی اس کا ثواب ہم کو مل جائے گا۔ دوسرے سوال میں صرف یہ پوچھا گیا کہ کتنا خرچ کریں؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جو ضرورت سے زائد ہو وہ خرچ کرو۔

v ان دونوں سوالات کا تعلق نفلی انفاق سے ہے۔ کیونکہ فرض انفاق یعنی زکوٰۃ کے نصاب، اس کی مقدار اور اس کے مستحقین کے متعلق صحابہ کرامؓ کو ابہام نہیں تھا۔ (چونکہ نفلی عبادات میں مقدار کا تعین نہیں ہوتا، اس لیے ان سوالات کے جواب میں بھی مقدار کا تعین نہیں کیا گیا۔ مرتب)

w نفلی انفاق کے مستحقین میں سرِ فہرست والدین اور رشتہ دار ہیں۔ اگر ثواب کی نیت سے ان کو تحفہ دیا جائے یا کھلایا جائے تو یہ انفاق فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔ 431

x اپنے زیرِ کفالت اہل وعیال کو تنگی میں ڈال کر انفاق کرنا ثواب نہیں ہے۔

y جو کچھ ضرورت سے زائد ہو وہ سارا کا سارا اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا ضروری یا واجب نہیں ہے۔ صحابۂ کرامؓ کے عمل سے یہ بات ثابت ہے۔

نوٹ۔3

اس مطالعہ کا نچوڑ اپنی سمجھ میں تو بس اتنا سا آیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ہم کو بتا دیا گیا کہ ہم جو بھی نیکی کریں گے اس کا ثواب ہمیں ملے گا، تو اب ہر شخص کو خوف فیصلہ کرنا چاہیے کہ اسے کتنے ثواب کی ضرورت ہے۔ اس میں اللہ میاں سے پوچھنے کی کیا بات ہے، اور جس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا وہ سوال علماء کرام سے پوچھنے کا کیا تک ہے۔

آیت نمبر (220)

﴿ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٠﴾ ﴾

خ ل ط

(ض) خَلْطًا مختلف چیزوں کے اجزاء کو باہم ملا دینا۔ ﴿ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ ﴾ (9/ التوبہ: 102) ''ان لوگوں نے ملایا نیک عمل کو اور دوسرے برے کو یعنی برے عمل کو۔''

خَلِيْطٌ ج خُلَطَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ حصہ دار۔ شریک۔ ﴿ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ﴾ (38/ ص: 24) ''اور بیشک شرکاء میں سے اکثر زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر۔''

(مفاعلہ) مُخَالَطَةً اور خِلَاطًا کسی کے ساتھ میل جول رکھنا۔ رل مل کر رہنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افتعال) اِخْتِلَاطًا مختلف چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا۔ گتھ جانا۔ ﴿ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ ﴾ (10/ یونس: 24) ''تو گتھ گیا اس سے زمین کا سبزہ۔''

ع ن ت

(س) عَنَتًا مشکل میں پڑنا۔ ﴿ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ ﴾ (3/ آل عمران: 118) ''وہ لوگ آرزو کرتے ہیں اس کی جس سے تم لوگ مشکل میں پڑو۔''

(افعال) اِعْنَاتًا کسی کو مشکل میں ڈالنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اِصْلَاحٌ لَّهُمْ مبتداء ہے اور خَيْرٌ اس کی خبر ہے۔ اِنْ شرطیہ ہے۔ تُخَالِطُوْهُمْ شرط ہے۔ فَاِخْوَانُكُمْ جواب شرط ہے اور یہ خبر ہے۔ اس کا مبتداء هُمْ محذوف ہے۔ اَلْمُفْسِدَ اور اَلْمُصْلِحِ پر لام جنس ہے۔ لَوْ شرطیہ ہے۔ شَاۗءَ اللّٰهُ شرط ہے اور لَاَعْنَتَكُمْ جواب شرط ہے۔

ترجمہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ	قُلْ
اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	یتیموں کے بارے میں	آپؐ کہہ دیجئے

اِصْلَاحٌ	لَّهُمْ	خَيْرٌ ؕ	وَاِنْ	تُخَالِطُوْهُمْ	فَاِخْوَانُكُمْ ؕ
سنوارنا	ان کے لیے	ایک بھلائی ہے	اور اگر	تم لوگ رل مل کر رہو ان کے ساتھ	تو وہ تمہارے بھائی ہیں

وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	الْمُفْسِدَ	مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ	وَلَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ
اور اللہ	جانتا ہے	فسادی لوگوں کو	اور اصلاح کرنے والوں کو	اور اگر	چاہتا	اللہ

لَاَعْنَتَكُمْ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ
تو وہ مشکل میں ڈالتا تم لوگوں کو	یقیناً اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے

نوٹ۔1

آیت نمبر (2/البقرہ:184) کے نوٹ۔1 میں بتایا گیا تھا کہ اسلام کے کچھ احکام بتدریج نافذ کیے گئے تھے۔ اب نوٹ کرلیں کہ کچھ احکام میں صورتحال اس کے برعکس بھی تھی۔ یعنی پہلے سخت حکم آیا اور پھر بعد میں اس میں نرمی کی گئی۔ آیت زیرِ مطالعہ اس قسم کے احکام کی ایک مثال ہے۔

پہلے آیت نمبر۔ (6/البقرہ:152) میں حکم آیا تھا کہ یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ سوائے اس طریقے کے جو بہترین ہو۔ پھر آیت نمبر (17/بنی اسرائیل:34) میں بالکل انہیں الفاظ میں اس حکم کا اعادہ کیا گیا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اپنے زیر کفالت یتیموں کا حساب کتاب بالکل الگ کردیا۔ یہاں تک کہ ان کے کھانے بھی الگ پکتے تھے اور اس میں سے یتیم کے علاوہ کوئی دوسرا فرد کچھ نہیں کھاتا تھا۔ اس کی وجہ سے کچھ قباحتیں بھی پیدا ہوئیں اور مغائرت اور دوری کا احساس بھی پیدا ہوا۔ صحابہ کرامؓ نے جب یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آیت میں نرمی کی گئی۔

آیت نمبر (221)

﴿ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا
الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ
وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٢١﴾ ع ﴾

ن ک ح

(ض) نَكَحًا: شادی کرنا۔ کسی سے نکاح کرنا۔ ﴿ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ ﴾ (2/البقرہ:230) ''تو وہ خاتون حلال نہیں ہے اس کے لیے اس کے بعد یہاں تک کہ وہ خاتون نکاح کرے کسی شوہر سے اس کے علاوہ۔''

اِنْكِحْ: فعل امر ہے۔ تو نکاح کر۔ ﴿ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ ﴾ (4/النساء:25) ''پس تم لوگ نکاح کرواؤ ان خواتین سے ان کے گھر والوں کی اجازت سے۔''

نِکَاحٌ: شادی۔ نکاح۔ ﴿ اِلَّآ اَنۡ یَّعۡفُوۡنَ اَوۡ یَعۡفُوَا الَّذِیۡ بِیَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّکَاحِ ﴾ (2/البقرہ:237)
431
''سوائے اس کے کہ وہ خواتین معاف کردیں یا وہ شخص معاف کردے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔''

(افعال) اِنۡکَاحًا: کسی کو کسی کے نکاح میں دینا۔ ﴿ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَكَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ ﴾ (28/القصص:27) ''بیشک میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میں نکاح میں دوں تیرے، اپنی دو میں سے ایک بیٹی کو۔''

اَنۡکِحۡ: فعل امر ہے۔ تو نکاح میں دے۔ ﴿ وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ ﴾ (24/النور:32) ''اور تم لوگ نکاح میں دو اپنوں میں سے بیواؤں کو۔''

(استفعال) اِسۡتِنۡکَاحًا: کسی سے نکاح کرنا یا نکاح چاہنا۔ ﴿ اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنۡ یَّسۡتَنۡکِحَهَا ﴾ (33/الاحزاب:50) ''اگر ارادہ کریں یہ نبی کہ وہ نکاح کریں اس سے۔''

ء م و

(ن) اُمُوَّةً: کسی عورت کا لونڈی بننا۔ کنیز بننا۔

اَمَةٌ: ج اِمَاءٌ۔ اسم ذات ہے۔ لونڈی۔ کنیز۔ آیت زیر مطالعہ۔ ﴿ وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ﴾ (24/النساء:32) ''اور تم لوگ نکاح میں دو اپنوں میں سے بیواؤں کو اور اپنے نیک غلاموں کو اور کنیزوں کو۔''

ترکیب

لَا تَنۡکِحُوۡا باب ضرب سے فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل اس میں اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے۔ اَلۡمُشۡرِکٰتِ اس کا مفعول ہے۔ یُؤۡمِنَّ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے اس لیے اس پر حَتّٰی کا اثر ظاہر نہیں ہوا۔ اَمَةٌ مُّؤۡمِنَةٌ مبتداء نکرہ ہے اور اس پر لام تاکید ہے، جبکہ خَیۡرٌ اس کی خبر ہے۔ یہاں مبتداء مؤنث ہے جبکہ اس کی خبر مذکر آئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں خَیۡرٌ اسم التفضیل کے طور پر آیا ہے اور مِنۡ کے ساتھ استعمال ہونے کی صورت میں اسم التفضیل ہر حالت میں واحد اور مذکر ہی رہتا ہے خواہ اس کا موصوف یعنی مبتداء تثنیہ یا جمع یا مؤنث ہی کیوں نہ ہو۔ لَا تُنۡکِحُوۡا باب افعال سے فعل نہی ہے۔ اس کے دو مفعول آتے ہیں۔ مفعول اوّل جس کے نکاح میں دیا اور مفعول ثانی جس کو نکاح میں دیا۔ اَلۡمُشۡرِکِیۡنَ مفعول اوّل ہے جبکہ مفعول ثانی محذوف ہے۔ یُؤۡمِنُوۡا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور حَتّٰی کی وجہ سے منصوب ہے، اس لیے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ یَدۡعُوۡا دراصل مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ یَدۡعُوۡ ہے۔ اس کے آگے الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ یُبَیِّنُ کا فاعل هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَنۡکِحُوا	الۡمُشۡرِکٰتِ	حَتّٰی	یُؤۡمِنَّ	وَ لَاَمَةٌ مُّؤۡمِنَةٌ
اور تم لوگ نکاح مت کرو	مشرک خواتین سے	یہاں تک	وہ ایمان لے آئیں	اور یقیناً کوئی مومن کنیز

خَیۡرٌ	مِّنۡ مُّشۡرِکَةٍ	وَّ لَوۡ	اَعۡجَبَتۡکُمۡ	وَلَا تُنۡکِحُوا
بہتر ہے	کسی مشرک خاتون سے	اور خواہ	وہ دلکش لگے تم لوگوں کو	اور تم لوگ نکاح میں مت دو

الۡمُشۡرِکِیۡنَ	حَتّٰی	یُؤۡمِنُوۡا	وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ	خَیۡرٌ
مشرکوں کے	یہاں تک کہ	وہ لوگ ایمان لے آئیں	اور یقیناً ایک مومن غلام	بہتر ہے

یَدۡعُوۡٓا	وَاللّٰہُ	اِلَی النَّارِ ۚۖ	یَدۡعُوۡنَ	اُولٰٓئِکَ	اَعۡجَبَکُمۡ ؕ	وَّ لَوۡ	مِّنۡ مُّشۡرِکٍ
بلاتا ہے	اور اللہ	آگ کی طرف	بلاتے ہیں	وہ لوگ	وہ بھلا لگے تم کو	خواہ	کسی مشرک سے

اٰیٰتِہٖ	وَیُبَیِّنُ	بِاِذۡنِہٖ ۚ	اِلَی الۡجَنَّۃِ وَالۡمَغۡفِرَۃِ
اپنی نشانیوں کو	اور وہ واضح کرتا ہے	اپنی اجازت سے	مغفرت اور جنت کی طرف

یَتَذَکَّرُوۡنَ	لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ
یاددہانی حاصل کریں	لوگوں کے لیے شائد کہ وہ

نوٹ۔1

آیت نمبر۔ 219 میں شراب اور جوئے سے اجتناب اور زکوۃ سے زیادہ خرچ کرنے کی ہدایت، دراصل اصلاحِ معاشرہ کا سنگِ بنیاد ہے۔ پھر آیت 220 میں یتیموں کے حقوق کا ذکر اسی تصویر کا دوسرا رُخ ہے۔ اور اب آیت زیرِ مطالعہ سے شادی بیان کے معاملات کا ذکر شروع ہو رہا ہے جو آیت نمبر۔ 242 تک جاری رہے گا۔ یہ بھی اصلاحِ معاشرہ کے اُسی سنگِ بنیاد کا تیسرا زاویہ (DIMENSIONS) ہے۔

جب کوئی معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ ہوتا ہے تو اس میں برائیوں سے بچنا اور نیکیوں پر عمل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مغفرت اور جنت کا حصول بھی آسان ہوجاتا ہے۔ اور جب کوئی معاشرہ فتنوں اور فساد کا شکار ہوتا ہے تو صورتحال برعکس ہوجاتی ہے جس کے نتیجے میں دوزخ میں داخلہ آسان ہوجاتا ہے۔

آیت نمبر (222)

﴿وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡمَحِیۡضِ ؕ قُلۡ ہُوَ اَذًی ۙ فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الۡمَحِیۡضِ ۙ وَ لَا تَقۡرَبُوۡہُنَّ حَتّٰی یَطۡہُرۡنَ ۚ فَاِذَا تَطَہَّرۡنَ فَاۡتُوۡہُنَّ مِنۡ حَیۡثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ ﴿۲۲۲﴾﴾

ح ی ض

(ض) **حَیۡضًا** مخصوص ایام میں خواتین کا خون جاری ہونا۔ ماہواری ہونا۔ ﴿وَالّٰٓیِٔ لَمۡ یَحِضۡنَ ؕ﴾ (65/الطلاق:4) ''اور وہ جنہیں خون جاری نہیں ہوا۔''

مَحِیۡضٌ مَفۡعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ خون جاری ہونے کا وقت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ع ز ل

(ض) **عَزۡلًا** کسی کو جدا کردینا۔ الگ کردینا۔ ﴿وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ﴾ (33/الاحزاب:51) ''اور جس کو آپؐ چاہیں ان میں سے جن کو آپؐ نے الگ کیا۔''

مَعۡزُوۡلٌ اسم المفعول ہے۔ جدا کیا ہوا۔ الگ کیا ہوا۔ ﴿اِنَّہُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ﴿۲۱۲﴾﴾ (26/الشعراء:212) ''یقیناً وہ لوگ سننے سے الگ کیے ہوئے ہیں۔''

مَعۡزِلٌ اسم الظرف ہے۔ الگ کرنے کی وجہ۔ کسی چیز کا کنارہ۔ ﴿وَ کَانَ فِیۡ مَعۡزِلٍ﴾ (11/ھود:42) ''اور وہ تھا ایک کنارے پر۔''

(افتعال) اِعْتِزَالًا کسی سے الگ ہونا (جس سے الگ ہوں وہ کسی صلہ کے بغیر یعنی بنفسہٖ آتا ہے)۔ ﴿فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ

431

وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ (11/ ھود: 49) ''پھر وہ کنارہ کش ہوئے ان لوگوں سے اور ان سے جن کی وہ بندگی کرتے تھے اللہ کے علاوہ۔''

اِعْتَزِلْ فعل امر ہے۔ تو الگ ہو۔ کنارہ کش ہو۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

هُوَ مبتداء اور اَذًى اس کی خبر ہے۔ يَطْهُرْنَ ثلاثی مجرد سے فعل مضارع ہے اور جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ جبکہ تَطَهَّرْنَ باب تفعّل سے فعل ماضی میں جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ فَاِذَا حرف شرط ہے، تَطَهَّرْنَ شرط ہے اور فَاْتُوْا سے اللّٰهُ تک جواب شرط ہے۔

ترجمہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ	قُلْ
اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	خون جاری ہونے کے وقت کے متعلق	آپ کہہ دیجیے

هُوَ	اَذًى ۙ	فَاعْتَزِلُوا	النِّسَآءَ	فِي الْمَحِيْضِ ۙ
وہ	ایک تکلیف ہے	پس تم لوگ کنارہ کش رہو	عورتوں سے	خون جاری ہونے کے وقت میں

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ	حَتّٰى	يَطْهُرْنَ ۚ	فَاِذَا	تَطَهَّرْنَ
اور تم لوگ قریب مت ہو ان کے	یہاں تک کہ	وہ پاک ہوں	پھر جب	وہ خود کو پاک کر لیں

فَاْتُوْهُنَّ	مِنْ حَيْثُ	اَمَرَ	كُمُ	اللّٰهُ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ
تو تم لوگ آؤ ان کے پاس	جہاں سے	ہدایت کی	تم کو	اللہ نے	یقیناً اللہ	پسند کرتا ہے

التَّوَّابِيْنَ	وَيُحِبُّ	الْمُتَطَهِّرِيْنَ
بار بار توبہ کرنے والوں کو	اور وہ پسند کرتا ہے	خود کو پاک رکھنے والوں کو

آیت نمبر (2/ البقرہ: 223)

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ؗ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۲۳﴾

ترکیب

نِسَاءُكُمْ مبتداء ہے، حَرْثٌ اس کی خبر ہی اور لَكُمْ متعلق خبر ہے۔ مُلٰقُوْ اسم الفاعل مُلَاقٍ کی جمع مُلٰقُوْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا اور ضمیرہٗ اس کا مضاف الیہ ہے، جو کہ اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

نِسَآؤُكُمْ	حَرْثٌ	لَّكُمْ ۠	فَاْتُوْا	حَرْثَكُمْ
تمہاری عورتیں	کھیتیاں ہیں	تمہارے لیے	پس تم لوگ آؤ	اپنی کھیتیوں میں

اَنّٰی	شِئۡتُمۡ ز	وَقَدِّمُوۡا	لِاَنۡفُسِکُمۡ ط	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ
جہاں سے	تم چاہو	اور آگے بھیجو	اپنے آپ کے لیے	اور تم لوگ تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا

وَاعۡلَمُوۡۤا	اَنَّکُمۡ	مُّلٰقُوۡہُ ط	وَبَشِّرِ	الۡمُؤۡمِنِیۡنَ
اور جان لو	کہ تم لوگ	اس سے ملاقات کرنے والے ہو	اور آپؐ بشارت دیجیے	ایمان لانے والوں کو

نوٹ۔1

وَقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ۔ یہ قرآن مجید کے اُن مقامات میں سے ایک ہے جہاں ایک عام قاری بھی بڑی آسانی سے محسوس کر لیتا ہے کہ کسی فلسفیانہ اور گہری بات کو اتنے مختصر اور عام فہم انداز میں سمجھانے کا اتنا سادہ اور دلنشین انداز کسی انسانی کلام میں تو کہیں نہیں ملتا۔ اور اس کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے کہ واقعی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے۔

ایک کسان جب بیج ڈالتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ کچھ عرصے کے بعد وہ اس بیج کا پھل حاصل کرے گا جو اس کے کام آئے گا۔ گویا وہ بیج کو اپنے لیے آگے بھیجتا ہے۔ اسی طرح شوہر اور بیوی کے تعلقات کا مقصد یہ ہے کہ ان کے یہاں اولاد ہو جو اس دنیا میں اپنے ماں باپ کا دست و بازو بنے۔ اگر تربیت اور اللہ کی مدد سے وہ اولاد صالح بھی ہو تو پھر وہ اپنے ماں باپ کے لیے آخرت کی کمائی کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔ اس بات کو اتنے دلنشین اور شائستہ پیرائے میں سمجھا دینا، یہ قرآن مجید کا ہی اعجاز ہے۔

آیت نمبر(224)

﴿وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَیۡمَانِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَیۡنَ النَّاسِ ط وَ اللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۲۴﴾﴾

ی م ن

(س)

یَمۡنًا: داہنی طرف ہونا۔

یَمِیۡنٌ: ج اَیۡمَانٌ۔ فَعِیۡلٌ کا وزن ہے۔ کثیر المعانی ہے۔

(۱) داہنی سمت یا رُخ۔ ﴿اِنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَاۡتُوۡنَنَا عَنِ الۡیَمِیۡنِ ﴿۲۸﴾﴾ (37/ الصافات:28) ''بیشک تم لوگ آیا کرتے تھے ہمارے پاس داہنی طرف سے۔'' ﴿ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَیۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ ط﴾ (7/ الاعراف:17) ''پھر میں لازماً پہنچوں گا ان کو، ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی داہنی جانب سے اور ان کی بائیں جانب سے۔''

(۲) داہنا ہاتھ۔ ﴿وَ مَا تِلۡکَ بِیَمِیۡنِکَ یٰمُوۡسٰی ﴿۱۷﴾﴾ (20/ طٰہٰ:17) ''اور وہ کیا ہے آپؑ کے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰؑ۔'' ﴿اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ﴾ (23/ المومنون:6) ''یا جس کے مال ہوئے ان کے داہنے ہاتھ۔''

(۳) قسم (عرب لوگ داہنا ہاتھ اُٹھا کر یا داہنے ہاتھ میں ہاتھ دے کر قسم کھاتے تھے)۔'' آیت زیر مطالعہ۔

مَیۡمَنَةٌ: مَفۡعَلَةٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ داہنی طرف کی جگہ۔ ﴿اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ﴿۱۸﴾ ط﴾ (90/ البلد:18) ''وہ لوگ داہنی جگہ والے ہیں۔''

ترکیب

لَا تَجۡعَلُوۡا فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل اس میں اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے۔ اَللّٰهَ اس کا مفعول اوّل اور عُرۡضَةً مفعول ثانی ہے۔ تَبَرُّوۡا۔ تَتَّقُوۡا اور تُصۡلِحُوۡا، یہ تینوں افعال مضارع اَنۡ کی وجہ سے منصوب ہیں۔

ترجمہ

وَلَا تَجْعَلُوا	اللّٰهَ	عُرْضَةً	لِّاَيْمَانِكُمْ	اَنْ	تَبَرُّوْا
اور تم لوگ مت بناؤ	اللہ کو	نشانہ	اپنی قسموں کے لیے	کہ	تم لوگ حسنِ سلوک (نہ) کرو

وَتَتَّقُوْا	وَتُصْلِحُوْا	بَيْنَ النَّاسِ ط	وَاللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
اور تقویٰ (نہ) کرو	اور اصلاح (نہ) کرو	لوگوں کے درمیان	اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

پہلے اُردو کے دو جملوں پر غور کر لیں۔(۱) حامد سے بات مت کرو یہاں تک کہ وہ معافی مانگے۔(۲) حامد سے بات مت کرو جب تک کہ وہ معافی نہ مانگے۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ دونوں جملوں میں بات ایک ہی کہی گئی ہے، صرف انداز مختلف ہے۔ پہلے جملے میں لفظ ''مانگے'' کے ساتھ ''نہ'' لگانے کی ضرورت نہیں پڑی، جبکہ دوسرے جملے میں ''نہ'' لگا کر مفہوم ادا ہوا ہے۔ اب نوٹ کر لیں کہ پہلے جملے کے انداز کا عربی میں رواج زیادہ ہے اس لیے آیت زیرِ مطالعہ میں فعل نہی کے بعد اَنْ کے ساتھ لَا لگانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ جبکہ اُردو میں دوسرے جملے کے انداز کا رواج زیادہ ہے، اس لیے ترجمہ میں ''نہ'' کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔

نوٹ۔2

اِس آیت میں کسی نیک کام کو نہ کرنے کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور انداز یہ اختیار کیا گیا ہے کہ اگر ایسی بُری قسم کبھی کھا ہی بیٹھو تو اس میں کم از کم اللہ کو تو بیچ میں نہ لاؤ۔ یہ دراصل ممانعت کا ایک ہلکا پھلکا سا، مشفقانہ انداز ہے۔ اور ایک طرح سے یہ قسموں کے متعلق ان احکامات کا مقدمہ ہے جو آگے چل کر سورۃ المائدہ اور سورۃ التحریم میں آنے والے ہیں۔

آیت نمبر (225)

﴿ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ ﴾

ل غ و

(ف) لَغْوًا: بغیر سوچے سمجھے کوئی بات کہنا۔

لَغْوٌ: اسم ذات ہے۔(۱) بے معنی یا بیکار بات۔(۲) بے فائدہ چیز یا کام۔﴿ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ ﴾ (28/ القصص:55) ''اور جب بھی وہ لوگ سنتے ہیں بیکار بات کو تو اعراض کرتے ہیں اس سے۔'' ﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ ﴾ (23/ المؤمنون:3) ''وہ لوگ بے فائدہ چیز سے اعراض کرنے والے ہیں۔''

اِلْغَوْا: فعل امر ہے۔ تو بے معنی بات کر۔ ﴿ لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ ﴾ (41/ حٰمٓ السجدہ:26) ''تم لوگ مت سنو اس قرآن کو اور بے معنی بات کرو اس میں۔''

لَاغٍ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے سود۔ بے معنی۔ ﴿ لَا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ ﴾ (88/ الغاشیہ:11) ''وہ نہیں سنے گا اس میں کوئی بے سود بات۔''

ح ل م

(ن) حُلُمًا: خواب دیکھنا۔

(ک) حِلْمًا: غصہ میں خود پر قابو رکھنا۔ تحمل کرنا۔ بردبار ہونا۔

حُلْمٌ	ج اَحْلَامٌ۔ خواب۔﴿ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴾ (12/یوسف:44)''اور ہم خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں ہیں۔''
حِلْمٌ	ج اَحْلَامٌ۔ تحمل، بردباری۔ عقل، شعور(کیونکہ بردباری عقل وشعور سے آتی ہے اور یہ لازم وملزوم ہیں۔﴿ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ ﴾(52/الطور:32)''کیا مشورہ دیتے ہیں ان کو ان کے شعور اس کا۔''
حُلُمٌ	عقل وشعور کی پختگی۔ بلوغت۔﴿ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ ﴾(24/النور:59)''اور جب پہنچیں بچے تم میں سے بلوغت کو۔''
حَلِيْمٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تحمل والا۔ بردبار۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

يُؤَاخِذُ باب مفاعلہ کا فعل مضارع ہے، كُمْ ضمیر مفعولی ہے اور اَللّٰهُ اس کا فاعل ہے۔ فاعل قُلُوْبُكُمْ غیر عاقل جمع مکسر ہے اس لیے فعل كَسَبَتْ واحد مؤنث آیا ہے۔

ترجمہ

لَا يُؤَاخِذُ	كُمُ	اللّٰهُ	بِاللَّغْوِ	فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ
جواب طلبی نہیں کرے گا	تم لوگوں سے	اللہ	بے سوچی سمجھی بات پر	تمہاری قسموں میں

وَلٰكِنْ	يُّؤَاخِذُ	كُمْ	بِمَا	كَسَبَتْ	قُلُوْبُكُمْ ؕ
اور لیکن (البتہ)	وہ جواب طلبی کرے گا	تم سے	اس پر جو	کمایا (قصد کیا)	تمہارے دلوں نے

وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	حَلِيْمٌ
اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ تحمل کرنے والا ہے

آیت نمبر(226)

﴿ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

ء ل و

(ن)	اَلَوْا	کسی کام میں کوتاہی کرنا۔﴿ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ ﴾(3/آل عمران:118)''وہ لوگ کوتاہی نہیں کریں گے تم لوگوں کو برباد کرنے میں۔''
(افعال)	اِيْلَاءً	کوتاہی کرنے کا عہد کرنا۔ کوئی کام نہ کرنے کی قسم کھانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(افتعال)	اِيْتِلَاءً	قسم کھانا۔
	لَا يَاْتَلِ	فعل نہی ہے۔ تو قسم مت کھا۔﴿ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى ﴾(24/النور:22)''اور قسم نہ کھائیں فضل والے تم میں سے اور وسعت والے کہ وہ (نہ) دیں قرابت والوں کو۔''

ر ب ص

431

(ن) رَبْصًا — کسی موقع کی تاک میں رہنا۔

(تفعّل) تَرَبُّصًا — انتظار کرنا۔ ﴿ وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ﴾ (9/التوبہ: 98) ''اور وہ انتظار کرتا ہے تمہارے لیے گردش زمانہ کا۔''

تَرَبَّصْ — فعل امر ہے۔ تو انتظار کر۔ ﴿ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴾ (23/المؤمنون: 25) ''پس تم لوگ انتظار کرو اس کے لیے کچھ عرصہ تک۔''

مُتَرَبِّصٌ — اسم الفاعل ہے۔ انتظار کرنے والا۔ ﴿ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴾ (9/التوبہ: 52) ''تو تم لوگ انتظار کرو۔ بیشک ہم تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں۔''

ف ی ء

(ض) فَیْئًا — واپس ہونا۔ لوٹنا۔ ﴿ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ﴾ (49/الحجرات: 9) ''یہاں تک کہ وہ لوٹے اللہ کے حکم کی طرف۔''

(افعال) اِفَاءَةً — واپس کرنا۔ لوٹانا۔ (زیادہ تر ایسے مالِ غنیمت کے لیے آتا ہے جو بلا مشقت حاصل ہو)۔ ﴿ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ ﴾ (59/الحشر: 6) ''اور جو لوٹایا اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر ان سے۔''

(تفعّل) تَفَيُّؤًا — رخ تبدیل کرنا۔ پلٹا کھانا۔ ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ ﴾ (16/النحل: 48) ''تو کیا انہوں نے دیکھا نہیں اس کی طرف جو پیدا کیا اللہ نے کسی چیز سے اُلٹتے ہیں ان کے سائے۔''

ترکیب

تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ مبتداء مؤخر ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو ثَابِتٌ ہوسکتی ہے، جبکہ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ فَاِنْ شرطیہ ہے، فَآءُوْ شرط ہے اور آگے جواب شرط ہے۔

ترجمہ

لِلَّذِيْنَ	يُؤْلُوْنَ	مِنْ نِّسَآئِهِمْ	تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ
ان لوگوں کے لیے جو	قسم کھاتے ہیں (قطع تعلق کی)	اپنی عورتوں سے	چار مہینے کا انتظار کرنا ہے

فَاِنْ	فَآءُوْ	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
پھر اگر	وہ لوٹ آئیں	تو یقیناً اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

آیت نمبر (227)

﴿ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

ع ز م

(ض) عَزْمًا — پختہ ارادہ کرنا۔ ﴿ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ﴾ (3/آل عمران: 159) ''پھر جب آپؐ پختہ ارادہ کرلیں تو بھروسہ کریں اللہ پر۔''

عَزْمٌ — اسم ذات ہے۔ پختہ ارادہ۔ ثابت قدمی۔ ﴿ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ (3/آل عمران: 186) ''تو یقیناً یہ ثابت قدمی کے کاموں میں سے ہے۔''

4431

ط ل ق

(ض) طَلْقًا: کسی کا بندھن کھولنا۔

طَلَاقٌ: اسم فعل ہے۔ نکاح کا بندھن کھولنا۔ طلاق دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفعیل) تَطْلِیْقًا: کسی کو آزاد کر کے جدا کرنا۔ طلاق دینا۔ ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ﴾(2/البقرہ:230) ''پھر اگر وہ طلاق دے اس کو تو وہ حلال نہیں ہوتی اس کے لیے اس کے بعد۔''

طَلِّقْ: فعل امر ہے۔ تو طلاق دے۔ ﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾(65/الطلاق:1) ''جب تم لوگ طلاق دو عورتوں کو تو طلاق دو ان کو ان کی عدت میں۔''

مُطَلَّقَةٌ: اسم المفعول ہے۔ طلاق دی ہوئی۔ ﴿وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (2/البقرہ:241)''اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے لیے کچھ سامان ہے دستور کے مطابق۔''

(انفعال) اِنْطِلَاقًا: کسی بندھن سے آزاد ہونا۔ چل پڑنا۔ ﴿فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ﴾ (68/القلم:23)''پھر وہ چلے اور ایک دوسرے سے چپکے چپکے کہتے تھے۔'' ﴿وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ﴾ (26/الشعراء:13)''اور نہیں چلتی میری زبان۔''

اِنْطَلِقْ: فعل امر ہے۔ تو چل۔ ﴿اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾(77/المرسلت:29)''تم لوگ چلو اس کی طرف جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔''

ترجمہ

وَاِنْ	عَزَمُوا	الطَّلَاقَ	فَاِنَّ اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
اور اگر	وہ لوگ پختہ ارادہ کریں	طلاق کا	تو یقیناً اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے قطع تعلق کا عہد کر لیتا ہے لیکن اسے طلاق بھی نہیں دیتا، تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ چار مہینے کے اندر فیصلہ کرے۔ یا تو تعلقات بحال کرے یا پھر طلاق دے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی اللہ کے حکم پر عمل نہیں کرتا اور اپنی روش پر قائم رہتا ہے، تو پھر کیا ہوگا۔ اس ضمن میں آراء مختلف ہیں۔ مفتی محمد شفیعؒ کی رائے ہے کہ ایسی صورت میں چار ماہ بعد طلاق خود بخود ہو جائے گی البتہ دونوں اگر رضامندی سے دوبارہ نکاح کر لیں تو درست ہے۔'' (معارف القرآن)

آیت نمبر (228)

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؀﴾

ب ع ل

(ن) بَعَالَةً: شوہر ہونا۔ شوہر بننا۔

بَعْلٌ: ج بُعُوْلَةٌ۔ اسم ذات ہے۔ شوہر۔ خاوند۔ ﴿وَهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا﴾ (11/ھود:72)''اور یہ میرے بوڑھے شوہر ہیں۔'' جمع کے لیے آیت زیرِ مطالعہ دیکھیں۔

بَعۡلٌ شام کے ایک قدیم شہر بَعۡلَبَکّ کے ایک بت کا نام۔ ﴿ اَتَدۡعُوۡنَ بَعۡلًا وَّ تَذَرُوۡنَ اَحۡسَنَ الۡخَالِقِیۡنَ ﴾ (37/الصّٰفّٰت:125) ''کیا تم لوگ پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہترین خالق کو۔''

د	ر	ج

(ن) **دُرُوۡجًا** سیڑھیاں چڑھنا۔ آہستہ آہستہ چلنا۔

دَرَجَةٌ سیڑھی کا ایک زینہ۔ بلندی۔ رتبہ۔ ﴿ مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ ﴾ (2/البقرہ:253) ''ان میں وہ بھی ہے جس سے کلام کیا اللہ نے اور بلند کیا ان کے بعض کو درجوں کے لحاظ سے۔''

(استفعال) **اِسۡتِدۡرَاجًا** آہستہ آہستہ چلانا۔ لے جانا۔ ﴿ سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴾ (68/القلم:44) ''ہم آہستہ آہستہ لے جائیں گے ان کو جہاں سے وہ نہیں جانتے۔''

ترکیب

اَلۡمُطَلَّقٰتُ مبتداء ہے۔ يَتَرَبَّصۡنَ سے قُرُوۡٓءٍ تک پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ ظرف ہے اس لیے ثَلٰثَةَ منصوب ہے۔ اَنۡ يَّكۡتُمۡنَ سے فِيۡٓ اَرۡحَامِهِنَّ تک پورا جملہ لَا يَحِلُّ کا فاعل ہے اور یہ جواب شرط ہے اگلے شرطیہ جملے کی۔ يَكۡتُمۡنَ اور خَلَقَ دونوں کا مفعول مَا ہے۔ بُعُوۡلَتُهُنَّ مبتداء ہے اور اَحَقُّ اس کی خبر ہے۔ ذٰلِكَ کا اشارہ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ کی طرف ہے۔ دَرَجَةٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے، اِس کی خبر محذوف ہے اور لِلرِّجَالِ قائم مقام خبر مقدم ہے جبکہ عَلَيۡهِنَّ متعلق خبر ہے۔

ترجمہ

وَالۡمُطَلَّقٰتُ	يَتَرَبَّصۡنَ	بِاَنۡفُسِهِنَّ	ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ ؕ	وَلَا يَحِلُّ
اور طلاق شدہ خواتین	انتظار کریں گی	اپنے نفس کے ساتھ	تین مدتیں	اور حلال نہیں ہوتا

لَهُنَّ	اَنۡ يَّكۡتُمۡنَ	مَا	خَلَقَ	اللّٰهُ	فِيۡٓ اَرۡحَامِهِنَّ	اِنۡ كُنَّ
ان کے لیے	کہ وہ چھپائیں	اس کو جس کو	پیدا کیا	اللہ نے	ان کے رحموں میں	اگر وہ

يُؤۡمِنَّ	بِاللّٰهِ	وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ	وَبُعُوۡلَتُهُنَّ	اَحَقُّ
ایمان رکھتی ہیں	اللہ پر	اور آخری دن (یعنی آخرت پر)	اور ان کے شوہر	زیادہ حقدار ہیں

بِرَدِّهِنَّ	فِيۡ ذٰلِكَ	اِنۡ اَرَادُوۡٓا	اِصۡلَاحًا ؕ	وَلَهُنَّ
ان کو لوٹانے کے	اس میں	اگر وہ لوگ ارادہ کریں	اصلاح کرنے کا	اور ان کے لیے ہے

مِثۡلُ الَّذِيۡ	عَلَيۡهِنَّ	بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۠	وَلِلرِّجَالِ	عَلَيۡهِنَّ	دَرَجَةٌ ؕ
اس کے جیسا جو	ان پر ہے	بھلائی سے	اور مردوں کے لیے ہے	ان پر	ایک درجہ

وَاللّٰهُ	عَزِيۡزٌ	حَكِيۡمٌ ع
اور اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے

نوٹ۔1 شوہر اور بیوی کے تعلقات پر بات ہو رہی ہے اس پس منظر میں لَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِيۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۠ کے دو مفہوم

ہیں اور یہاں دونوں ہی رماد ہیں۔ اوّلاً یہ کہ جس طرح شوہر کی ساتھ بلاسلوک کرنا بیوی پر فرض ہے، اسی طرح اس کا یہ حق بھی ہے کہ شوہر اس کے ساتھ بھلا سلوک کرے۔ ثانیاً یہ کہ جس طرح بیوی کے کچھ فرائض ہیں، اسی طرح اس کے کچھ حقوق بھی ہیں۔ شوہر و بیوی کی ح قوق وفرائض کا تعین وقت کے تہذیبی اور تمدنی دستوار اور رواج کے مطابق ہوگا، بشرطیکہ کوئی دستور اسلامی تعلیمات کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ جب کوئی دستور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوتا ہے تو وہ نیکی اور بھلائی کے درجے سے گر جاتا ہے اور وہی دراصل فساد کا سبب بنتا ہے۔

نوٹ۔2

وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ کا مطلب یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق وفرائض تو ہیں لیکن اس کی وجہ سے کوئی اس خبط میں مبتلا نہ ہو کہ دونوں بالکل مساوی ہیں۔ کیونکہ دونوں کے حقوق وفرائض ہونے کے باوجود شوہر کو بیوی پر ایک درجہ برتری حاصل ہی ور یہ برتری اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ اس کے اتنے واضح فرمان کے باوجود عورت ومرد کی مساوات کا نعرہ لگانا جہالت ہے۔

عورت کرکٹ کھیل لے، باکسنگ کرلے، ہوئی جہاز اُڑا لے، خلائی سفر سے ہوآئے، جو مرضی ہے کرلے لیکن جب بھی اسے کوئی کانٹا چبھے گا تو اس نے اُوئی اللہ کرنا ہی کرنا ہے۔ یہ بات میں نے مذاق میں نہیں بلکہ مجبوراً کی ہے کہ شائد اس طرح ہی ان لوگوں کی آنکھ کھل جائے جنہوں نے ایسے حقائق سے آنکھ بند کی ہوئی ہے جو اندھے کو بھی نظر آتے ہیں۔ عورت اور مرد کے جسم کی ظاہر ی ساخت کا فرق بہت نمایاں ہے لیکن ان کے اندرونی نظام میں بھی فرق ہے۔ جسمانی اعضاء اور غدور (GLANDS) کی کارکردگی (FUNCTIONS) مختلف ہیں، ان کے اثرات بھی مختلف ہیں۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ عورت اور مرد کی نفسیات بھی مختلف ہے۔ مساوات کا نعرہ لگانے والوں کو چاہیے کہ پہلے وہ ان فرقوں کو دور کریں پھر مساوات کا نعرہ لگائیں۔

نوٹ۔3

آیت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی صفات مین سے دو صفات، عزیز اور حکیم ہم کو یاد دلائی گئی ہیں۔ اللہ کے عزیز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اختیار مطلق ہے جس پر کسی قسم کی کوئی تحدید (LIMITATION) نہیں ہے۔ وہ جو چاہے فیصلہ کرسکتا ہے اور جو چاہے حکم دے سکتا ہے۔ حکیم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اور ہر حال میں حکمت والا ہے۔ اس لیے اس کا ہر فیصلہ اور ہر حکم اس کی حکمت سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ جو بھی مسلمان مرد یا عورت پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ کے حر حکم وک اس یقین کے ساتھ قبول کرتا ہے کہ اسی میں ہم لوگوں کے لیے بھلائی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

451

سورۃ البقرۃ

(آیت نمبر 229)

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ؕ وَ لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ شَیۡئًا اِلَّاۤ اَنۡ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ؕ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِمَا فِیۡمَا افۡتَدَتۡ بِہٖ ؕ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ فَلَا تَعۡتَدُوۡہَا ۚ وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۲۹﴾﴾

م ر ر

(س) مَرَارَۃً: تلخ ہونا۔کڑوا ہونا۔

اَمَرُّ: افعل التفضیل ہے۔زیادہ کڑوا۔انتہائی کڑوا۔﴿وَالسَّاعَۃُ اَدۡھٰی وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾﴾ (54/القمر:46)''اور قیامت بڑی مصیبت اور انتہائی کڑوی ہے۔''

(ن) مَرًّا: (۱) رسی کو بٹنا۔۔دیر پا بنانا۔ہیشگی دینا۔(۲) کسی کے پاس سے گزرنا۔(بٹی ہوئی رسی کی ایک لڑی دوسری کے پاس سے گزرتی ہے)۔﴿وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ اٰیَۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ یَمُرُّوۡنَ عَلَیۡہَا وَ ہُمۡ عَنۡہَا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾﴾ (12/یوسف:105)''اور نشانیوں میں سے کتنی ہی ہیں زمین اور آسمانوں میں کہ وہ لوگ گزرتے ہیں ان کے پاس سے اس حال میں کہ وہ لوگ ان سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔''

مَرَّۃٌ: بار۔دفعہ۔مرتبہ۔﴿اِنَّکُمۡ رَضِیۡتُمۡ بِالۡقُعُوۡدِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ﴾ (9/التوبہ:83)''بیشک تم لوگ راضی ہوئے بیٹھنے پر پہلی بار۔''﴿اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ سَبۡعِیۡنَ مَرَّۃً فَلَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَہُمۡ ؕ﴾ (9/التوبہ:80)''اگر آپؐ استغفار کریں ان کے لیے ستر دفعہ تو بھی ہرگز معاف نہیں کرے گا اللہ ان کو۔'' ﴿ثُمَّ یَنۡقُضُوۡنَ عَہۡدَہُمۡ فِیۡ کُلِّ مَرَّۃٍ﴾ (8/الانفال:56)''پھر وہ لوگ توڑتے ہیں اپنا عہد ہر مرتبہ۔''

(استفعال) اِسۡتِمۡرَارًا: ہیشگی چاہنا یعنی ہمیشہ ہونا۔دائمی ہونا۔

مُسۡتَمِرٍّ: اسم الفاعل ہے۔ہمیشہ ہونے والا۔دائمی۔﴿اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ رِیۡحًا صَرۡصَرًا فِیۡ یَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ۙ﴾ (54/القمر:19)''بیشک ہم نے بھیجا ان پر ایک تیز آندھی کو ایک دائمی نحوست کے دن۔''

م س ک

(ض) مَسۡکًا: کسی سے متعلق ہونا۔کسی سے چمٹنا۔

(ک) مَسَاکَۃً: مشک کی خوشبو لگانا۔

مِسۡکٌ: اسم ذات ہے۔مشک﴿خِتٰمُہٗ مِسۡکٌ ؕ﴾ (83/المطففین:26)''اس کی مہر مشک ہے۔''

(افعال) اِمۡسَاکًا: کسی چیز کو تھامنا۔روکنا۔﴿اِنَّ اللّٰہَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ﴾ (35/فاطر:41)''یقیناً اللہ تھامے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو۔''

﴿وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ﴾ (2/البقرہ: 231) ''اور تم لوگ مت روکو ان کو تکلیف دیتے ہوئے کہ تم لوگ زیادتی کرو۔''

اَمْسِكْ — فعل امر ہے۔ تو تھام۔ تو روک۔ ﴿فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ (65/الطلاق: 2) ''پھر جب وہ پہنچیں اپنی مدت کو تو تم لوگ تھامو ان کو بھلائی کے ساتھ یا جدا کرو ان کو بھلائی سے۔''

مُمْسِكٌ — اسم الفاعل ہے۔ تھامنے والا۔ روکنے والا۔ ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ﴾ (35/فاطر: 2) ''جو کھولتا ہے اللہ لوگوں کے لیے اپنی کسی رحمت میں سے تو کوئی روکنے والا نہیں ہے اس کو۔''

(تفعیل) تَمْسِيْكًا — کثرت سے تھامنا یعنی مضبوطی سے تھامنا۔ مضبوطی سے پکڑنا۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ﴾ (7/الاعراف: 170) ''اور جو لوگ مضبوطی سے تھامتے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو۔''

(استفعال) اِسْتِمْسَاكًا — کسی سے چمٹنا چاہنا۔ چمٹ جانا۔ ﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ﴾ (2/البقرہ: 256) ''تو جو انکار کرتا ہے طاغوت کا اور ایمان لاتا ہے اللہ پر تو وہ چمٹ گیا ہے انتہائی مضبوط رسی سے۔''

اِسْتَمْسِكْ — فعل امر ہے۔ تو چمٹ جا۔ ﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ﴾ (43/الزخرف: 43) ''پس آپؐ چمٹ جائیں اس سے جو وحی کیا گیا آپؐ کی طرف۔''

مُسْتَمْسِكٌ — اسم الفاعل ہے۔ چمٹ جانے والا۔ ﴿اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾﴾ (43/الزخرف: 21) ''یا ہم نے دی ان کو کوئی کتاب اس سے پہلے تو وہ لوگ اس سے چمٹ جانے والے ہیں۔''

س ر ح

(ف) سَرْحًا — سرح کا درخت (ایک قسم کا بغیر کانٹے والا درخت) چرنے کے لیے اونٹ کو کھلا چھوڑنا۔ مویشی کو چرنے کے لیے چھوڑنا۔ ﴿حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾ ۪﴾ (16/النحل: 6) ''جب تم لوگ واپس لاتے ہو اور جب چرنے کے لیے چھوڑتے ہو۔''

سَرَاحٌ — اسم فعل ہے۔ چھوڑنا۔ آزاد کرنا۔ ﴿وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾﴾ (33/الاحزاب: 28) ''اور میں آزاد کروں تم سب کو، خوبصورت آزادی دینا۔''

(تفعیل) تَسْرِيْحًا — بالکل چھوڑنا۔ آزاد کرنا۔ بیوی کو طلاق دینا۔ اور آیت (33/الاحزاب: 28) دیکھیں۔

سَرِّحْ — فعل امر ہے۔ تو بالکل آزاد کر۔ طلاق دے۔ ﴿اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪﴾ (2/البقرہ: 231) ''یا تم لوگ بالکل آزاد کرو ان کو بھلائی سے۔''

ترکیب

اَلطَّلَاقُ مبتداء ہے اور مَرَّتٰنِ خبر ہے۔ اِمْسَاكٌ اور تَسْرِيْحٌ مبتداء نکرہ ہیں، ان کی خبریں محذوف ہیں جو کہ جَائِزٌ ہو سکتی ہیں جبکہ بِمَعْرُوْفٍ اور بِاِحْسَانٍ قائم مقام خبر ہیں۔ مِمَّا دراصل مِنْ مَا ہے۔ تَاْخُذُوْا اور اٰتَيْتُمُوْا، دونوں کا مفعول مَا ہے جبکہ مَا کی تمیز ہونے کی وجہ سے شَيْئًا منصوب ہے۔ اَنْ کی وجہ سے يَخَافَانِ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔

اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے۔ اس کے اَنْ کی وجہ سے يُقِيْمَانِ کا نون اعرابی گرا ہے۔ لَا تَعْتَدُوْا باب افتعال سے فعل نہی ہے اور جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے جبکہ يَتَعَدَّ باب تفعّل سے فعل مضارع میں واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور یہ مَنْ شرطیہ کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

451

ترجمہ

اَلطَّلَاقُ	مَرَّتٰنِ ص	فَاِمْسَاكٌۢ	بِمَعْرُوْفٍ	اَوْ	تَسْرِيْحٌۢ	بِاِحْسَانٍ ط
طلاق	دومرتبہ ہے	پھر تھامنا ہے	بھلائی سے	یا	آزاد کرنا ہے	خوبصورت انداز سے

وَلَا يَحِلُّ	لَكُمْ	اَنْ	تَاْخُذُوْا	مِمَّآ	اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اور حلال نہیں ہے	تمہارے لیے	کہ	تم لوگ لو	اس میں سے جو	تم لوگوں نے دیا ان کو

شَيْئًا	اِلَّآ اَنْ	يَّخَافَآ	اَلَّا يُقِيْمَا	حُدُوْدَ اللّٰهِ ط
کوئی چیز	سوائے اس کے کہ	وہ دونوں خوف کریں	کہ وہ قائم نہیں رکھیں گے	اللہ کی حدود کو

فَاِنْ	خِفْتُمْ	اَلَّا يُقِيْمَا	حُدُوْدَ اللّٰهِ لا
پس اگر	تم لوگ خوف کرو	کہ وہ دونوں قائم نہیں رکھیں گے	اللہ کی حدوں کو

فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْهِمَا	فِيْمَا	افْتَدَتْ	بِهٖ ط
تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں	ان دونوں پر	اس میں	وہ خاتون خود کو چھڑائے	جس سے

تِلْكَ	حُدُوْدُ اللّٰهِ	فَلَا تَعْتَدُوْهَا ج	وَمَنْ	يَّتَعَدَّ
یہ	اللہ کی حدود ہیں	پس تم لوگ تجاوز مت کرو ان سے	اور جو	جانتے بوجھتے تجاوز کرتا ہے

حُدُوْدَ اللّٰهِ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
اللہ کی حدوں سے	تو وہ لوگ	ہی ظلم کرنے والے ہیں

نوٹ۔1

اسلام سے پہلے کچھ لوگ اپنی بیوی کو طلاق دیتے تھے اور عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتے تھے۔ اس کے بعد پھر طلاق دیتے رہتے اور رجوع کرتے رہتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ نہ تو اُس عورت کا گھر آباد ہوتا تھا اور نہ ہی وہ کسی اور جگہ نکاح کرنے کے لیے آزاد ہوتی تھی۔

اِس آیت میں شوہر کے اِس اختیار کو برقرار رکھا گیا ہے لیکن اسے محدود کر دیا گیا ہے۔ اپنی عائلی زندگی میں ایک شوہر اپنا یہ اختیار دو مرتبہ استعمال کر سکتا ہے۔ اس کے بعد اگر وہ تیسری مرتبہ طلاق دیتا ہے تو اس کا رجوع کرنے کا اختیار ختم ہو چکا ہے۔ اب عدت پوری ہونے کے بعد طلاق ہی ہوگی۔

نوٹ۔2

ایک عورت آپؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں اپنے خاوند سے ناخوش ہوں، اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی۔ آپؐ نے تحقیق کی تو عورت نے کہا کہ وہ میرے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا اور نہ اس کے اخلاق و تدین پر مجھ کو اعتراض ہے لیکن مجھ کو اس سے منافرت طبعی ہے۔ آپؐ نے عورت سے مہر واپس کرا یا اور زوج سے طلاق دلوادی۔ اس پر یہ آیت اُتری۔ (ترجمۂ شیخ الہندؒ)

مذکورہ شانِ نزول کا تعلق آیت کے اگلے حصے سے ہے۔ شوہر کے طلاق دینے کے اختیار کو محدود کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اگر اس کے نتیجے میں طلاق ہو تو شوہر کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی دی ہوئی چیزوں میں سے کچھ بھی واپس لے اِلَّا یہ کہ اگر دونوں کو خوف ہو کہ وہ ایک دوسرے سے بھلا سلوک نہ کر سکیں گے۔ اس کا ایک مطلب یہ نکالنے کی گنجائش تھی کہ اگر شوہر اس خوف کا اظہار کرے اور کہے کہ اس لیے میں فلاں فلاں چیزیں واپس لے کر طلاق دیتا ہوں۔ اس گنجائش کو ختم کرنے کے لیے آگے وضاحت کر دی گئی کہ مذکورہ استثنائی صورت کا تعلق بیوی کے خلع مانگنے سے ہے کہ اگر اس خوف کی بنیاد پر وہ کوئی چیز واپس کر کے خود کو آزاد کرانا چاہے تو ایسی صورت میں واپس لینے پر شوہر اور واپس کرنے پر بیوی پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

نوٹ۔3

طلاق اور خلع میں ایک فرق ہے۔ شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے لیکن بیوی اپنے شوہر کو خلع نہیں دے سکتی بلکہ مانگ سکتی ہے۔ خلع کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار شوہر کو نہیں دیا گیا بلکہ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ کی شرط لگا کر بتا دیا گیا کہ خلع کے متعلق فیصلہ خاندان، برادری یا معاشرے کا کوئی اجتماعی ادارہ کرے گا مثلاً پنچایت، قاضی یا عدالت وغیرہ۔

(آیت نمبر 230)

﴿فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰی تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ؕ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ اَنۡ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنۡ ظَنَّاۤ اَنۡ يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۳۰﴾﴾

ترکیب

طَلَّقَ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو شوہر کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی ھَا بیوی کے لیے ہے۔ تَحِلُّ کا فاعل اس میں ھِیَ کی ضمیر ہے جو طلاق شدہ بیوی کے لیے ہے اور لَہٗ میں ہٗ کی ضمیر شوہر کے لیے ہے۔ تَنۡکِحَ کا فاعل اس میں ھِیَ کی ضمیر ہے جو طلاق شدہ بیوی کے لیے ہی اور زَوۡجًا اس کا مفعول ہے۔ زَوۡجًا کا بدل ہونے کی وجہ سے غَیۡرَ منصوب ہی اور ہٗ کی ضمیر طلاق دینے والے شوہر کے لیے ہے۔ اس کے بعد طَلَّقَ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو زَوۡجًا کے لیے ہے۔ عَلَیۡھِمَا میں ھُمَا کی ضمیر بیوی اور اس کے پہلے شوہر کے لیے ہے۔ یُبَیِّنُ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے اور اس کی ضمیر مفعولی ھَا، حُدُوۡد کے لیے ہے۔ لِقَوۡمٍ نکرہ موصوفہ ہے۔

ترجمہ

فَاِنۡ	طَلَّقَهَا	فَلَا تَحِلُّ	لَهٗ	مِنۡۢ بَعۡدُ
پس اگر	وہ طلاق دیتا ہے اس کو	تو وہ حلال نہیں ہوگی	اس کے لیے	اس کے بعد

حَتّٰی	تَنۡكِحَ	زَوۡجًا	غَيۡرَهٗ ؕ	فَاِنۡ	طَلَّقَهَا
یہاں تک کہ	وہ عورت نکاح کرے	کسی شوہر سے	اس کے علاوہ	پھر اگر	وہ طلاق دے اس کو

فَلَا جُنَاحَ	عَلَيۡهِمَاۤ	اَنۡ	يَّتَرَاجَعَاۤ	اِنۡ
تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں	ان دونوں پر	کہ	وہ دونوں باہم رجوع کریں	اگر

ظَنَّآ	اَنْ يُّقِيْمَا	حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ	وَتِلْكَ	حُدُوْدُ اللّٰهِ 451
ان دونوں کوخیال ہو	کہ وہ قائم رکھیں گے	اللہ کی حدوں کو	اور یہ	اللہ کی حدود ہیں

يُبَيِّنُهَا	لِقَوْمٍ	يَّعْلَمُوْنَ
وہ واضح کرتا ہے ان کو	ایسے لوگوں کے لیے	جوعلم رکھتے ہیں

نوٹ۔1

آیت نمبر۔(2/البقرہ:221) ج میں مشرکوں سے نکاح کی ممانعت آئی تھی۔ وہاں مردوں کومنع کرنے کے لیے لفظ نَکَحَ ثلاثی مجرد سے آیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ مشرکات سے نکاح مت کرو۔ لیکن خواتین کی ممانعت کے لیے وہ لفظ باب افعال سے آیا، جس کا مطلب یہ تھا کہ مشرکوں کے نکاح میں مت دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواتین کے نکاح کے لیے ان کے ولی کی اجازت ضروری ہے۔ اس کی مزید وضاحت ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی عورت نے نکاح کیا، اپنے ولی کی اجازت کے بغیر، تو اس کا نکاح باطل ہے، تو اس کا نکاح باطل ہے، تو اس کا نکاح باطل ہے۔ (ابوداؤد، شریف۔ کتاب النکاح)۔

آیت زیرِ مطالعہ میں طلاق شدہ خواتین کے نکاح کی بات ہورہی ہے۔ یہاں پر لفظ نَکَحَ ثلاثی مجرد سے آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت نکاح کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر شادی شدہ خواتین کے نکاح کے لیے ان کے ولی کی اجازت ضروری ہے لیکن مطلقہ خواتین کے لیے یہ ضروری نہیں ہے۔ اسی پر بیوہ خواتین کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم

(آیت نمبر:231)

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع﴾

ترکیب

اِذَا شرطیہ ہے۔ طَلَّقْتُمْ سے اَجَلَهُنَّ تک شرط ہے اور فَاَمْسِكُوْا سے لِتَعْتَدُوْا تک جواب شرط ہے۔ اسی طرح مَنْ بھی شرطیہ ہے اور آگے اس کی شرط اور جواب شرط ہے۔ لَا تَتَّخِذُوْا کا مفعول اوّل اٰيٰتِ اللّٰهِ ہے اور هُزُوًا مفعول ثانی ہے۔ اَنْزَلَ اور يَعِظُكُمْ کے فاعل ان میں هُوَ کی ضمیریں ہیں جو اللہ کے لیے ہیں۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ کے بعد مَا اَنْزَلَ محذوف ہے مطلب ہوگا کہ اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر اُتاری۔ اور وَمَا میں مَا سے پہلے وَاذْكُرُوْا محذوف ہے مفہوم یہ ہوگا کہ یاد کرو جو اس نے اُتارا تم پر۔

ترجمہ

وَاِذَا	طَلَّقْتُمُ	النِّسَآءَ	فَبَلَغْنَ	اَجَلَهُنَّ	فَاَمْسِكُوْهُنَّ
اور جب بھی	تم لوگ طلاق دو	عورتوں کو	پھر وہ پہنچیں	اپنی مدت کو	تو تم لوگ تھاموان کو

بِمَعْرُوْفٍ	اَوْ	سَرِّحُوْهُنَّ	بِمَعْرُوْفٍ	وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ	ضِرَارًا
بھلائی سے	یا	آزاد کروان کو	بھلائی سے	اور تم لوگ مت تھاموان کو	تکلیف دیتے ہوئے

لِّتَعْتَدُوْا	وَمَنْ	يَّفْعَلْ ذٰلِكَ	فَقَدْ ظَلَمَ	نَفْسَهٗ	وَلَا تَتَّخِذُوْٓا
تا کہ زیادتی کرو	اور جو	یہ کرتا ہے	تو اس نے ظلم کیا ہے	اپنے آپ پر	اور تم لوگ مت بناؤ

اٰيٰتِ اللّٰهِ	هُزُوًا	وَّاذْكُرُوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ
اللہ کی آیات کو	مذاق (کا ذریعہ)	اور یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	(جو اس نے اُتاری) تم لوگوں پر

وَمَآ	اَنْزَلَ	عَلَيْكُمْ	مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ
اور (یاد کرو) اس کو جو	اس نے اُتارا	تم لوگوں پر	حکمت اور کتاب میں سے

يَعِظُكُمْ	بِهٖ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ اللّٰهَ
وہ نصیحت کرتا ہے تم لوگوں کو	جس سے	اور تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور جان لو	کہ اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ
ہر چیز کو	ہر حال میں جاننے والا ہے

(آیت نمبر:232)

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَ
اللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾﴾

ع ض ل

(ن) عَضْلاً روکنا۔منع کرنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترجمہ

وَاِذَا	طَلَّقْتُمُ	النِّسَآءَ	فَبَلَغْنَ	اَجَلَهُنَّ	فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ
اور جب بھی	تم لوگ طلاق دو	عورتوں کو	پھر وہ پہنچیں	اپنی مدت کو	تو تم لوگ مت روکو ان کو

اَنْ يَّنْكِحْنَ	اَزْوَاجَهُنَّ	اِذَا تَرَاضَوْا	بَيْنَهُمْ	بِالْمَعْرُوْفِ	ذٰلِكَ
کہ وہ نکاح کریں	اپنے شوہروں سے	جب وہ راضی ہوں	آپس میں	بھلائی سے	یہ ہے

يُوْعَظُ	بِهٖ	مَنْ	كَانَ مِنْكُمْ	يُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ
نصیحت کی جاتی ہے	جس کی	اس کو جو	تم میں سے ہو	(کہ) ایمان رکھتا ہو	اللہ پر

وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ	ذٰلِکُمۡ	اَزۡکٰی	451 لَکُمۡ
اور آخرت پر	یہ	زیادہ پاک ہے (پھلنے پھولنے کی رکاوٹوں سے)	تمہارے لیے

وَاَطۡهَرُ ؕ	وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ	وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ
اور زیادہ پاک ہے (نجاستوں سے)	اور اللہ جانتا ہے	اور تم لوگ نہیں جانتے

نوٹ۔1

آیت نمبر۔ 231اور 232،دونوں میں الفاظ آئے ہیں فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ۔ دونوں کا ترجمہ ایک ہی ہے لیکن مفہوم میں فرق ہے۔ یہ فرق آگے جواب شرط سے واضح ہوتا ہے۔ آیت نمبر۔231 میں مفہوم یہ ہے کہ جب وہ اپنی مدت ختم ہونے کے قریب پہنچیں تو تم کو اختیار ہے کہ چاہے رجوع کرلو یا طلاق دے دو۔ آیت نمبر۔23 میں مفہوم یہ ہے کہ جب وہ اپنی مدت پوری کرلیں تو رجوع کرنے کا اختیار ختم ہو گیا اور وہ دوسری جگہ نکاح کرنے کے لیے آزاد ہوگئیں۔ اس لیے اب ان کے نکاح میں ان کے لیے مشکلات پیدا مت کرو۔

نوٹ۔2

آیت نمبر۔ 229 میں الفاظ آئے ہیں اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (طلاق دو مرتبہ ہے)۔اس کے بعد آیت نمبر۔ 230 میں بات کا آغاز فَاِنۡ (پھر اگر) کے الفاظ سے ہوا ہے۔اس سے اگلی دو آیتوں میں بات کا آغاز وَاِذَا (اور جب بھی/کبھی بھی) کے الفاظ سے ہوا ہے۔اس فرق سے پوری طرح واضح ہوجاتا ہے کہ آیت نمبر۔ 230 میں تیسری طلاق کی بات ہوئی ہے اور اس کے متعلق حکم دیا گیا ہے۔

نوٹ۔3

اِن آیات یعنی آیات 229 تا 232 کے مطالعہ سے یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کے لیے ایک ضابطہ اور طریقہ کار کا تعین کیا ہے۔ اسے حدود اللہ قرار دے کر تاکید کی ہے کہ اس سے تجاوز مت کرو اور اللہ کی آیات کو مذاق مت بناؤ۔ اتنے واضح احکام اور ہدایات کے بعد بھی اگر کوئی شخص بیک وقت تین طلاق دیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا مجرم اور گنہگار رہے۔ اور ساتھ ہی اس کی بیوی اس سے تین طلاقوں کے ساتھ آزاد ہوگئی۔ اب رجوع کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ ’’رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دی تھیں۔ آپ ؐ غصہ ہو کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں‘‘ (معارف القرآن)۔ حضرت عمرؓ سے یہاں تک ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا، آپؓ اس کو درّے لگاتے تھے (تفہیم القرآن)

مذکورہ ثبوت کے علی الرغم ہم لوگ ایسے شخص کو بُرا بھلا بھی نہیں کہتے۔ اُلٹا اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو سزا مقرر کی ہے اس سے اس کو بچانے کے لیے چور دروازے تلاش کرتے ہیں۔ یہ ایک معمہ ہے جو میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

نوٹ۔4

اصول یہ ہے کہ اگر کسی نکاح میں وقت کا ذکر ہو تو وہ نکاح فاسد ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں پندرہ دن کے لیے نکاح کرتا ہوں تو اس کا نکاح فاسد ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں ایک ہزار سال کے لیے نکاح کرتا ہوں، تو اس

کا مطلب یہی ہے کہ وہ پوری زندگی کے لیے نکاح کر رہا ہے، لیکن چونکہ اس میں بھی وقت کا ذکر ہے اس لیے یہ نکاح بھی فاسد ہے۔
اسی اصول کے تحت اگر کسی کے لیے اس کی مطلقہ بیوی کو حلال کرانے کے لیے اس کا دوسرا نکاح کرایا جائے جس میں یہ طے ہو کہ وہ اسے طلاق دے گا، تو یہ نکاح، نکاح نہیں بلکہ محض ایک بدکاری ہوگی اور اس طرح وہ عورت اپنے سابق شوہر کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ متعدد صحابہ کرامؓ کی متفقہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ سے حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (تفہیم القرآن)۔
ہم لوگ مذکورہ اصول کو بھی تسلیم کرتے ہیں اور معلقہ احادیث کو بھی مانتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم ایسے حلالے کا فتویٰ بھی دیتے ہیں اور اعانت بھی کرتے ہیں جس کے کرنے اور کرانے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ یہ دوسرا معمہ ہے جو میری سمجھ سے بالاتر ہے۔
آیت نمبر 230 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے اپنی حدود کو ان لوگوں کے لیے واضح کیا ہے جو علم رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود کہا جاتا ہے کہ یہ ساری خرابی عوام الناس کی جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ تیسرا معمہ ہے۔

نوٹ۔5

بیک وقت تین طلاقوں کو گناہ سمجھنے اور اس پر غضب فرمانے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے قطعی اور غیر رجعی طلاق کے طور پر نافذ فرماتے تھے۔ اگر کوئی کہتا کہ میری نیت تین طلاق کی نہیں بلکہ ایک طلاق کی تھی، تو آپؐ سے حلف اُٹھوانے والے کی بات مان کر اسے ایک طلاق قرار دیتے تھے (معارف القرآن)۔

(آیت نمبر:233)

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ وَعَلَي الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝﴾

ر ض ع

(ف) رَضَاعَةً: بچے کا دودھ پینا۔
مَرْضَعٌ: ج مَرَاضِعُ۔ دودھ پینے کی جگہ۔ ﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾ (28/القصص:12) ''اور ہم نے حرام کیا انؑ پر دودھ پینے کی جگہوں کو اس سے پہلے''

(افعال) اِرْضَاعًا: بچے کو دودھ پلانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
اَرْضِعِيْ: فعل امر ہے۔ تو دودھ پلا۔ ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ﴾ (28/القصص:7) ''اور ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی والدہ کی طرف کہ آپ دودھ پائیں انؑ کو''
مُرْضِعَةٌ: اسم الفاعل ہے۔ دودھ پلانے والی۔ ﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ﴾ (22/الحج:2) ''جس دن تم لوگ دیکھو گے اس کو کہ بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی اس کو جسے اس نے دودھ پلایا۔

(استفعال)	اِسْتِرْضَاعًا	بچے کو کسی سے دودھ پلوانا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

451

ک س و

(ن)	کَسْوًا	کسی کو کچھ پہنانا۔لباس پہنانا۔﴿فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا﴾(23/المؤمنون:14)''پھر ہم نے پہنایا ہڈیوں کو گوشت۔''
	اُکْسُ	فعل امر ہے۔تو پہنا۔﴿وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ﴾ (4/النساء:5)''اور تم لوگ کھلاؤ ان کو اس میں سے اور پہناؤ ان کو۔''
	کِسْوَةٌ	اسم ذات ہے۔پہنانے کی چیز۔لباس۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ک ل ف

(س)	کَلَفًا	(۱) چہرے پر سُرخی اور مٹیالا پن چھانا۔جھائیاں ہونا۔(۲) مشقت پر آمادہ ہونا۔
(تفعیل)	تَکْلِیْفًا	کسی کو مشقت میں ڈالنا۔کسی کام کا پابند کرنا۔تکلیف دینا۔آیت زیرِ مطالعہ۔
(تفعّل)	تَکَلُّفًا	خود کو مشقت میں ڈالا۔بے دلی سے کام کرنا۔بناوٹ کرنا۔دکھاوا کرنا۔
	مُتَکَلِّفٌ	اسم الفاعل ہے۔بناوٹ کرنے والا۔دکھاوا کرنے والا۔﴿وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ (38/ص:86)''اور میں دکھاوا کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔''

و ر ث

(ح)	وَرْثًا	کسی چیز کا مالک بننا۔میت کے ترکے کا مالک بننا۔وارث بننا۔﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا﴾(4/النساء:19)''حلال نہیں ہوتا تم لوگوں کے لیے کہ تم لوگ مالک بنو عورتوں کے زبردستی۔'' ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ﴾ (27/النمل:16)''اور وارث ہوئے سلیمانؑ، داوٗدؑ کے۔''
	وَارِثٌ	ج وَارِثُوْنَ اور وَرَثَةٌ۔اسم الفاعل ہے۔مالک بننے والا۔وارث بننے والا۔﴿وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ﴾ (28/القصص:5)''اور یہ کہ ہم بنائیں ان کو پیشوا اور ہم بنائیں ان کو مالک ہونے والے۔''﴿وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ﴾ (26/الشعراء:85)''اور تو بنا مجھ کو ہمیشہ سرسبز رہنے والے باغ کے مالک بننے والوں میں سے۔''
	مِیْرَاثٌ	مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔وارث بننے کا ذریعہ یعنی ترکہ۔﴿وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾(3/آل عمران:180)''اور اللہ کے لیے ہی ہے زمین اور آسمانوں کا ترکہ۔''
	تُرَاثٌ	اسم ذات ہے۔میت کا چھوڑا ہوا مال۔﴿وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا﴾ (89/الفجر:19)''اور تم لوگ کھاتے ہو میت کا مال، سمیٹ کر کھانا۔''
(افعال)	اِیْرَاثًا	کسی کو مالک بنانا۔وارث بنانا۔﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ (19/مریم:63)''یہ باغ وہ ہے جس کا ہم مالک بنائیں گے اپنے بندوں میں سے اس کو جو صاحبِ تقویٰ تھا۔''

ف ص ل

(ض)	فَصْلًا	دو چیزوں کے درمیان دوری کرنا۔حق اور باطل کے درمیان فرق کرنا۔فیصلہ کرنا۔﴿اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾(22/الحج:17)''بیشک اللہ فیصلہ کرے گا ان کے مابین قیامت کے دن۔''
(ن)	فُصُوْلًا	شہر سے نکلنا۔روانہ ہونا۔﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ﴾(2/البقرہ:249)''پھر جب روانہ ہوا طالوت لشکروں کے ساتھ۔''

451

	فَاصِلٌ	اسم الفاعل ہے۔فیصلہ کرنے والا۔﴿ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴾ (6/الانعام:57)''اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔''
	فَصِيْلَةٌ	فصیل کا مؤنث ہے۔گھر کی چہار دیواری۔پھر گھر میں رہنے والوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔کنبہ۔گھرانہ۔﴿ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ﴾ (70/المعارج:13)''اور اپنے گھرانے کو جس میں وہ رہتا تھا۔''
	فَصْلٌ	اسم ذات ہے۔فیصلہ۔﴿ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴾ (37/الصافات:21)''یہ فیصلے کا دن ہے جس کو تم لوگ جھٹلایا کرتے تھے۔''
(تفعیل)	تَفْصِيْلًا	کسی چیز کے اجزاء کو الگ الگ کرنا۔کھول کھول کر بیان کرنا۔تفصیل سے بتانا۔﴿ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾ (7/الاعراف:174)''اور اس طرح ہم کھول کھول کر بتاتے ہیں آیتوں کو شاید کہ وہ لوٹ آئیں۔''
	مُفَصَّلٌ	اسم المفعول ہے۔تفصیل سے بتایا ہوا۔الگ الگ کیا ہوا۔﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ﴾ (6/الانعام:114)''وہ ہے جس نے اُتارا تم لوگوں کی طرف کتاب کو، الگ الگ کی ہوئی حالت میں۔''
(مفاعلہ)	فِصَالًا	کسی کو شراکت سے الگ کرنا۔بچے کا دودھ چھڑانا۔آیت زیر مطالعہ۔

ش و ر

(ن)	شَوْرًا	(۱) چھتے سے شہد نکالنا۔کسی چیز کا جوہر نکالنا۔(۲) گھوڑے کی صلاحیت معلوم کرنے کے لیے اس پر سواری کرنا۔کسی کا تعارف حاصل کرنا۔
(افعال)	اِشَارَةً	کسی کا تعارف کرانا۔اشارہ کرنا۔﴿ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ﴾ (19/مریم:29)''تو انہوں نے اشارہ کیا ان کی طرف۔''
(مفاعلہ)	مُشَاوَرَةً	کسی کے دماغ سے اس کی رائے نکالنا۔رائے لینا۔مشورہ لینا۔رائے معلوم کرنا۔
	شَاوِرْ	فعل امر ہے۔تو رائے لے۔﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ﴾ (3/آل عمران:159)''آپؐ رائے لیں ان سے فیصلے میں۔''
(تفاعل)	تَشَاوُرًا	ایک دوسرے سے رائے لینا۔باہم مشورہ کرنا۔آیت زیر مطالعہ۔
	شُوْرٰی	اسم فعل ہے۔باہم مشورہ کرنا۔﴿ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ﴾ (42/الشوریٰ:38)''اور ان لوگوں کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے۔''

ترکیب

يُرْضِعْنَ کا فاعل اس میں هُنَّ کی ضمیر ہے جو اَلْوَالِدٰتُ کے لیے ہے۔اَوْلَادَهُنَّ کا مفعول ہے اور حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ مبتداء مؤخر ہیں۔ان میں هُنَّ کی ضمیر اَلْوَالِدٰتُ کے لیے ہے۔ان کی خبر محذوف ہے جو وَاجِبٌ ہوسکتی ہے۔عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ قائم مقام، خبر مقدم ہے اور بِالْمَعْرُوْفِ متعلق خبر ہے۔تُكَلَّفُ باب تفعیل کا مضارع مجہول ہے اور یہ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔نَفْسٌ، اس کا نائب فاعل ہے جبکہ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو شَيْئًا ہوسکتا ہے اور اس کا مستثنٰی وُسْعَهَا ہے۔

لَا تُضَآرَّ باب مفاعلہ کا مضارع مجزوم ہے لیکن یہ مضارع معروف اور مجہول دونوں کا فعل نہی بنتا ہے، اس لیے دونوں ترجموں کی گنجائش ہے اور یہاں دونوں ہی مراد ہیں۔وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ میں وَلَا کے بعد يُضَآرَّ محذوف ہے اور اس کے بھی دونوں ترجمے مراد ہیں۔زیادہ تر مجہول کا ترجمہ کیا گیا ہے اس لیے دوسرا پہلو واضح کرنے کے لیے ہم معروف کا ترجمہ دیں گے۔اٰتَيْتُمْ کا ایک مفعول مَا ہے اور دوسرا مفعول هُنَّ محذوف ہے۔اِذَا شرطیہ کی وجہ سے اٰتَيْتُمْ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

وَالْوَالِدٰتُ	يُرْضِعْنَ	اَوْلَادَهُنَّ	حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ	451لِمَنْ
اور بچہ جننے والیاں	دودھ پلائیں گی	اپنے بچوں کو	کامل دو سال	اس کے لیے جو

اَرَادَ	اَنْ يُّتِمَّ	الرَّضَاعَةَ ؕ	وَعَلَى	الْمَوْلُوْدِ	لَهٗ
چاہتا ہے	کہ وہ پورا کرے	بچے کے دودھ پینے کو	اور اس پر ہے	بچہ جنا گیا	جس کے لیے

رِزْقُهُنَّ	وَكِسْوَتُهُنَّ	بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	لَا تُكَلَّفُ	نَفْسٌ	اِلَّا
ان کی خوراک	اور ان کا لباس	بھلائی سے	پابند نہیں کیا جاتا	کسی جان کو	مگر

وُسْعَهَا ۚ	لَا تُضَآرَّ	وَالِدَةٌۢ	بِوَلَدِهَا	وَلَا
اس کی وسعت کو	اور دکھ نہ دے	کوئی والدہ (کسی کو)	اپنے بچے کے ذریعے	اور نہ ہی (دکھ دے)

مَوْلُوْدٌ لَّهٗ	بِوَلَدِهٖ ۗ	وَعَلَى الْوَارِثِ	مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ	فَاِنْ اَرَادَا
کوئی والد (کسی کو)	اپنے بچے کے ذریعے	اور وارث پر (واجب) ہے	اس کی مانند	پھر اگر دونوں چاہیں

فِصَالًا	عَنْ تَرَاضٍ	مِّنْهُمَا	وَتَشَاوُرٍ
بچے کا دودھ چھڑانا	باہمی رضامندی سے	ان دونوں میں	اور باہمی مشورے سے

فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْهِمَا ؕ	وَاِنْ اَرَدْتُّمْ	اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا
تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے	ان دونوں پر	اور اگر تم لوگ چاہو	کہ کسی (اور) سے دودھ پلواؤ

اَوْلَادَكُمْ	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ	اِذَا	سَلَّمْتُمْ
اپنے بچوں کو	تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے	تم لوگوں پر	جب (بشرطیکہ)	تم لوگ حوالے کردو

مَّآ	اٰتَيْتُمْ	بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	وَاتَّقُوا اللّٰهَ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ اللّٰهَ
اس کی جو	تم نے دینا ہے	دستور کے مطابق	اور تم لوگ تقویٰ کرو اللہ کا	اور جان لو	کہ اللہ

بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ
اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا

آیت نمبر (234)

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا
بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ﴿٢٣٤﴾﴾

451

و	ذ	ر

(ف) **وَذْرًا** کسی چیز کو چھوڑنا۔ ترک کرنا۔ ﴿ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴾ (37/الصافات:125)''کیا تم لوگ پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہترین پیدا کرنے والے کو۔''

ذَرْ فعل امر ہے۔تو چھوڑ۔ ﴿ وَ قَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴾ (9/التوبہ:86)''اور انہوں نے کہا تو چھوڑ ہم کو تو ہم ہو جائیں بیٹھنے والوں کے ساتھ۔''

خ	ب	ر

(ف) **خَبْرًا** کسی چیز کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔آگاہ ہونا۔

خَبَرٌ ج اَخْبَارٌ۔ اسم ذات ہے۔آگاہی۔خبر۔معلومات۔﴿ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ ﴾ (27/النمل:7)''بیشک میں دیکھتا ہوں آگ کو میں آؤں گا تم لوگوں کے پاس اس کی کسی آگاہی کے ساتھ۔'' ﴿ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ ﴾ (9/التوبہ:94)''ہم کو بتا دیا ہے اللہ نے تمہاری خبروں میں سے۔''

خَبِيْرٌ **فَعِيْلٌ** کے وزن پر صفت ہے۔ہمیشہ اور ہر حال میں آگاہ۔باخبر۔آیت زیر مطالعہ۔

خُبْرٌ اسم ذات ہے۔تجربہ۔علم۔﴿ وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴾ (18/الکھف:68)''اور آپؑ کیسے ثابت قدم رہیں گے اس پر، آپؑ نے احاطہ نہیں کیا جس کا، بطور علم کے۔''

ترکیب

يُتَوَفَّوْنَ باب تفعّل سے مضارع مجہول ہے۔اس کا نائب فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِيْنَ کے لیے ہے۔يَذَرُوْنَ کا فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے اور یہ بھی اَلَّذِيْنَ کے لیے ہے۔اَزْوَاجًا اس کا مفعول ہے۔يَتَرَبَّصْنَ کا فاعل اس میں ھُنَّ کی ضمیر ہے جو اَزْوَاجًا کے لیے ہے۔اَرْبَعَةَ مضاف ہے اور ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔عَشْرًا کے بعد لَيَالٍ (راتیں) محذوف ہے۔یہ دراصل عَشْرَ لَيَالٍ تھا۔لَيَالٍ محذوف ہوا تو عَشْرَ مضاف نہیں رہا اس لیے عَشْرًا آیا ہے۔اگر یہاں دن مراد ہوتے تو یہ عَشْرَةَ اَيَّامٍ بنتا پھر اَيَّامٍ محذوف کرنے سے عَشْرَةَ آتا۔

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	يُتَوَفَّوْنَ	مِنْكُمْ	وَيَذَرُوْنَ	اَزْوَاجًا
اور وہ لوگ جن کو	موت دی جاتی ہے	تم میں سے	اور وہ لوگ چھوڑتے ہیں	بیویوں کو

يَّتَرَبَّصْنَ	بِاَنْفُسِهِنَّ	اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ	وَّعَشْرًا ۚ	فَاِذَا
وہ انتظار کریں گی	اپنے نفس کے ساتھ	چار مہینے	اور دس (راتیں)	پھر جب

بَلَغْنَ	اَجَلَهُنَّ	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ	فِيْمَا	فَعَلْنَ	فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ
وہ پہنچیں	اپنی مدت کو	تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے	تم لوگوں پر	اس میں جو	وہ کریں	اپنے لیے

بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	خَبِيْرٌ
بھلائی سے	اور اللہ	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو	آگاہ ہے

آیت نمبر (235)

451

﴿ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا عَرَّضۡتُمۡ بِهٖ مِنۡ خِطۡبَةِ النِّسَآءِ اَوۡ اَكۡنَنۡتُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمۡ سَتَذۡكُرُوۡنَهُنَّ وَلٰكِنۡ لَّا تُوَاعِدُوۡهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ؕ‌ وَلَا تَعۡزِمُوۡا عُقۡدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡكِتٰبُ اَجَلَهٗ‌ ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُ‌ ۚ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ع ﴿۲۳۵﴾ ﴾

خ ط ب

(ن) خَطۡبًا: (۱) کسی کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرنا۔وعظ کرنا۔تقریر کرنا۔(۲) منگنی کا پیغام دینا۔منگنی کرنا۔

خَطۡبٌ: صورتحال۔حال۔مدّعا۔مطلب۔﴿ فَمَا خَطۡبُكُمۡ اَيُّهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۵۷﴾ ﴾ (15/الحجر:57)''تم لوگوں کا کیا اہم کام ہے اے بھیجے ہوئے لوگوں یعنی فرشتو۔''

خِطۡبَةٌ: رشتہ کا پیغام۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(مفاعلہ) مُخَاطَبَةً اور خِطَابًا: کسی کو اپنی طرف متوجہ کر کے گفتگو کرنا۔خطاب کرنا۔﴿ وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا‌ ۚ ﴾ (11/ھود:37)''اور تم گفتگو مت کرنا مجھ سے ان کے لیے جنہوں نے ظلم کیا۔''

خِطَابٌ: اسم ذات بھی ہے۔گفتگو،خطاب۔﴿ وَعَزَّنِىۡ فِى الۡخِطَابِ ﴿۲۳﴾ ﴾ (38/صٓ:23)''اور وہ حاوی ہوا مجھ پر گفتگو میں۔''

ک ن ن

(ن) كَنًّا: کسی چیز کو کسی چیز میں چھپانا۔ڈھانکنا۔محفوظ کرنا۔

مَكۡنُوۡنٌ: اسم المفعول ہے۔چھپایا ہوا۔محفوظ کیا ہوا ﴿ كَاَنَّهُنَّ بَيۡضٌ مَّكۡنُوۡنٌ ﴿۴۹﴾ ﴾ (37/الصافات:49) ''جیسے کہ وہ ہوں محفوظ کیے ہوئے انڈے۔''

كِنَانٌ: ج اَكِنَّةٌ۔ وہ چیز جس میں چھپایا جائے۔غلاف۔پردہ۔﴿ وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِىۡۤ اَكِنَّةٍ ﴾ (41/حٰمٓ السجدۃ:5)''انہوں نے کہا ہمارے دل غلافوں میں ہیں۔''

كِنٌّ: ج اَكۡنَانٌ۔ جس میں انسان خود کو چھپائے۔کمرے کے اندر کوٹھڑی۔غار۔﴿ وَجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَكۡنَانًا ﴾ (16/النحل:81)''اور اس نے بنایا تمہارے لیے پہاڑوں میں غار۔''

(افعال) اِكۡنَانًا: کسی بات کو دل میں چھپانا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ع ق د

(ض) عَقۡدًا: (۱) کسی چیز کو باندھنا۔گرہ لگانا۔(۲) کسی چیز کو پکا کرنا۔مضبوط کرنا جیسے وعدہ یا سودا وغیرہ (متعدی)۔(۳) پکا یا مضبوط ہونا (لازم)۔﴿ وَالَّذِيۡنَ عَقَدَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ فَاٰتُوۡهُمۡ نَصِيۡبَهُمۡ‌ ؕ ﴾ (4/النساء:33)''اور وہ لوگ جن سے پکی ہوئی تمہاری قسمیں تو ان کو دو ان کا حصہ۔''

عُقۡدَةٌ: ج عُقَدٌ۔ اسم ذات ہے۔گرہ۔آیت زیرِ مطالعہ اور ﴿ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۙ‏ ﴿۴﴾ ﴾ (113/الفلق:4)''اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔''

عَقۡدٌ: ج عُقُوۡدٌ۔ اسم ذات ہے۔عہد۔پیمان۔﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ ﴾ (5/المائدہ:1) ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم لوگ پورا کرو عہدوں کو۔''

(تفعیل) تَعْقِیْدًا بار بار پکا کرنا۔خوب مضبوط کرنا۔﴿ یُؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ ۚ﴾(5/المآئدہ:89) ’’وہ پکڑے گا تم کو اس پر جو تم نے پکا کیا قسموں کو۔‘‘

ترکیب

عَرَّضْتُمْ بِہٖ میں ہ کی ضمیر فِیْمَا کے لیے ہے۔مِنْ خِطْبَۃِ النِّسَآءِ میں مِنْ بیانیہ ہے جو فِیْمَا کی وضاحت کررہا ہے۔ خِطْبَۃِ مضاف ہے اور اس کا مضاف الیہ اَلنِّسَآءِ، اِس پر لام تعریف لگا ہوا ہے جو گزشتہ آیت کے لفظ اَزْوَاجًا کے لیے ہے۔لَا تُوَاعِدُوْا کا مفعول ھُنَّ کی ضمیر ہے جبکہ سِرًّا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

وَلَا جُنَاحَ	عَلَیْکُمْ	فِیْمَا	عَرَّضْتُمْ	بِہٖ	مِنْ خِطْبَۃِ النِّسَآءِ
اور کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے	تم لوگوں پر	اس میں	تم لوگ اشارۃً پیش کرو	جس کو	ان خواتین کے رشتہ کے پیغام میں سے

اَوْ اَکْنَنْتُمْ	فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ؕ	عَلِمَ اللّٰہُ	اَنَّکُمْ	سَتَذْکُرُوْنَھُنَّ	وَلٰکِنْ
یا تم لوگ چھپاؤ	اپنے جی میں	اللہ نے جانا	کہ تم لوگ	تذکرہ کروگے ان کا	اور لیکن

لَّا تُوَاعِدُوْھُنَّ	سِرًّا	اِلَّآ اَنْ	تَقُوْلُوْا	قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ
تم لوگ معاہدہ مت کروان سے	چوری چھپے	سوائے اس کے کہ	تم لوگ کہو	دستور کے مطابق کوئی بات

وَلَا تَعْزِمُوْا	عُقْدَۃَ النِّکَاحِ	حَتّٰی	یَبْلُغَ	الْکِتٰبُ	اَجَلَہٗ ؕ	وَاعْلَمُوْٓا
اور پختہ ارادہ مت کرو	نکاح کی گرہ کا	یہاں تک کہ	پہنچے	قانون	اپنی مدت کو	اور تم لوگ جان لو

اَنَّ اللّٰہَ	یَعْلَمُ	مَا	فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ	فَاحْذَرُوْہُ ۚ	وَاعْلَمُوْٓا
کہ اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	تمہارے نفسوں میں ہے	پس تم لوگ بچو اس سے	اور جان لو

اَنَّ اللّٰہَ	غَفُوْرٌ	حَلِیْمٌ
کہ اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں بردبار ہے

آیت نمبر(236)

﴿ لَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْھُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَھُنَّ فَرِیْضَۃً ۚۖ وَّ مَتِّعُوْھُنَّ ۚ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۳۶﴾﴾

ق ت ر

(ن) قَتْرًا خرچ میں تنگی کرنا۔﴿ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا ﴾(25/الفرقان:67)’’اور وہ لوگ جو جب بھی خرچ کرتے ہیں تو بے جا خرچ نہیں کرتے اور نہ خرچ میں تنگی کرتے ہیں۔‘‘

قَتُوْرٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔خرچ میں بہت زیادہ تنگی کرنے والا۔کنجوس۔بخیل۔

﴿وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا﴾ (17/بنی اسرائیل:100) ''اور انسان کنجوس ہے۔''

451

	قَتَرًا	کسی چیز کی بو پھیلنا۔ آگ کا دھواں دینا۔	
(س)	قَتَرٌ	اسم ذات ہے۔ دھواں۔ سیاہی۔ ﴿وَلَا يَرۡهَقُ وُجُوۡهَهُمۡ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ﴾ (10/یونس:26) ''اور نہیں چھائے گی ان کے چہروں پر کوئی سیاہی اور نہ ہی کوئی ذلت۔''	
(افعال)	اِقۡتَارًا	مال کا کم ہوجانا۔	
	مُقۡتِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ مال میں کم ہونے والا۔ تنگ دست۔ آیت زیرِ مطالعہ۔	

ترکیب

مَالَمۡ کا مَا ظرفیہ ہے۔ اَوۡتَفۡرِضُوۡا میں اَوۡ کے بعد مَالَمۡ محذوف ہے اس لیے فعل تَفۡرِضُوۡا مجزوم آیا ہے۔ عَلَى الۡمُوۡسِعِ سے پہلے اس کا مبتداء تَمۡتِيۡعٌ اور خبر وَاجِبٌ محذوف ہے۔ مَتَاعًا اور حَقًّا خبر محذوف وَاجِبٌ کا حال ہے۔

ترجمہ

لَا جُنَاحَ	عَلَيۡكُمۡ	اِنۡ طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ	مَا	لَمۡ تَمَسُّوۡهُنَّ	اَوۡ	تَفۡرِضُوۡا
کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے	تم لوگوں پر	اگر تم لوگ طلاق دو عورتوں کو	جبکہ	تم نے چھوا نہیں ان کو	یا	(جبکہ نہیں) فرض کیا

لَهُنَّ	فَرِيۡضَةً	وَّمَتِّعُوۡهُنَّ	عَلَى الۡمُوۡسِعِ
ان کے لیے	کوئی واجب (مہر)	اور تم لوگ سامان دو ان کو	(سامان دینا واجب ہے) فراغ دست پر

قَدَرُهٗ	وَعَلَى الۡمُقۡتِرِ	قَدَرُهٗ	مَتَاعًا
اس کے اندازے سے	اور تنگ دست پر	اس کے اندازے سے	سامان ہوتے ہوئے

بِالۡمَعۡرُوۡفِ	حَقًّا	عَلَى الۡمُحۡسِنِيۡنَ
دستور کے مطابق	حق ہوتے ہوئے	احسان کرنے والوں پر

آیت نمبر (237)

﴿وَاِنۡ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ وَقَدۡ فَرَضۡتُمۡ لَهُنَّ فَرِيۡضَةً فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يَّعۡفُوۡنَ اَوۡ يَعۡفُوَا الَّذِىۡ بِيَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ؕ وَلَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَيۡنَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۲۳۷﴾﴾

ترکیب

وَقَدۡ فَرَضۡتُمۡ کا واو حالیہ ہے۔ فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ میں نِصۡفُ مضاف ہے، مَا اس کا مضاف الیہ ہے اور یہ پورا فقرہ مبتداء ہے۔ اس کی خبر وَاجِبٌ اور متعلق خبر عَلَيۡكُمۡ محذوف ہے۔ يَعۡفُوۡنَ جمع مذکر غائب اور جمع مؤنث غائب کے صیغوں میں ہم شکل ہوجاتا ہے۔ یہاں چونکہ اِلَّا اَنۡ يَّعۡفُوۡنَ میں اَنۡ کی وجہ سے نون اعرابی نہیں گرا، اس سے معلوم ہوگیا کہ یہ جمع مؤنث غائب ہے۔ اَوۡ يَعۡفُوَا دراصل واحد مذکر غائب کا صیغہ يَعۡفُوۡا ہے جو اِلَّا اَنۡ پر عطف ہونے کی وجہ سے منصوب ہوکر يَعۡفُوَ ہوا ہے اور اس کے آگے الف لکھنا قرآن کا مخصوص املاء ہے۔ اس کی وجہ سے اس کو تثنیہ کا

451

صیغہ ماننا ممکن نہیں ہے کیونکہ آگے اَلَّذِیْ واحد آیا ہے۔ جبکہ وَاَنْ تَعْفُوْٓا جمع مذکر مخاطب ہے کیونکہ اَنْ کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔

ترجمہ

وَاِنْ	طَلَّقْتُمُوْهُنَّ	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	تَمَسُّوْهُنَّ	وَ
اور اگر	تم لوگ طلاق دو ان کو	اس سے پہلے	کہ	تم نے چھوا ان کو	اس حال میں کہ

قَدْ فَرَضْتُمْ	لَهُنَّ	فَرِيْضَةً	فَنِصْفُ مَا	فَرَضْتُمْ
تم فرض کر چکے تھے	ان کے لیے	کوئی واجب (مہر)	تو اس کا آدھا ہے جو	تم نے فرض کیا (واجب ہے تم پر)

اِلَّآ اَنْ	يَّعْفُوْنَ	اَوْ	يَعْفُوَا	الَّذِیْ بِيَدِهٖ	عُقْدَةُ النِّكَاحِ ط
سوائے اس کے کہ	وہ خواتین معاف کریں	یا (یہ کہ)	وہ شخص معاف کر دے	وہ جس کے ہاتھ میں	نکاح کی گرہ ہے

وَاَنْ	تَعْفُوْٓا	اَقْرَبُ	لِلتَّقْوٰى ط	وَلَا تَنْسَوُا
اور یہ کہ	تمہارا معاف کر دینا	زیادہ قریب ہے	تقویٰ سے	اور تم لوگ مت بھولو

الْفَضْلَ	بَيْنَكُمْ ط	اِنَّ اللّٰهَ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ
فضل کو	آپس میں	یقیناً اللہ	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	ہر حال میں دیکھنے والا

نوٹ۔1

تَمَسُّوْهُنَّ سے پہلے طلاق دینے کا پاکستانی اصطلاح میں مطلب ہے رُخصتی سے پہلے طلاق دینا۔ اس میں دو امکانات ہیں۔ ایک یہ کہ نکاح کے وقت مہر طے نہیں ہوا تھا اور رُخصتی سے پہلے طلاق ہوگئی۔ اس کے لیے ہدایت گزشتہ آیت میں ہے۔ دوسرے یہ کہ نکاح کے وقت مہر طے ہوا تھا پھر رُخصتی سے پہلے طلاق ہوئی۔ اس کے لیے ہدایت آیت زیرِ مطالعہ میں۔

آیت نمبر (238)

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ق وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝۲۳۸ ﴾

ح ف ظ

(س) حَفِظًا: کسی چیز کو ضائع ہونے یا رائیگاں جانے سے بچانا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) حفاظت کرنا۔ (۲) نگرانی کرنا۔ (۳) یاد کرنا۔ ﴿ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ط ﴾ (13/ الرعد: 11) ''وہ لوگ نگہبانی کرتے ہیں اس کی اللہ کے حکم سے۔''

اِحْفَظْ: فعل امر ہے۔ تو حفاظت کر۔ نگہبانی کر۔ ﴿ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ط ﴾ (5/ المائدہ: 89) ''اور تم لوگ حفاظت کرو اپنی قسموں کی۔''

حَفِيْظٌ: فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں (۱) حفاظت یا نگرانی کرنے والا۔ (۲) محفوظ کرنے والا۔ ﴿ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝۱۰۴ ﴾ (6/ الانعام: 104) ''اور میں نہیں ہوں تم لوگوں کی نگہبانی کرنے والا۔'' ﴿ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۴ ﴾ (50/ قٓ: 4) ''اور ہمارے پاس ایک محفوظ کرنے والی کتاب ہے۔''

	حَافِظٌ	فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔حفاظت کرنے والا۔نگرانی کرنے والا۔﴿وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾(15/الحجر:9)"اور بیشک ہم اس کی لازماً حفاظت کرنے والے ہیں۔"
	مَحْفُوْظٌ	مَفْعُوْلٌ کے وزن پر اسم المفعول ہے۔حفاظت کیا ہوا۔﴿وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا﴾(21/الانبیاء:32)"ہم نے بنایا آسمان کو ایک حفاظت کی ہوئی چھت۔"
	حَفَظَةٌ	صفت ہے۔نگہبان۔نگران۔﴿وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً﴾(6/الانعام:61)"اور وہ بھیجتا ہے تم لوگوں پر ایک نگہبان۔"
(مفاعلہ)	مُحَافَظَةٌ	کسی چیز کی مسلسل نگہبانی کرنا یعنی کسی کام پر ہمیشگی اختیار کرنا۔﴿وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾(6/الانعام:92)"اور وہ لوگ اپنی نمازوں پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں۔"
	حَافِظْ	فعل امر ہے۔تو مسلسل نگرانی کر۔تو ہمیشگی اختیار کر۔آیت زیرِ مطالعہ۔
(استفعال)	اِسْتِحْفَاظًا	کسی چیز کی حفاظت چاہنا۔﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾(5/المآئدہ:44)"جس کے سبب سے حفاظت چاہی گئی اللہ کی کتاب میں سے۔"

ترکیب

اَلصَّلَوٰتِ پر عطف ہونے کی وجہ سے الصَّلٰوةِ مجرور ہوا ہے۔اَلْوُسْطٰى اس کی صفت ہے لیکن مبنی ہونے کی وجہ سے اس میں تبدیلی نہیں ہوئی قٰنِتِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

حٰفِظُوْا	عَلَى الصَّلَوٰتِ	وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى	وَقُوْمُوْا
تم لوگ ہمیشگی اختیار کرو	نمازوں پر	اور(مسلسل نگرانی کرو) درمیانی نماز کی	اور کھڑے ہو

لِلّٰهِ	قٰنِتِيْنَ
اللہ کے لیے	فرمانبردار ہوتے ہوئے

آیت نمبر(239)

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾

ر ج ل

(ن)	رَجْلًا	ٹانگ پر مارنا۔
(س)	رَجَلًا	پیدل چلنا۔
	رِجْلٌ	ج اَرْجُلٌ۔ اسم ذات ہے۔ٹانگ۔پیر۔﴿اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ﴾(38/ص:42)"آپؑ ٹھوکر ماریں اپنے پیر سے۔"﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ﴾(7/الاعراف:195)"کیا ان کی ٹانگیں ہیں، وہ لوگ چلتے ہیں جس سے۔"
	رَجُلٌ	ج رِجَالٌ۔ اسم ذات ہے۔مرد،آدمی۔﴿اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ﴾(11/ھود:78)"کیا تم لوگوں میں کوئی نیک چلن مرد نہیں ہے۔"﴿وَ نَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا﴾(7/الاعراف:48)"اور پکارا اعراف کے لوگوں نے کچھ مردوں کو۔"

رَاجِلٌ ج رِجَالٌ اور رَجلٌ!۔ اسم الفاعل ہے۔ پیدل چلنے والا۔ پیادہ۔ رَاجِلٌ 451 قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔ رِجَالٌ آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔﴿وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ﴾ (17/بنی اسرائیل:64)''اور تو لے آان پر اپنے سواروں کو اور اپنے پیادوں کو۔''

ر ک ب

(س) **مَرْكَبًا** کسی چیز پر چڑھنا۔سوار ہونا۔﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ﴾ (29/العنکبوت:65)''پھر جب وہ لوگ سوار ہوتے ہیں کشتی پر تو وہ پکارتے ہیں اللہ کو۔''

اِرْكَبْ فعل امر ہے۔تو چڑھ۔تو سوار ہو۔﴿يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا﴾ (11/ہود:42)''اے میرے بچے! تو سوار ہو ہمارے ساتھ۔''

رَاكِبٌ ج رَكْبٌ۔ رَكُوْبٌ۔ رُكْبَانٌ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔سوار ہونے والا۔سوار۔ رَاكِبٌ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔﴿وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ط﴾ (8/الانفال:42)''اور سواروں کا دستہ تم سے اُترائی میں۔''﴿فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾﴾ (36/یٰس:72)''تو بعض ان کی سواریاں ہیں اور بعض وہ کھاتے ہیں۔'' رُكْبَانٌ آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔

رِكَابٌ سوار کے پیر رکھنے کی جگہ۔ رِکاب۔سواری کا اُونٹ۔﴿فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ﴾ (59/الحشر:6)''تو تم نے نہیں دوڑایا اس پر کوئی گھوڑا اور نہ ہی کوئی اونٹ۔''

(تفعیل) **تَرْكِيْبًا** ایک پر دوسری چیز رکھنا۔ترتیب سے رکھنا۔کسی کو ترتیب دینا۔﴿فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ ط﴾ (82/الانفطار:8)''جیسی صورت میں اس نے چاہا، اس نے ترتیب دیا تجھ کو۔''

(تفاعل) **تَرَاكُبًا** باہم ایک دوسرے پر چڑھنا۔ایک دوسرے میں گتھ جانا۔

مُتَرَاكِبٌ اسم الفاعل ہے۔ایک دوسرے میں گھسنے والا۔﴿نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ج﴾ (6/الانعام:99)''ہم نکالتے ہیں اس سے کچھ دانے باہم گتھے ہوئے۔''

ترکیب

خِفْتُمْ کا مفعول محذوف ہے۔ رِجَالًا اور رُكْبَانًا دونوں حال ہیں اس لیے منصوب ہیں۔ان کا فعل فَصَلُّوْا محذوف ہے۔ عَلَّمَكُمْ میں عَلَّمَ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ مَالَمْ میں مَا مفعول مقدم ہے تَعْلَمُوْنَ کا۔

ترجمہ

فَاِنْ خِفْتُمْ	فَرِجَالًا	اَوْ رُكْبَانًا ج
پھر اگر تمہیں خوف ہو (کسی چیز کا)	تو (نماز پڑھو) پیدل چلتے ہوئے	یا سواری کرتے ہوئے

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ	فَاذْكُرُوا اللّٰهَ	كَمَا	عَلَّمَكُمْ
پھر جب تم لوگ امن میں ہو	تو یاد کرو اللہ کو	اس طرح جیسے	اس نے سکھایا تم لوگوں کو

مَّا	لَمْ تَكُوْنُوْا	تَعْلَمُوْنَ
جس کو	تم لوگ نہیں تھے	جانتے

نوٹ۔1

گزشتہ آیت میں نماز میں ہمیشگی اختیار کرنے کے حکم کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت پر ادا کرنا۔ اور دوسرے یہ کہ ہر نماز کو حضور قلبی کے ساتھ ادا کرنا۔ ہمیں حکم ہے کہ ان دونوں پہلوؤں سے ہم ہمیشہ ہر نماز کی حفاظت کریں۔

نوٹ۔2

کلمہ طیبہ دینِ اسلام کا پہلا رکن ہے۔ اس کا اقرار کرنے کے بعد انسان پر اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہر حکم پر عمل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے چار فرائض کی اہمیت زیادہ ہے۔ اس لیے نماز۔ روزہ۔ زکوۃ اور حج کو ارکانِ دین کا درجہ حاصل ہے۔ اب نوٹ کریں کہ ان میں بھی روزہ۔ زکوۃ اور حج ایسے ارکان ہیں جن میں کچھ استثناء بھی ہیں۔ لیکن نماز وہ واحد رُکن ہے جس کا کوئی استثناء نہیں ہے۔

آیت زیرِ مطالعہ میں فَاِنْ خِفْتُمْ کے مفعول کو محذوف کر کے اسے عمومیت دی گئی اور حکم دیا گیا کہ خواہ کیسے بھی حالات ہوں، نماز بہر حال پڑھنی ہے، بیٹھ کر، لیٹ کر، چلتے ہوئے، سواری کرتے ہوئے، جیسے بھی بن پڑے نماز پڑھو۔ خوف کی انتہائی حالتِ جنگ ہے۔ اس میں بھی استثناء نہیں ہے۔ اس وقت نماز پڑھنے کا طریقہ آیت نمبر (4/النساء:102) میں بتایا گیا ہے۔

نوٹ۔3

آیت نمبر (1/الفاتحہ:3) کے نوٹ۔2 میں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی صفات وکمال اور آخرت کے تصور تک انسان کی عقل از خود رسائی حاصل کر سکتی ہے۔ اب نوٹ کر لیں کہ تفصیلات کے لیے انسان کی عقل اس کی راہنمائی نہیں کر سکتی۔ اس کے لیے وہ علمِ وحی کا محتاج ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ اس کی ایک مثال ہے۔

نوٹ۔4

شادی، بیاہ اور طلاق وغیرہ کے مسائل کے درمیان میں نماز کا ذکر کرنے کا مقصد ہمیں یہ یاد دلانا ہے کہ نماز کے بے شمار فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی مشق انسان میں خدا ترسی کا جذبہ اور دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دینے کا حوصلہ پیدا کرتی ہے۔

آیت نمبر (240)

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ
فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٤٠﴾﴾

ترکیب

وَصِيَّةً مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل يُوْصُوْنَ محذوف ہے۔ مَتَاعًا کی نصب وَصِيَّةً کا بدل ہونے کی وجہ سے ہے۔ جبکہ غَيْرَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	يُتَوَفَّوْنَ	مِنْكُمْ	وَيَذَرُوْنَ	اَزْوَاجًا ۖ
اور وہ لوگ جن کو	موت دی جاتی ہے	تم میں سے	اور وہ لوگ چھوڑتے ہیں	بیویوں کو

اِلَى الۡحَوۡلِ	مَّتَاعًا	لِّاَزۡوَاجِهِمۡ	وَّصِيَّةً
ایک سال تک	(یعنی) کچھ برتنے کا سامان	اپنی بیویوں کے لیے	(اور کر جاتے ہیں) کوئی وصیت

عَلَيۡكُمۡ	فَلَا جُنَاحَ	خَرَجۡنَ	فَاِنۡ	غَيۡرَ اِخۡرَاجٍ
تم لوگوں پر	تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے	وہ نکلتی ہیں	پھر اگر	نکالنے کے بغیر (گھر سے)

عَزِيۡزٌ	وَاللّٰهُ	مِنۡ مَّعۡرُوۡفٍ	فِىۡۤ اَنۡفُسِهِنَّ	فَعَلۡنَ	فِىۡ مَا
بالادست ہے	اور اللہ	بھلائی میں سے	اپنے بارے میں	وہ کرتی ہیں	اس میں جو

حَكِيۡمٌ
حکمت والا ہے

آیت نمبر (241)

﴿وَلِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ؕ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ ۝۲۴۱﴾

ترکیب

مُطَلَّقٰتِ اسم المفعول ہے اور یہ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ مَتَاعٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ بِالۡمَعۡرُوۡفِ متعلق خبر ہے۔

ترجمہ

حَقًّا	بِالۡمَعۡرُوۡفِ	مَتَاعٌ	وَلِلۡمُطَلَّقٰتِ
حق ہوتے ہوئے	دستور کے مطابق	کچھ برتنے کا سامان (دینا) ہے	اور طلاق دی ہوئی خواتین کے لیے

عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ
تقویٰ کرنے والوں پر

آیت نمبر (242)

﴿كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝۲۴۲﴾ ع

ترجمہ

لَعَلَّكُمۡ	اٰيٰتِهٖ	لَكُمۡ	اللّٰهُ	يُبَيِّنُ	كَذٰلِكَ
شاید کہ تم لوگ	اپنی نشانیوں (یعنی ہدایات) کو	تمہارے لیے	اللہ	واضح کرتا ہے	اس طرح

تَعۡقِلُوۡنَ
عقل (استعمال) کرو

462

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (243)

﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ وَ ہُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ۪ فَقَالَ لَہُمُ اللّٰہُ مُوۡتُوۡا ۟ ثُمَّ اَحۡیَاہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۲۴۳﴾ ﴾

ء ل ف

(س) اَلۡفًا: مانوس ہونا۔ محبت کرنا۔

(ض) اَلۡفًا: جمع ہونا۔ ہم آہنگ ہونا۔

(افعال) اِیۡلَافًا: کسی کو کسی سے مانوس کرنا۔ ﴿ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾ ﴾ (106/قریش:2) ''ان کو مانوس کرنا سردی اور گرمی کے سفر سے۔''

(تفعیل) تَاۡلِیۡفًا: مانوس کرنا۔ محبت پیدا کرنا۔ جمع کرنا۔ ﴿ وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ ﴾ (8/الانفال:63) ''اور اس نے محبت پیدا کی ان کے دلوں کے مابین۔'' ﴿ اَنَّ اللّٰہَ یُزۡجِیۡ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیۡنَہٗ ﴾ (24/النور:43) ''کہ اللہ چلاتا بادل کو پھر وہ اکٹھا کرتا ہے اس کو آپس میں۔''

مُؤَلَّفٌ: اسم المفعول ہے۔ جمع کیا ہوا۔ جوڑا ہوا۔ ﴿ وَ الۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ ﴾ (9/التوبہ:60) ''اور ان کے لیے جن کی دل جوئی منظور ہے۔''

اَلۡفٌ: ج اُلَافٌ۔ ایک ہزار۔ ﴿ وَ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ اَلۡفٌ یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَیۡنِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ ﴾ (8/الانفال:66) ''اور اگر ہوں تم میں سے ایک ہزار تو وہ لوگ غالب ہوں گے دو ہزار پر اللہ کے اذن سے۔'' ﴿ اَنۡ یُّمِدَّکُمۡ رَبُّکُمۡ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ ﴾ (3/آل عمران:124) ''کہ وہ مدد کرے تمہاری تین ہزار فرشتوں سے۔''

اُلُوۡفٌ: فُعُوۡلٌ کے وزن پر جمع ہے۔ ہزاروں۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَلَمۡ تَرَ کا فاعل تَرَ میں شامل اَنۡتَ کی ضمیر ہے اور اَلَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا اس کا مفعول ہے، جبکہ مِنۡ دِیَارِہِمۡ متعلق فعل ہے۔ وَہُمۡ اُلُوۡفٌ کا واوِ حالیہ ہے، ہُمۡ مبتداء اور اُلُوۡفٌ خبر ہے۔ لَمۡ کی وجہ سے اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ حال کے بجائے ماضی میں ہو گا۔ حَذَرَ الۡمَوۡتِ بھی متعلق فعل ہے اور اَلَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا کا حال ہونے کی وجہ سے اس کا مضاف منصوب ہے۔

ثُمَّ ترتیب کے لیے آتا ہے اس لیے اس سے پہلے فَمَاتُوۡا محذوف ہے جو کہ فعل امر مُوۡتُوۡا کا جواب امر ہے۔ اَحۡیَا کا فاعل ھُوَ کی ضمیر ہے جو اَللّٰہُ کے لیے ہے۔ ھُمۡ ضمیر مفعولی ہے جو اَلَّذِیۡنَ کے لیے ہے۔ لٰکِنَّ کا اسم اَکۡثَرَ النَّاسِ ہے اس لیے اس کا مضاف منصوب ہے، جبکہ جملہ فعلیہ لَا یَشۡکُرُوۡنَ خبر ہے۔

ترجمہ

مِنۡ دِیَارِہِمۡ	خَرَجُوۡا	اِلَی الَّذِیۡنَ	اَلَمۡ تَرَ
اپنے گھروں سے	نکلے	ان لوگوں (کی حالت) کی طرف جو	کیا تو نے غور ہی نہیں کیا

وَ	هُمْ اُلُوْفٌ	حَذَرَ الْمَوْتِ ۖ	فَقَالَ	لَهُمُ 462	اللّٰهُ
اس حال میں کہ	وہ ہزاروں تھے	موت کا ڈر کرتے ہوئے	تو کہا	ان سے	اللہ نے

مُوْتُوْا ۣ	ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	لَذُوْ فَضْلٍ
تم لوگ مرجاؤ (تو وہ مرگئے)	پھر اس نے زندہ کیا ان کو	بیشک اللہ	فضل والا ہے

عَلَى النَّاسِ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَشْكُرُوْنَ
لوگوں پر	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت	شکر نہیں کرتی ہے

نوٹ۔1

رَءٰ ی۔ یَرٰی کا مفعول بنفسہ آتا ہے۔ اور جب اِلٰی کے صلہ کے ساتھ آئے تو اس میں اس کے مفعول کی حالت پر غور کرنے اور اسے سمجھنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ ترجمہ میں اسے ظاہر کیا گیا ہے۔

نوٹ۔2

یہ بنی اسرائیل کی ایک بستی کا واقعہ ہے جہاں کوئی وباء پھوٹ پڑی تھی۔ اس سے بچنے کے لیے یہ لوگ بستی کو چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے جہاں انہیں موت آئی۔ پھر ایک نبی کی دُعا سے دوبارہ زندہ ہوئے۔

آیت نمبر (244)

﴿ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٢٤٤ ﴾

ترجمہ

وَقَاتِلُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
اور تم لوگ قتال کرو	اللہ کی راہ میں	اور جان لو	کہ	اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

مادہ ''ق ت ل'' سے فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل قَاتِلٌ بنتا ہے۔ اس کی جمع قَاتِلُوْنَ سے جب نون اعرابی گرتا ہے تو قَاتِلُوْ استعمال ہوتا ہے یعنی واوُ الجمع کے الف کے بغیر۔ اور باب مفاعلہ سے اس کا فعل امر قَاتِلْ بنتا ہے جس کی جمع قَاتِلُوْا ہے۔ اس طرح دونوں میں فرق صرف واوُ الجمع کے الف کا ہے۔ اسی لیے قَاتِلُوْ الْمُشْرِكِيْنَ کا ترجمہ ہوگا ''مشرکوں کو قتل کرنے والے''۔ جبکہ قَاتِلُوْا الْمُشْرِكِيْنَ کا ترجمہ ہوگا ''تم لوگ جنگ کرو مشرکوں سے۔''

نوٹ۔2

اِس آیت میں گزشتہ آیت سے ربط یہ ہے کہ جب موت سے بچنا انسان کے بس میں نہیں ہے، تو پھر موت کے ڈر سے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے سے جی چرانا حماقت بھی ہے اور محرومی بھی۔

آیت نمبر (245)

﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٢٤٥ ﴾

ق ر ض

(ض) **قَرْضًا** 462 (۱) کسی سے بچتے ہوئے گزر جانا۔ کترا جانا۔ (۲) کسی کو بدلہ دینا۔ ﴿وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾ (18/الکھف:17) ’’اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو وہ کترا جاتا ہے ان سے بائیں طرف۔‘‘

قَرْضٌ اسم ذات ہے۔ اُدھار قرض۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) **اِقْرَاضًا** کسی کو اُدھار دینا۔ قرض دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

اَقْرِضْ فعل امر ہے۔ تو قرض دے۔ ﴿وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ (73/المزمل:20) ’’اور تم لوگ قرض دو اللہ کو، خوبصورت قرضہ۔‘‘

ض ع ف

(ف) **ضَعْفًا** کسی چیز کو زیادہ کرنا۔

(ک) **ضَعَافَةً** کمزور ہونا۔ ﴿وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا﴾ (3/آل عمران:146) ’’اور وہ لوگ نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے۔‘‘

اَضْعَفُ افعل التفضیل ہے۔ زیادہ کمزور۔ ﴿مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا﴾ (19/مریم:75) ’’کون زیادہ بُرا ہے بلحاظ مقام کے اور زیادہ کمزور ہے بلحاظ فوج کے۔‘‘

ضَعِيْفٌ ج ضِعَافٌ اور ضُعَفَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ کمزور۔ ﴿وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا﴾ (4/النساء:28) ’’اور پیدا کیا گیا انسان کو کمزور۔‘‘ ﴿لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا﴾ (4/النساء:9) ’’اگر وہ لوگ چھوڑیں اپنے پیچھے کچھ کمزور اولادیں۔‘‘ ﴿فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا﴾ (14/ابراہیم:21) ’’تو کہیں گے کمزور لوگ ان سے جنہوں نے بڑائی چاہی۔‘‘

ضَعْفٌ اور ضُعْفٌ اسم ذات ہے۔ کمزوری۔ ﴿وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا﴾ (8/الانفال:66) ’’اور اس نے جانا کہ تم لوگوں میں کچھ کمزوری ہے۔‘‘ ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ﴾ (30/الروم:54) ’’اللہ ہے جس نے پیدا کیا تم لوگوں کو کمزوری سے۔‘‘

ضِعْفٌ ج اَضْعَافٌ۔ دوگنا (واحد لفظ ضِعْفٌ بھی دوگنے کے لیے آتا ہے اور اس کا تثنیہ ضِعْفَيْنِ بھی آتا ہے۔‘‘ ﴿رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ﴾ (7/الاعراف:38) ’’اے ہمارے رب ان لوگوں نے بہکایا ہم کو پس تُو دے ان کو دوگناہ عذاب آگ میں سے۔‘‘ ﴿رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (33/الاحزاب:68) ’’اے ہمارے رب! تُو دے ان کو دوگنا عذاب میں سے۔‘‘ جمع آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔

(افعال) **اِضْعَافًا** زیادہ کرنا۔ بڑھانا۔

مُضْعِفٌ اسم الفاعل ہے۔ زیادہ کرنے والا۔ ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾ (30/الروم:39) ’’تو وہ لوگ ہی بڑھانے والے ہیں۔‘‘

(مفاعلہ) **مُضَاعَفَةً** گُنوں میں بڑھانا۔ MULTIPLY کرنا۔ ضرب دے کر بڑھانا۔ ﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (2/البقرہ:261) ’’اور اللہ کئی گنا بڑھاتا ہے اس کے لیے جس کے لیے وہ چاہتا ہے۔‘‘

(استفعال) **اِسْتِضْعَافًا** کسی کو کمزور سمجھنا۔ ﴿اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ﴾ (7/الاعراف:150) ’’بیشک قوم نے کمزور سمجھا مجھ کو۔‘‘

مُسْتَضْعَفٌ اسم المفعول ہے، صفت کے طور پر آتا ہے۔ کمزور سمجھا ہوا یعنی کمزور۔ ﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ (4/النساء:97) ’’ان لوگوں نے کہا ہم لوگ تھے کمزور زمین میں۔‘‘

462

ق ب ض

(ض) قَبْضًا: کسی چیز کو پنجے سے پکڑنا۔(۱) پکڑنا۔ قبضے میں لینا۔(۲) سمیٹنا۔سکیڑنا۔﴿فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ﴾ (20/طٰہٰ:96)''تو میں نے پکڑا ایک مٹھی بھر فرشتے کے نشان سے۔''﴿ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا﴾ (25/الفرقان:46)''پھر ہم نے سمیٹا اس کو اپنی طرف، آسان سمیٹنا۔''

قَبْضَةٌ: اسم ذات ہے۔مُٹھی۔﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (39/الزمر:67)''اور زمین کی کُل اس کی مُٹھی میں ہوگی قیامت کے دن۔''

مَقْبُوْضَةٌ: اسم المفعول ہے۔قبضہ میں لیا ہوا۔پکڑا ہوا۔﴿وَ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ (2/البقرہ:283)''اور تم لوگ نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو رہن ہے قبضہ میں لیا ہوا۔''

ب س ط

(ن) بَسْطًا: کسی چیز کو پھیلانا۔کشادہ کرنا۔آیت زیر مطالعہ۔

بَاسِطٌ: اسم الفاعل ہے۔پھیلانے والا۔﴿مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ﴾ (5/المآئدہ:28)''میں پھیلانے والا نہیں ہوں اپنا ہاتھ کہ میں قتل کروں تجھ کو۔''

مَبْسُوْطٌ: اسم المفعول ہے۔پھیلایا ہوا۔﴿بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ﴾ (5/المآئدہ:64)''بلکہ اس کے ہاتھ کھولے ہوئے ہیں۔''

بَسْطَةٌ: اسم ذات ہے۔پھیلاؤ۔کشادگی۔﴿وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ﴾ (2/البقرہ:247)''اور اس نے زیادہ کیا اس کو بلحاظ کشادگی علم میں اور جسم میں۔''

بِسَاطٌ: اسم ذات ہے۔پھیلائی ہوئی چیز۔بچھونا۔فرش۔﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا﴾ (71/نوح:19)''اور اللہ نے بنایا تم لوگوں کے لیے زمین کو ایک بچھونا۔''

ترکیب

مَنْ استفہامیہ ہے اور مبتداء ہے۔ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ صلہ موصول مل کر اس کی خبر ہے۔يُقْرِضُ کا مفعول اللّٰهَ ہے، جبکہ قَرْضًا حَسَنًا مفعول مطلق ہے۔فَيُضٰعِفَهٗ کا فا سببیہ ہے۔اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ مضارع کو نصب دیتا ہے۔اسی لیے يُضٰعِفَ منصوب آیا ہے۔اس میں ہٗ کی ضمیر قَرْضًا حَسَنًا کے لیے ہے، جبکہ لَهٗ کی ضمیر مَنْ ذَا الَّذِيْ کے لیے ہے اَضْعَافًا كَثِيْرَةً تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ وَيَبْصُۜطُ کے بعد الرِّزْقَ محذوف ہے۔ثلاثی مجرد کے مضارع مجہول کا وزن يُفْعَلُ ہے، اور باب افعال کے مضارع مجہول کا بھی یہی وزن ہے۔یہاں تُرْجَعُوْنَ ثلاثی کا مضارع مجہول ہے کیونکہ مادہ ''ر ج ع'' باب افعال سے نہیں آتا۔

ترجمہ

مَنْ ذَا الَّذِيْ	يُقْرِضُ	اللّٰهَ	قَرْضًا حَسَنًا	فَيُضٰعِفَهٗ
کون ہے وہ جو	قرضہ دے	اللہ کو	ایک خوبصورت قرض	اس سبب سے وہ ضرب دے کر بڑھائے اس کو

لَهٗ	اَضْعَافًا كَثِيْرَةً	وَاللّٰهُ	يَقْبِضُ
اس کے لیے	کئی گنا	اور اللہ	سکیڑتا ہے

وَيَبْصُۜطُ	وَاِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ
اور کشادہ کرتا ہے (رزق کو)	اور اس کی طرف ہی	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے

نوٹ:1

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کھجور کے دو باغوں کا مالک ہوں۔ اس کے علاوہ میری ملک میں کچھ نہیں ہے۔ میں اپنے یہ دونوں باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دیتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ ایک اللہ کے راستے میں وقف کر دو اور دوسرا اپنے اہل وعیال کی معاشی ضرورت کے لیے باقی رکھو۔ تو ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دونوں میں سے اچھا باغ جس میں چھ سو درخت ہیں، اس کو میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ (معارف القرآن)۔

462

آیت نمبر (246)

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ ﴾

م ل ء

(ن)	مِلَاءَةً	کسی چیز کو کسی چیز سے بھر دینا۔ ﴿ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۸﴾ ﴾ (7/ الاعراف:18) ''میں لازماً بھر دوں گا جہنم کو تم سب کے سب سے۔''
(ک)	مَلَاءً	بھرا ہوا ہونا۔ دولتمند ہونا۔ رئیس یا سردار ہونا۔
	مَالِئٌ	اسم الفاعل ہے۔ بھرنے والا۔ ﴿ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ﴾ (37/ الصافات:66) ''پس وہ لوگ کھانے والے ہیں اس سے تو وہ بھرنے والے ہیں اس سے پیٹوں کو۔''
	مِلْءٌ	اتنی مقدار جس سے کوئی چیز بھر جائے۔ بھر۔ (جیسے گلاس بھر پانی۔ مَن بھر آٹا وغیرہ۔'' ﴿ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا ﴾ (3/ آل عمران:91) ''تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ان کے کسی ایک سے زمین بھر سونا۔''
	مَلَاٌ	اسم جمع ہے۔ کسی قوم کے رئیسوں اور سرداروں کی جماعت۔ آیتِ زیرِ مطالعہ۔
(افتعال)	اِمْتِلَاءً	کسی چیز کا کسی چیز سے بھر جانا۔ ﴿ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ ﴾ (50/ ق:30) ''جس دن ہم کہیں گے جہنم سے کیا تو بھر گئی۔''

ترکیب

اِذْ قَالُوْا کا فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَلْمَلَا کے لیے ہے۔ فعل امر اِبْعَثْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے نُقَاتِلْ مجزوم ہوا ہے۔ عَسَیْتُمْ میں اَنْتُمْ کی ضمیر فعل مقاربہ عَسٰی کا اسم ہے اور اَلَّا تُقَاتِلُوْا اس کی خبر ہے، جبکہ درمیان میں جملہ شرطیہ ہے۔ اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے۔ اس میں اَنْ کی وجہ سے تُقَاتِلُوْا منصوب ہوا ہے۔ جملہ شرطیہ میں کُتِبَ ماضی مجہول ہے اس لیے اس پر اِنْ کا عمل ظاہر نہیں ہوا اور اَلْقِتَالُ اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ مَا استفہامیہ ہے اور مبتداء ہے۔ لَنَا قائم مقام خبر ہے۔ وَقَدْ اُخْرِجْنَا کا واؤ حالیہ ہے۔ اَبْنَآئِنَا کے مضاف کی جر بتا رہی ہے کہ یہ مِنْ پر عطف ہے۔ لَمَّا حرف شرط ہے۔ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ شرط ہے اور تَوَلَّوْا جواب شرط ہے۔ اِلَّا کی وجہ سے قَلِیْلًا منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

اَلَمۡ تَرَ	اِلَی الۡمَلَاِ	مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ 462
کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	سرداروں (کی حالت) کی طرف	بنی اسرائیل میں سے

مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی ۘ	اِذۡ قَالُوۡا	لِنَبِیٍّ لَّہُمُ	ابۡعَثۡ
موسیٰؑ کے بعد	جب ان لوگوں نے کہا	اپنے ایک نبی سے	تو بھیج (یعنی مقرر کر)

لَنَا	مَلِکًا	نُّقَاتِلۡ	فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ	قَالَ
ہمارے لیے	ایک بادشاہ	تو ہم قتال کریں	اللہ کی راہ میں	انہوںؑ نے کہا

ہَلۡ عَسَیۡتُمۡ	اِنۡ	کُتِبَ	عَلَیۡکُمُ	الۡقِتَالُ	اَلَّا تُقَاتِلُوۡا ؕ
کیا ہو سکتا ہے تم لوگوں سے،	اگر	فرض کیا جائے	تم پر	قتال کو،	کہ تم لوگ قتال نہ کرو

قَالُوۡا	وَ مَا لَنَاۤ	اَلَّا نُقَاتِلَ	فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ	وَ	قَدۡ اُخۡرِجۡنَا
انہوں نے کہا	اور ہمیں کیا ہے	کہ ہم قتال نہ کریں	اللہ کی راہ میں	(جب) حال یہ ہے کہ	ہم نکالے گئے ہیں

مِنۡ دِیَارِنَا	وَ اَبۡنَآئِنَا ؕ	فَلَمَّا	کُتِبَ	عَلَیۡہِمُ	الۡقِتَالُ
اپنے گھروں سے	اور اپنے بیٹوں سے	پھر جب	فرض کیا گیا	ان پر	قتال کو

تَوَلَّوۡا	اِلَّا	قَلِیۡلًا مِّنۡہُمۡ ؕ	وَ اللّٰہُ	عَلِیۡمٌۢ
تو انہوں نے منہ موڑا	مگر	ان میں سے تھوڑوں نے	اور اللہ	جاننے والا ہے

بِالظّٰلِمِیۡنَ
ظلم کرنے والوں کو

آیت نمبر (247)

﴿وَ قَالَ لَہُمۡ نَبِیُّہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ قَدۡ بَعَثَ لَکُمۡ طَالُوۡتَ مَلِکًا ؕ قَالُوۡۤا اَنّٰی یَکُوۡنُ لَہُ الۡمُلۡکُ عَلَیۡنَا وَ نَحۡنُ
اَحَقُّ بِالۡمُلۡکِ مِنۡہُ وَ لَمۡ یُؤۡتَ سَعَۃً مِّنَ الۡمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰىہُ عَلَیۡکُمۡ وَ زَادَہٗ بَسۡطَۃً فِی الۡعِلۡمِ
وَ الۡجِسۡمِ ؕ وَ اللّٰہُ یُؤۡتِیۡ مُلۡکَہٗ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۴۷﴾

ترکیب

بَعَثَ کا مفعول اوّل طَالُوۡتَ ہے اور مَلِکًا مفعول ثانی ہے۔ یَکُوۡنُ کا اسم اَلۡمُلۡکُ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور لَہٗ قائم مقام خبر ہے۔ یُؤۡتَ کا نائب فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو طَالُوۡتَ کے لیے ہے، جبکہ سَعَۃً مفعول ثانی ہے۔ زَادَ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللّٰہَ کے لیے ہے، اس کا مفعول ہٗ کی ضمیر ہے جو طَالُوۡتَ کے لیے ہے، جبکہ بَسۡطَۃً تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

وَقَالَ	لَهُمْ	نَبِيُّهُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	قَدْ بَعَثَ	لَكُمْ	462 طَالُوْتَ
اور کہا	ان سے	ان کے نبی نے	بیشک اللہ نے	مقرر کیا ہے	تمہارے لیے	طالوت کو

مَلِكًا ؕ	قَالُوْٓا	اَنّٰى	يَكُوْنُ	لَهُ	الْمُلْكُ	عَلَيْنَا	وَ
بادشاہ	انہوں نے کہا	کہاں سے	ہوگی	اس کے لیے	بادشاہت	ہم پر	حالانکہ

نَحْنُ	اَحَقُّ	بِالْمُلْكِ	مِنْهُ	وَلَمْ يُؤْتَ	سَعَةً
ہم	زیادہ حقدار ہیں	بادشاہت کے	اس سے	اور اس کو دی ہی نہیں گئی	کوئی وسعت

مِّنَ الْمَالِ ؕ	قَالَ	اِنَّ اللّٰهَ	اصْطَفٰهُ	عَلَيْكُمْ
مال میں سے	(نبی نے) کہا	بیشک اللہ نے	ترجیح دی اس کو	تم لوگوں پر

وَزَادَهٗ	بَسْطَةً	فِي الْعِلْمِ	وَالْجِسْمِ ؕ	وَاللّٰهُ
اور اس نے زیادہ کیا اس کو	بلحاظ کشادگی،	علم میں	اور جسم میں	اور اللہ

يُؤْتِيْ	مُلْكَهٗ	مَنْ	يَّشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ
دیتا ہے	اپنا ملک	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور اللہ	وسعت دینے والا ہے

عَلِيْمٌ
جاننے والا ہے

نوٹ:1

حضرت عیسیٰؑ کی بعثت سے تقریباً گیارہ سو سال پہلے کا یہ واقعہ ہے جس کا تذکرہ آیت نمبر۔ ۲۴۶ سے شروع ہوا ہے۔ اس طرح یہ قصہ آج سے تقریباً سوا تین ہزار سال پہلے کا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اُس وقت بھی لوگوں انسانوں کو ان کے مال و دولت سے ناپتے تھے۔ حالانکہ کسی انسان کی شخصیت اور کردار کی اساس مال و دولت نہیں بلکہ اس کی جسمانی اور ذہنی صحت ہے۔ اس آیت میں ذہنی صحت کو علم کی کشادگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علم کے بغیر دولت مل جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی بندر کے ہاتھ چھچھوندر لگ جائے۔ ہمارا موجودہ معاشرہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آیت نمبر(248)

﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع﴾

ت ب ت

(X) X اِس مادہ سے کسی باب میں کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔

تَابُوْتٌ اسم ذات ہے۔صندوق۔آیت زیرِ مطالعہ۔ 462

ب ق ی

(س) **بَقَاءً** (۱) ہمیشہ رہنا۔(۲) باقی رہنا۔ باقی بچنا۔ دیر پا ہونا۔ ﴿وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ﴾ (55/الرحمٰن:27) ’’اور ہمیشہ رہے گا تیرے رب کا چہرہ یعنی اس کی ذات۔‘‘ ﴿وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ (2/البقرہ:278) ’’اور تم لوگ چھوڑ دو اس کو جو باقی بچا سود میں سے۔‘‘

بَاقٍ اسم الفاعل ہے۔ باقی رہنے والا۔ ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ (16/النحل:96) ’’جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔‘‘

اَبْقٰى افعل التفضیل ہے۔ زیادہ باقی رہنے والا۔ زیادہ دیر پا۔ ﴿وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى﴾ (20/طٰہٰ:127) ’’اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ شدید ہے اور زیادہ دیر پا ہے۔‘‘

بَقِيَّةٌ اسم نسبت ہے۔ باقی رہنے والی چیز۔ باقی ماندہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) **اِبْقَاءً** باقی رہنے دینا۔ باقی چھوڑنا۔ ﴿وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ا۟لْاُوْلٰى ۙ وَثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى﴾ (53/النجم:50۔51) ’’اور یہ کہ اس نے ہلاک کیا پہلی قومِ عاد کو اور ثمود کو تو باقی نہیں چھوڑا۔‘‘

ح م ل

(ض) **حَمْلًا** (۱) کسی چیز کو اپنے اوپر لادنا یعنی بوجھ اُٹھانا۔ ﴿اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا﴾ (12/یوسف:36) ’’بیشک میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں اُٹھاتا ہوں اپنے سر کے اُوپر کچھ روٹی۔‘‘

(۲) کسی چیز کو دوسرے پر لادنا یعنی بوجھ ڈالنا۔ ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ﴾ (2/البقرہ:286) ’’اے ہمارے رب! اور تو بوجھ نہ ڈال ہم پر۔‘‘

(۳) کسی کو کسی چیز پر لادنا یعنی سوار کرنا یا سواری دینا۔ ﴿وَّ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ (9/التوبہ:92) ’’اور نہ ہی ان لوگوں پر (گناہ) ہے کہ جب وہ آئے آپؐ کے پاس تاکہ آپؐ ان کو سواری دیں تو آپؐ نے کہا کہ میں نہیں پاتا اس کو، میں سوار کروں تم کو جس پر۔‘‘

اِحْمِلْ فعل امر ہے۔ تو بوجھ اُٹھا۔ تو بوجھ ڈال۔ ﴿قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ﴾ (11/ھود:40) ’’ہم نے کہا آپؐ سوار کریں اس میں ہر چیز، دو جوڑے۔‘‘

حَامِلٌ اسم الفاعل ہے۔ بوجھ اُٹھانے والا۔ ﴿وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ (29/العنکبوت:12) ’’حالانکہ وہ لوگ اُٹھانے والے نہیں ہیں ان کی خطاؤں میں سے کچھ بھی۔‘‘

حَمَّالٌ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار بوجھ اُٹھانے والا۔ بوجھ ڈھونے والا۔ ﴿وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ (111/اللھب:4) ’’اور اُس کی عورت، ایندھن ڈھونے والی۔‘‘

حَمُوْلٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ بوجھ اٹھانے والا۔ ﴿وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا﴾ (6/الانعام:142) ’’اور مویشیوں میں کوئی بکثرت بوجھ اٹھانے والا اور کوئی بچھا ہوا۔‘‘

حَمْلٌ ج اَحْمَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ کسی مادہ کے پیٹ کا حمل۔ ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (65/الطلاق:4) ’’اور حملوں والیاں، ان کی مدت ہے کہ وہ رکھ دیں اپنا حمل یعنی بچہ پیدا ہو جائے۔‘‘

حِمْلٌ — اسم ذات ہے۔ بوجھ۔﴿ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ ﴾ (12/یوسف:72)''اور جو لائے گا اس کو، اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ ہے۔''

(تفعیل) تَحْمِيْلًا — (۱) کسی سے بوجھ اُٹھوانا۔(۲) کسی کے لیے کوئی چیز لازم کرنا۔﴿ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ ﴾(2/البقرہ:286)''اے ہمارے رب اور تو ہم سے وہ بوجھ نہ اُٹھوا، طاقت نہیں ہے ہم میں جس کی۔''﴿ فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ ﴾ (24/النور:54)''پس کچھ نہیں سوائے اس کے کہ اس پر ہے وہ جو لازم کیا گیا (اس پر) اور تم لوگوں پر ہے وہ جو تم پر لازم کیا گیا۔''

(افتعال) اِحْتِمَالًا — اہتمال سے لادنا۔﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾ (33/الاحزاب:58)''اور جو لوگ اذیت دیتے ہیں مومنوں کو اور مومنات کو بغیر اس کے جو انہوں نے کمایا، تو انہوں نے اپنے اوپر لادا ہے ایک بہتان اور ایک کھلا گناہ۔''

ترکیب

اٰيَةَ مُلْكِهٖ کی ضمیر طالوت کے لیے ہے اور یہ مرکب اضافی اِنَّ کا اسم ہے۔ اس لیے اس کا مضاف اٰيَةَ منصوب ہے۔ اور جملۂ فعلیہ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ، اِنَّ کی خبر ہے۔ سَكِيْنَةٌ اور بَقِيَّةٌ مبتداء موخر نکرہ ہیں اور ان دونوں کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے۔ تَحْمِلُهُ کی ضمیر مفعولی التَّابُوْتُ کے لیے ہے، جبکہ الْمَلٰٓئِكَةُ اس کا فاعل ہے اور یہ پورا جملہ حال ہے۔ لَاٰيَةً مبتداء موخر نکرہ ہے اور اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کی بھی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَقَالَ	لَهُمْ	نَبِيُّهُمْ	اِنَّ	اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ	اَنْ	يَّاْتِيَكُمُ
اور کہا	ان سے	ان کے نبی نے	بیشک	اس کی بادشاہت کی نشانی ہے	کہ	آئے گا تمہارے پاس

التَّابُوْتُ	فِيْهِ	سَكِيْنَةٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	وَبَقِيَّةٌ	مِّمَّا
تابوت	اس میں	اطمینان ہے	تمہارے رب (کی جانب) سے	اور باقی ماندہ ہے	اس میں سے جو

تَرَكَ	اٰلُ مُوْسٰى	وَاٰلُ هٰرُوْنَ	تَحْمِلُهُ
چھوڑا	موسیٰؑ کے پیروکاروں نے	اور ہارونؑ کے پیروکاروں نے	اُٹھائے ہوئے ہوں گے اس کو

الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لَّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ
فرشتے	بیشک	اس میں	ایک نشانی ہے	تم لوگوں کے لیے	اگر	تم لوگ

مُّؤْمِنِيْنَ
ایمان لانے والے ہو

نوٹ۔1

سَكِيْنَةٌ کا لفظ قرآن مجید میں چھ مقامات پر آیا ہے۔ وہ مقامات یہ ہیں۔ آیت زیر مطالعہ۔ 9/التوبہ:26۔40 اور 48/الفتح:4،18 اور 26 ان مقامات کے مطالعہ سے مجموعی تاثر یہ ملتا ہے کہ یہ ایک خاص قلبی کیفیت ہے اور اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے۔ کیونکہ ہر مقام پر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔

آیت نمبر (249)

﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ ۙ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي ۚ وَمَنْ
لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۗ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَ
الَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهُ ۙ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۗ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلٰقُوا اللّٰهِ ۙ
كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً ۢ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِينَ ﴿٢٤٩﴾﴾

ج ن د

(x) — x — ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

جُنْدٌ — ج جُنُودٌ۔ اسم جمع ہے۔فوج۔لشکر۔﴿إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾﴾ (44/الدخان:24)''بیشک وہ لوگ غرق کیا جانے والا ایک لشکر ہیں۔'' جمع کے لیے آیت زیرِ مطالعہ دیکھیں۔

غ ر ف

(ض) — غَرْفًا — کسی چیز میں کوئی رقیق مادہ اُٹھانا یا بلند کرنا۔ جیسے چمچے وغیرہ میں شوربہ لینا یا چلو میں پانی اُٹھانا۔یعنی لینا۔بھرنا۔

غُرَفٌ اور غُرُوْفٌ — بلند مقام۔ بلند رُتبہ۔﴿لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ﴾ (39/الزمر:20)''لیکن جن لوگوں نے تقویٰ کیا اپنے رب کا، ان کے لیے ایک بلند مقام ہے۔''﴿وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُونَ ﴿٣٧﴾﴾ (34/سبا:37)''اور وہ لوگ بلند مقامات میں امن میں ہونے والے ہیں۔''

غُرْفَةٌ — (۱) کسی عمارت میں اوپر کا کمرہ۔ بالا خانہ ﴿أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ﴾ (25/الفرقان:75)''ان لوگوں کو جزاء میں دیا جائے گا بالا خانہ۔''
(۲) چلو۔ چلّو بھر پانی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افتعال) — اِغْتِرَافًا — اہتمام سے لینا۔ بھرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ج و ز

(ن) — جَوْزًا — کسی چیز کے وسط میں ہونا۔

(مفاعلہ) — مُجَاوَزَةً — وسط سے آگے بڑھنا۔گزرنا۔دریا کے وسط سے گزرنا یعنی دریا پار کرنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفاعل) — تَجَاوُزًا — کسی چیز سے آگے بڑھنا۔نظرانداز کرنا۔﴿وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ﴾ (46/الاحقاف:16)''اور ہم نظرانداز کریں گے ان کی برائیوں کو۔''

غ ل ب

(ض) — غَلَبًا — کسی پر بالادستی حاصل کرنا۔غالب آنا۔﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا﴾ (23/المؤمنون:106)''اے ہمارے رب! غلبہ پایا ہم پر ہماری بدبختی نے۔''

غُلِبَ — ماضی مجہول ہے۔ مغلوب ہونا۔﴿غُلِبَتِ الرُّومُ ﴿٢﴾﴾ (30/الروم:2)''مغلوب ہوئے رومی۔''

غَلَبٌ — اسم ذات ہے۔مغلوبی۔﴿وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ﴿٣﴾﴾ (30/الروم:3)''اور وہ لوگ اپنی مغلوبی کے بعد غالب آئیں گے۔''

غَالِبٌ — اسم الفاعل ہے۔ غالب آنے والا۔ غلبہ پانے والا۔ ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ﴾ (5/المآئدہ:23)''پس جب تم لوگ داخل ہو گے اس میں تو یقیناً تم لوگ غلبہ پانے والے ہو۔''

مَغْلُوْبٌ — اسم المفعول ہے۔ جس پر غلبہ پایا گیا۔ ﴿فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ (54/القمر:10) ''تو انہوں نے پکارا اپنے رب کو کہ میں مغلوب ہوں پس تو بدلہ لے۔''

(س) غَلَبًا — موٹی گردن والا ہونا۔

اَغْلَبُ — ج غُلْبٌ۔ افعل الوان وعیوب ہے۔ گنجان آبادی۔ موٹے تنے والا درخت۔ ﴿وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا﴾ (80/عبس:30)''اور باغات موٹے تنے والے درختوں کے۔''

ف ء ی

(ف) فَاْيًا — کسی چیز کو پھاڑ دینا۔

فِئَةٌ — پھٹا ہوا ٹکڑا۔ جماعت۔ گروہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

مُبْتَلِيْكُمْ، اِنَّ کی خبر ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے۔ شَرِبَ مِنْهُ شرط ہے اور فَلَيْسَ مِنِّيْ جواب شرط ہے۔ لَيْسَ کا اسم اس کی هُوَ کی ضمیر ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور مِنِّيْ قائم مقام خبر ہے۔ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ کا استثناء لَمْ يَطْعَمْهُ سے ہے۔ لَا طَاقَةَ لَنَا کے بعد لِلْقِتَالِ محذوف ہے۔ مُلٰقُوْا دراصل اسم الفاعل مُلٰقُوْنَ ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے اور اس کے آگے الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ كَمْ خبریہ ہے اس لیے فِئَةٌ کا ترجمہ جمع میں ہوگا۔

ترجمہ

فَلَمَّا	فَصَلَ	طَالُوْتُ	بِالْجُنُوْدِ	قَالَ	اِنَّ اللّٰهَ
پھر جب	دور ہوا (یعنی روانہ ہوا)	طالوت	لشکروں کے ساتھ	تو اس نے کہا	بیشک اللہ

مُبْتَلِيْكُمْ	بِنَهَرٍ	فَمَنْ	شَرِبَ	مِنْهُ	فَلَيْسَ	مِنِّيْ
تم لوگوں کو آزمانے والا ہے	ایک نہر سے	پس جس نے	پیا	اس سے	تو وہ نہیں ہے	مجھ سے

وَمَنْ	لَّمْ يَطْعَمْهُ	فَاِنَّهٗ	مِنِّيْٓ	اِلَّا	مَنِ
اور جس نے	چکھا ہی نہیں اس کو	تو بیشک وہ ہے	مجھ سے	مگر یہ کہ	جس نے

اغْتَرَفَ	غُرْفَةً	بِيَدِهٖ	فَشَرِبُوْا	مِنْهُ
احتیاط سے بھرا	(صرف) ایک چلّو	اپنے ہاتھ سے	پھر ان لوگوں نے پیا	اس سے

اِلَّا	قَلِيْلًا	مِّنْهُمْ	فَلَمَّا	جَاوَزَهٗ	هُوَ
مگر	تھوڑوں نے	ان میں سے	پھر جب	اس نے پار کیا اس کو،	اس نے

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	قَالُوْا	لَا طَاقَةَ
اور ان لوگوں نے جو	ایمان لائے	اس کے ساتھ،	تو ان لوگوں نے کہا	کوئی طاقت نہیں ہے

لَنَا	الْيَوْمَ	بِجَالُوْتَ	وَجُنُوْدِهٖ	قَالَ	الَّذِيْنَ
ہم میں (قتال کے لیے)	آج	جالوت سے	اور اس کے لشکروں سے	کہا	ان لوگوں نے جو

فِئَةٍ قَلِيۡلَةٍ	كَمۡ مِّنۡ	مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ	اَنَّهُمۡ	يَظُنُّوۡنَ
462چھوٹی جماعتیں	(کہ) کتنی ہی	اللہ سے ملاقات کرنے والے ہیں	کہ وہ لوگ	خیال کرتے تھے

مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ	وَاللّٰهُ	بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ	فِئَةً كَثِيۡرَةًۢ	غَلَبَتۡ
ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے	اور اللہ	اللہ کی اجازت سے	بڑی جماعتوں پر	غالب ہوئیں

نوٹ۔1

نہر سے پانی پینے پر پابندی لگا کر اسی آزمائش بنانے کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے ہ اس طرح کچے اور پکے ایمان والوں کی چھانٹی مقصود تھی۔ کیونکہ حضرت طالوت کی فوج میں ہر طرح کے ایمان والے لوگ شامل تھے۔

یہ ایک قاعدہ کلیّہ ہے کہ کچے ایمان والوں کے لیے آزمائش اور سختی میں ثابت قدم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ خاص طور سے میدانِ جنگ میں ایسے لوگ جلدی ہمت ہار دیتے ہیں اور راہِ فرار اختیار کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے فوج کا نظم بگڑ جاتا ہے اور ثابت قدم رہنے والوں کے لیے بھی جنگ جاری رکھنا ممکن نہیں رہتا۔ اس لیے کچے ایمان والوں کو پکے ایمان والوں سے الگ کر دیا گیا تاکہ میدانِ جنگ میں صرف وہ لوگ اُتریں جو صبر واستقامت کے ساتھ جنگ کریں۔

آج کے دَور میں اِس آیت میں ہمارے لیے راہنمائی یہ ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں اور خاص طور سے میدانِ جنگ میں کامیابی کا انحصار افراد کی تعداد سے زیادہ ان کے LEVEL OF COMMITMENT پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اسی چیز کی قدر ہے۔ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ کا یہی مطلب ہے۔

آیت نمبر(250)

﴿وَلَمَّا بَرَزُوۡا لِجَالُوۡتَ وَجُنُوۡدِهٖ قَالُوۡا رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ؕ﴿۲۵۰﴾﴾

ب ر ز

(ن) بُرُوۡزًا صاف اور کھلی فضا میں نمودار ہونا۔ (۱) کہیں سے نکلنا۔ (۲) کسی کے سامنے آنا۔ ظاہر ہونا۔ ﴿فَاِذَا بَرَزُوۡا مِنۡ عِنۡدِكَ﴾ (4/النساء:81) ''پھر جب وہ لوگ نکلتے ہیں آپؐ کے پاس سے۔''

بَارِزٌ اسم الفاعل ہے۔ نکلنے والا۔ ظاہر ہونے والا۔ ﴿يَوۡمَ هُمۡ بٰرِزُوۡنَ ۚ﴾ (40/المومن:16) ''جس دن وہ لوگ ظاہر ہونے والے ہیں۔''

بَارِزَةٌ صاف اور کھلی ہونے والی۔ ﴿وَتَرَى الۡاَرۡضَ بَارِزَةً ۙ﴾ (18/الکھف:47) ''اور تو دیکھے گا زمین کو صاف اور کھلی ہونے والی حالت میں۔''

(تفعیل) تَبۡرِيۡزًا نکالنا۔ سامنے لانا۔ ظاہر کرنا۔ ﴿وَبُرِّزَتِ الۡجَحِيۡمُ لِلۡغٰوِيۡنَ ۙ﴿۹۱﴾﴾ (26/الشعراء:91) ''اور سامنے لائی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لیے۔''

ف ر غ

462

(ن)	فَرَاغًا	کسی کام کو ختم کر کے خالی ہونا۔ فارغ ہونا۔﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴾(94/الم نشراح:7)’’پھر جب آپؐ فارغ ہوں تو آپؐ محنت کریں۔‘‘
(ک)	فَرَاغَةً	بے چین ہونا۔ گھبرانا۔
	فَارِغٌ	اسم الفاعل ہے۔ فارغ ہونے والا۔ بے چین ہونے والا۔﴿وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا﴾(28/القصص:10)’’اور ہو گیا موسیٰؑ کی والدہ کا دل بے چین ہونے والا۔‘‘
(افعال)	اِفْرَاغًا	کسی برتن کا پانی گرا کر برتن کو خالی کرنا۔ اُنڈیلنا۔﴿اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا﴾(18/الکہف:96)’’تم لوگ لاؤ میرے پاس تو میں اُنڈیلوں اس پر تانبا۔‘‘
	اَفْرِغْ	فعل امر ہے۔ تو اُنڈیل۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ث ب ت

(ن)	ثُبُوْتًا	ایک حالت پر جمے رہنا۔ قائم رہنا۔
	اُثْبُتْ	فعل امر ہے۔ تو جما رہ۔ قائم رہ﴿اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا﴾(8/الانفال:45)’’جب بھی تم لوگ سامنے آؤ (مقابلہ کے لیے) کسی جماعت کے تو تم لوگ جمے رہو۔‘‘
	ثَابِتٌ	اسم الفاعل ہے۔ جما رہنے والا۔ قائم رہنے والا۔﴿اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ﴾(14/ابراہیم:24)’’اس کی جڑ جمی رہنے والی ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔‘‘
(افعال)	اِثْبَاتًا	(۱) قائم رہنے دینا۔ (۲) ہلنے نہ دینا یعنی قید کرنا۔﴿یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ﴾(13/الرعد:39)’’اللہ مٹاتا ہے جو وہ چاہتا ہے اور باقی رہنے دیتا ہے۔‘‘﴿وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ﴾(8/الانفال:30)’’اور جب سازش کرتے تھے آپؐ کے لیے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ وہ قید کریں آپؐ کو یا قتل کریں آپؐ کو یا نکالیں آپؐ کو۔‘‘
(تفعیل)	تَثْبِیْتًا	جمے رہنے یا قائم رہنے کی صلاحیت دینا۔ جما دینا۔ قائم کرنا۔﴿لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ﴾(25/الفرقان:32)’’تاکہ ہم جما دیں اس سے آپؐ کے دل کو۔‘‘
	ثَبِّتْ	فعل امر ہے۔ تو جما دے۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

لَمَّا شرطیہ ہے۔ بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ شرط ہے اور قَالُوْا سے آخیر تک جواب شرط ہے۔ بَرَزُوْا اور قَالُوْا دونوں کے فاعل ان کی هُمْ کی ضمیریں ہیں جو گزشتہ آیت میں مذکور اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ کے لیے ہیں۔

ترجمہ

وَلَمَّا	بَرَزُوْا	لِجَالُوْتَ	وَجُنُوْدِهٖ	قَالُوْا
اور جب	وہ لوگ سامنے آئے	جالوت کے	اور اس کے لشکروں کے	تو ان لوگوں نے کہا

رَبَّنَآ	اَفْرِغْ	عَلَیْنَا	صَبْرًا	وَّثَبِّتْ	اَقْدَامَنَا
اے ہمارے رب!	تو اُنڈیل دے	ہم پر	ثابت قدمی کو	اور تو جما دے	ہمارے قدموں کو

اور تو ہماری مدد کر	کافر قوم (کے مقابلہ) پر
وَانْصُرْنَا	عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

آیت نمبر (251)

﴿فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙقف وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ٢٥١﴾

ھ ز م

(ض) هَزْمًا: کسی خشک چیز کو دبا کر توڑ دینا۔ شکستہ کرنا۔ شکست دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مَهْزُوْمٌ: اسم المفعول ہے۔ شکست دیا ہوا۔ ﴿جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ﴾ (38/صٓ:11) ''ایک لشکر ہے جو وہاں شکست دیا جانے والا ہے۔''

د ف ع

(ف) دَفْعًا: (۱) کسی چیز کو ہٹانا۔ دور کرنا۔ (۲) کسی کو کسی چیز سے ہٹانا۔ بچانا۔ دفاع کرنا۔ (۳) کسی چیز کو کسی کی طرف ہٹانا یعنی دینا۔ حوالے کرنا۔ ﴿فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ﴾ (4/النساء:6) ''جب تم لوگ ہٹاؤ ان کی طرف یعنی حوالے کرو ان کے، ان کے اموال تو گواہ بناؤ ان پر۔''

اِدْفَعْ: فعل امر ہے۔ مذکورہ تینوں معانی میں آتا ہے۔ (۱) ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ﴾ (41/حٰمٓ السجدہ:34) ''اور برابر نہیں ہوتیں بھلائیاں اور نہ ہی برائیاں۔ تو دور کر (برائیوں کو) اس سے جو سب سے اچھی ہے۔''
(۲) ﴿وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ﴾ (3/آل عمران:167) ''اور کہا گیا ان سے کہ تم لوگ آؤ قتال کرو اللہ کی راہ میں یا دفاع کرو۔''
(۳) ﴿فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ﴾ (4/النساء:6) ''تو تم لوگ حوالے کرو ان کے، ان کے اموال۔''

دَافِعٌ: اسم الفاعل ہے۔ ہٹانے والا۔ بچانے والا۔ ﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴾ (52/الطور:7۔8) ''یقیناً تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے اس سے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔''

(مفاعلہ) مُدَافَعَةً اور دِفَاعًا: دِفاع کرنا۔ بچانا۔ ہٹانا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ﴾ (22/الحج:38) ''بے شک اللہ ہٹاتا ہے ان سے جو لوگ ایمان لائے۔''

ترکیب

فَهَزَمُوْا کا فاعل اس کی ھُمْ کی ضمیر ہے جو آیت نمبر 249 میں مذکور اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ کے لیے ہے۔ اس کے آگے ھُمْ ضمیر مفعولی ہے جو گزشتہ آیت میں لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ کے لیے ہے۔ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ میں اٰتٰى کا فاعل اَللّٰهُ ہے، اس میں ہٗ کی ضمیر دَاوٗدُ کے لیے ہے اور یہ اس کا مفعول اوّل ہے، جبکہ اَلْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ مفعول ثانی ہیں۔ لَوْلَا شرطیہ ہے۔ دَفْعُ اللّٰهِ سے

بِبَعْضٍ تک شرط ہی اور لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ جواب شرط ہے۔ دَفْعُ مصدر نے فعل کا کام کیا ہے اور اَلنَّاسَ اس کا مفعول ہے، 462
جبکہ اَلنَّاسَ کا بدل ہونے کی وجہ سے بَعْضَهُمْ منصوب ہوا ہے۔ اَلْعٰلَمِيْنَ پر لام جنس ہے۔

ترجمہ

فَهَزَمُوْهُمْ	بِاِذْنِ اللّٰهِ ۛ	وَقَتَلَ	دَاوٗدُ
تو ان لوگوں نے شکست دی ان لوگوں کو	اللہ کے اِذن سے	اور قتل کیا	داوٗدؑ نے

جَالُوْتَ	وَاٰتٰىهُ	اللّٰهُ	الْمُلْكَ	وَالْحِكْمَةَ	وَعَلَّمَهٗ
جالوت کو	اور دیا اس کو	اللہ نے	مُلک	اور دانائی	اور اس نے سکھایا اس کو

مِمَّا	يَشَآءُ ؕ	وَلَوْلَا	دَفْعُ اللّٰهِ	النَّاسَ
اس میں سے جس میں سے	اس نے چاہا	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا دفع کرنا	لوگوں کو،

بَعْضَهُمْ	بِبَعْضٍ ۙ	لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ	وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
ان کے بعض کو	بعض سے	تو بگڑ جاتی زمین (نظم کے توازن میں)	اور لیکن اللہ

ذُوْ فَضْلٍ	عَلَى الْعٰلَمِيْنَ
فضل (کرنے) والا ہے	تمام جہانوں پر

آیت نمبر (252)

﴿ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۲۵۲ ﴾

ترکیب

تِلْكَ مبتداء ہے اور مرکب اضافی اٰيٰتُ اللّٰهِ اس کی خبر ہے۔ نَتْلُوْهَا میں هَا کی ضمیر مفعولی آیات کے لیے ہے۔

ترجمہ

تِلْكَ	اٰيٰتُ اللّٰهِ	نَتْلُوْهَا	عَلَيْكَ	بِالْحَقِّ ؕ	وَاِنَّكَ
یہ	اللہ کی آیات ہیں	ہم پڑھ کر سناتے ہیں انہیں	آپ ﷺ کو	حق سے	اور بیشک آپ ﷺ

لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
بھیجے ہوؤں میں سے ہیں

آیت نمبر (253)

﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا
عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ
بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا
اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝۲۵۳ ﴾

ترکیب

تِلْكَ الرُّسُلُ مرکب اشاری ہے اور مبتداء ہے۔ آگے پورا جملہ فَضَّلْنَا سے بَعْضٍ تک اس کی خبر ہے۔ كَلَّمَ کا فاعل اَللّٰهُ ہے اور مِنْهُمْ مَّنْ اس کا مفعول ہے۔ رَفَعَ کی ضمیر فاعلی اللہ کے لیے ہے اور بَعْضَهُمْ مفعول ہے جبکہ دَرَجٰتٍ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کو تمیز ماننے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمیز عموماً واحد نکرہ آتی ہے۔

اٰتَيْنَا کا مفعول اوّل عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ہے اس لیے ابْنَ منصوب ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر (2/البقرہ:87) نوٹ۔1) جبکہ الْبَيِّنٰتِ مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یہ صفت ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے۔ اَيَّدْنٰهُ کی ضمیر مفعولی عیسیٰؑ کے لیے ہے۔ بِرُوْحِ الْقُدُسِ میں الْقُدُسِ پر لام تعریف ہے جو کہ حضرت جبریلؑ کے لیے ہے۔ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ کے بعد كَانُوْا محذوف ہے۔ مِنْ بَعْدِهِمْ میں هِمْ کی ضمیر الرُّسُلُ کے لیے ہے۔

ترجمہ

تِلْكَ الرُّسُلُ	فَضَّلْنَا	بَعْضَهُمْ	عَلٰى بَعْضٍ ۘ
یہ رسول،	ہم نے فضیلت دی ہے	ان کے بعض کو	بعض پر

مِنْهُمْ مَّنْ	كَلَّمَ	اللّٰهُ	وَرَفَعَ	بَعْضَهُمْ	دَرَجٰتٍ ؕ
ان میں وہ بھی ہیں جن سے	کلام کیا	اللہ نے	اور اس نے بلند کیا	ان کے بعض کو	درجات ہوتے ہوئے

وَاٰتَيْنَا	عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	الْبَيِّنٰتِ	وَاَيَّدْنٰهُ
اور ہم نے دیا	عیسیٰؑ ابن مریم کو	واضح (معجزے)	اور ہم نے تقویت دی انؑ کو

بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ	وَلَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَا اقْتَتَلَ	الَّذِيْنَ
پاک روح سے	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو آپس میں نہ لڑتے	وہ لوگ (جو تھے)

مِنْ بَعْدِهِمْ	مِّنْ بَعْدِ مَا	جَآءَتْهُمُ	الْبَيِّنٰتُ
ان (رسولوں) کے بعد	اس کے بعد کہ جو	آئیں ان کے پاس	واضح (نشانیاں)

وَلٰكِنِ	اخْتَلَفُوْا	فَمِنْهُمْ مَّنْ	اٰمَنَ
اور لیکن	ان لوگوں نے اختلاف کیا	تو ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لائے

وَمِنْهُمْ مَّنْ	كَفَرَ ؕ	وَلَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ
اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے	کفر کیا	اور اگر	چاہتا	اللہ

مَا اقْتَتَلُوْا ۗ	وَلٰكِنَّ اللّٰهَ	يَفْعَلُ	مَا	يُرِيْدُ
تو وہ لوگ آپس میں نہ لڑتے	اور لیکن اللہ	کرتا ہے	وہ جو	وہ چاہتا ہے

نوٹ۔1

آسان عربی گرامر میں آپ نے پڑھا تھا کہ عموماً غیر عاقل کی جمع مکسر کی صفت، خبر، اسم اشارہ اور ضمیر واحد مؤنث آتی ہے۔ اسی کتاب میں آپ کو تاکید کی گئی تھی کہ جب بھی کوئی قاعدہ پڑھیں تو ذہن میں اس کے استثناء کے لیے ایک کھڑکی ہمیشہ کھلی رکھیں۔ اب نوٹ کریں کہ گزشتہ آیت میں لفظ ''اٰيٰتٌ'' غیر عاقل کی جمع ہے لیکن مکسر نہیں بلکہ سالم ہے۔ پھر بھی اس کے لیے اسم اشارہ تِلْكَ اور

ضمیر ھَا واحد مؤنث آئی ہے۔اسی طرح آیت زیرِ مطالعہ میں لفظ ''الرُّسُلُ'' جمع مکسر ہے لیکن غیر عاقل کی نہیں بلکہ عاقل کی جمع ہے۔ پھر بھی اس کے لیے اسم اشارہ تِلْكَ واحد مؤنث آیا ہے۔اس حوالہ سے یہ اصول اب ذہن نشین کر لیں کہ استثناء سے کوئی قاعدہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ ثابت ہوتا ہے۔ انگریزی کی معروف کہاوت کا بھی یہی مطلب ہے۔ EXCEPTION PROVES THE RULE (استثناء قاعدے کو ثابت کرتا ہے)۔

آیت نمبر(254)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۲۵۴ ﴾

ب ی ع

(ض) بَيْعًا فروخت کرنا۔سودا کرنا۔

بَيْعٌ اسم ذات بھی ہے۔سودا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

بِيْعٌ اسم ذات ہے۔عبادت خانہ۔معبد۔﴿ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ ﴾ (22/الحج:40)''تو منہدم کیے جاتے گرجے اور عبادت خانے اور نمازیں اور مسجدیں۔''

(مفاعلہ) مُبَايَعَةً (۱) کسی سودے کا معاہدہ کرنا۔ (۲) بیعت کرنا۔ ﴿ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ﴾ (9/التوبہ:111)''پس تم لوگ خوشی مناؤ اپنے اس سودے پر تم نے معاہدہ کیا جس کا۔'' ﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴾ (48/الفتح:18)''بیشک اللہ راضی ہوا ہے مومنوں سے جب وہ لوگ آپؐ کی بیعت کرتے تھے اس درخت کے نیچے۔''

(تفاعل) تَبَايُعًا باہم خرید و فروخت کرنا۔﴿ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ ﴾ (2/البقرہ:282)''اور تم لوگ گواہ بناؤ جب باہم خرید و فروخت کرو۔''

خ ل ل

(ن) خَلًّا کسی چیز میں سوراخ کرنا۔

خَلٌّ ج خِلَالٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔سوراخ۔کسی چیز کے دو کناروں کا درمیانی فاصلہ۔دراڑ۔﴿ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا ﴾ (27/النمل:61)''یا وہ جس نے بنایا زمین کو ٹھہرا ہوا اور بنایا اس کی دراڑوں کو نہریں۔''

خُلَّةٌ ج خِلَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ایک طرح کی میٹھی گھاس (یعنی مٹھاس سوراخ کر کے گھاس کے اندر چلی جاتی ہے)۔'' پھر استعارۃً دوستی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔آیت زیرِ مطالعہ اور ﴿ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۳۱ ﴾ (14/ابراہیم:31)''کہ آئے وہ دن کوئی سودا نہیں ہے جس میں اور نہ ہی یارانے۔''

خَلِيْلٌ ج اَخِلَّاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔قریبی دوست۔خاص دوست۔﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ (4/النساء:125)''اور بنایا اللہ نے ابراہیمؑ کو دوست۔''﴿اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ (43/الزخرف:67)''سارے دوست اس دن ایک دوسرے کے دُشمن ہوں گے سوائے پرہیز گاروں کے۔''

462

ترکیب

فعل امر اَنْفِقُوْا کا فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ اس کا مفعول ہے۔یَاْتِیَ کا فاعل یَوْمٌ ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔بَیْعٌ۔ خُلَّةٌ اور شَفَاعَةٌ مبتدا نکرہ ہیں کیونکہ قاعدہ بیان ہو رہا ہے اور ان کی خبریں محذوف ہیں۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَنْفِقُوْا	مِمَّا	رَزَقْنٰكُمْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ خرچ کرو	اس میں سے جو	ہم نے دیا تم کو

مِّنْ قَبْلِ	اَنْ	يَّاْتِيَ	يَوْمٌ	لَّا بَيْعٌ	فِيْهِ	وَلَا خُلَّةٌ
اس سے پہلے	کہ	آئے	وہ دن	کوئی سودا نہیں ہے	جس میں	اور نہ کوئی دوستی ہے

وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ	وَالْكٰفِرُوْنَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
اور نہ ہی کوئی شفاعت ہے	اور انکار کرنے والے	ہی ظالم ہیں

487

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (255)

﴿ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۚ لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوۡمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ۚ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۲۵۵﴾ ﴾

و س ن

(س) سِنَةً — اُونگھ آنا۔

سِنَةٌ — اسم ذات بھی ہے۔ اُونگھ۔ غفلت۔ آیت زیر مطالعہ۔

ن و م

(ف) نَوۡمًا — نیند کرنا۔ سونا۔

نَوۡمٌ — اسم ذات بھی ہے۔ نیند۔ آیت زیر مطالعہ۔

نَآئِمٌ — اسم الفاعل ہے۔ نیند کرنے والا۔ سونے والا۔ ﴿فَطَافَ عَلَیۡهَا طَآئِفٌ مِّنۡ رَّبِّکَ وَ هُمۡ نَآئِمُوۡنَ ﴿۱۹﴾﴾ (68/القلم:19) ''تو چکر لگا یا ایک آفت نے آپؐ کے رب کی طرف سے اس حال میں کہ وہ لوگ نیند کرنے والے تھے۔''

مَنَامٌ — مَفۡعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ نیند کرنے یا سونے کی جگہ یا وقت۔ ﴿اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ﴾ (37/الصافات:102) ''بیشک میں دیکھتا ہوں سونے کے وقت میں کہ میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔''

ک ر س

(X) X — ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

(افعال) اِکۡرَاسًا — کسی چیز کو تہہ در تہہ جمانا۔ عمارت کی بنیاد کو ٹھونک کر پختہ کرنا۔

کُرۡسِیٌّ — بیٹھنے یا جمنے کی جگہ۔ کُرسی۔ تختِ حکومت۔ آیت زیر مطالعہ۔

ء و د

(ن) اَوۡدًا — تھکانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ع ل و

(ن) عُلُوًّا — (۱) بلند ہونا۔ (۲) کسی چیز پر چڑھنا۔ چڑھائی کرنا۔ غالب ہونا۔ (۳) سرکشی کرنا۔ بغاوت کرنا۔ ﴿اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَیَّ وَ اۡتُوۡنِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۱﴾﴾ (27/النمل:31) ''کہ تم لوگ بلندمت ہو مجھ سے اور تم لوگ آؤ میرے پاس فرمانبردار ہوتے ہوئے۔'' ﴿وَ لَعَلَا بَعۡضُهُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ؕ﴾ (23/المؤمنون:91) ''اور ضرور چڑھائی کرتے ان کے بعض، بعض پر۔'' ﴿اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ﴾ (28/القصص:4) ''بیشک فرعون نے سرکشی کی زمین میں۔''

	عُلُوٌّ	اسم ذات بھی ہے۔ بلندی۔ بڑائی۔ ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا﴾ (28/القصص:83)''یہ آخری گھر، ہم نے بنایا اس کو ان لوگوں کے لیے جو نہیں چاہتے بڑائی زمین میں اور نہ فساد۔''
	اَعْلٰى	مؤنث عُلْيَا۔ اَفْعَلُ اور فُعْلٰى کے وزن پر اسم التفضیل ہے۔ زیادہ بلند۔ سب سے بلند۔ غالب۔ جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو مطلب ہوتا ہے انتہائی بلند۔ مطلق بلند۔ ﴿لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى﴾ (20/طٰہٰ:68)''تو مت ڈر بیشک تو غالب ہے۔'' ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ (87/الاعلیٰ:1)''تو تسبیح کر اپنے بلند رب کے نام کی۔'' ﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾ (9/البقرہ:40)''اور اللہ کا فرمان ہی بلند ہے۔''
	عَالٍ	اسم الفاعل ہے۔ صفت کے طور پر بھی آتا ہے۔ بلند ہونے والا یعنی بلند۔ ﴿فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ﴾ (69/الحاقۃ:22)''ایک بلند باغ میں۔'' ﴿عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ﴾ (76/الدھر:21) ''چڑھنے والا ہے ان پر ایک باریک ریشم کا کپڑا۔'' ﴿وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ﴾ (10/یونس:83)''اور بیشک فرعون سرکشی کرنے والا ہے زمین میں۔''
	عَلِيٌّ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں بلند۔ بالاتر۔ آیت زیر مطالعہ۔
	عِلِّيٌّ	اسم ذات ہے۔ بلندی۔ ﴿اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ﴾ (83/المطففین:18)''یقیناً نیکی کرنے والوں کی کتاب بلندیوں میں ہے۔''
(تفاعل)	تَعَالٍ	دوسروں سے بلند ہونا۔ ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (7/الاعراف:190)''تو بلند ہوا اللہ اس سے جو یہ لوگ شرک کرتے ہیں۔''
	تَعَالَ	ج تَعَالَوْا۔ فعل امر ہے۔ تو بلند ہو۔ تو اُٹھ۔ پھر زیادہ تر ''تو آ'' کے معنی میں آتا ہے۔ ﴿تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (3/آل عمران:64)''تم لوگ آؤ ایک ایسے کلمے کی طرف جو برابر ہے ہمارے اور تمہارے مابین۔''
	مُتَعَالٍ	اسم الفاعل ہے۔ صفت کے طور پر بھی آتا ہے۔ دوسروں سے بلند ہونے والا۔ یعنی دوسروں سے بلند۔ ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ﴾ (13/الرعد:9)''حاضر اور غیب کا جاننے والا جو ہمیشہ بڑا ہے، سب سے بلند ہے۔''
(استفعال)	اِسْتِعْلَاءٌ	بلندی یا غلبے کی کوشش کرنا یعنی بلند ہونا۔ غالب ہونا۔ ﴿وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى﴾ (20/طٰہٰ:64)''اور اس نے مُراد پالی ہے آج جو غالب ہوا۔''

ترکیب

اَللّٰهُ مبتداء اور اس کے آگے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ پورا جملہ اس کی خبر ہے، جبکہ اس جملہ میں لَآ اِلٰهَ مبتداء ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور اِلَّا هُوَ متعلق خبر ہے۔ اَلْحَيُّ اور اَلْقَيُّوْمُ مبتداء اَللّٰهُ کا بدل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں۔ اور ان پر لام جنس ہے۔ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ پورا جملہ اَللّٰهُ کی صفت ہے۔ اس جملہ میں لَا تَاْخُذُ فعل ہے، ہٗ اس کی ضمیر مفعولی ہے، جبکہ سِنَةٌ اور نَوْمٌ اس کے فاعل ہیں۔ مَا مبتداء ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور فِي السَّمٰوٰتِ اور فِي الْاَرْضِ قائم مقام خبر ہیں۔ پھر یہ دونوں جملے مبتداء مؤخر ہیں، ان کی خبر ثَابِتٌ محذوف ہے جبکہ لَهٗ قائم مقام خبر مقدم ہے، اور اس پر لام تملیک لگا ہوا ہے۔ يَعْلَمُ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اَللّٰهُ کے لیے ہے، مَا اس کا مفعول ہے جبکہ بَيْنَ اور خَلْفَ ظرف

ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ کُرْسِیُّهٗ مرکب اضافی ہے اور وَسِعَ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، جبکہ اَلسَّمٰوٰتِ اور
487
اَلْاَرْضَ، دونوں اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ یَئُوْدُ کا فاعل حِفْظُهُمَا ہے۔ سَمٰوٰتِ ایک جنس ہے اور ارض
دوسری جنس ہے، اس لیے تثنیہ کی ضمیر هُمَا آئی ہے۔

ترجمہ

اَللّٰهُ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ج	اَلْحَیُّ
اللہ	کسی قسم کا کوئی اِلٰہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	وہ ہے	جو (حقیقتاً) زندہ ہے

اَلْقَیُّوْمُ ۚ	لَا تَاْخُذُهٗ	سِنَةٌ	وَّلَا نَوْمٌ ط
جو (حقیقی) نگران وکفیل ہے	نہیں پکڑتی اس کو	کوئی اُونگھ	اور نہ کوئی نیند

لَهٗ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِی الْاَرْضِ ط
اس کی ہی (ملکیت) ہے	وہ جو ہے	آسمانوں میں	اور وہ جو ہے	زمین میں

مَنْ ذَا الَّذِیْ	یَشْفَعُ	عِنْدَهٗٓ	اِلَّا	بِاِذْنِهٖ ط
کون ہے وہ جو	شفاعت کرے	اس کے پاس	مگر	اس کی اجازت سے

یَعْلَمُ	مَا	بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ	وَمَا	خَلْفَهُمْ ج
وہ جانتا ہے	اس کو جو	ان کے آگے ہے	اور اس کو جو	ان کے پیچھے ہے

وَلَا یُحِیْطُوْنَ	بِشَیْءٍ	مِّنْ عِلْمِهٖٓ	اِلَّا
اور وہ احاطہ نہیں کرتے	کسی چیز کا	اس کے علم میں سے	مگر

بِمَا	شَآءَ ج	وَسِعَ	كُرْسِیُّهُ	السَّمٰوٰتِ
اس کا جو	وہ چاہے	کشادہ ہوا	اس کا تختِ حکومت	آسمانوں میں

وَالْاَرْضَ ج	وَلَا یَئُوْدُهٗ	حِفْظُهُمَا ج	وَهُوَ
اور زمین میں	اور نہیں تھکاتا اس کو	ان دونوں کی حفاظت کرنا	اور وہ

الْعَلِیُّ	الْعَظِیْمُ
بالاتر ہے	عظیم ہے

نوٹ۔1

تفسیر ابنِ کثیر میں متعدد احادیث دی ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سے زیادہ عظمت والی آیت ہے۔ ہر نماز کے بعد اور رات کو سوتے وقت اس کو پڑھ لینے سے انسان شیاطین جن وانس سے محفوظ رہتا ہے۔

آیت نمبر (256)

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙۗ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿٢٥٦﴾﴾

غ و ی

487

(ض)	غَيًّا	صحیح راستے سے بھٹک جانا۔گمراہ ہونا۔﴿ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴾ (20/طٰہٰ:121)''اور کہنا نہ مانا آدمؑ نے اپنے رب کا تو وہ بھٹکے۔''
	غَيٌّ	اسم ذات بھی ہے۔گمراہی۔آیت زیر مطالعہ۔
	غَاوٍ	فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔گمراہ ہونے والا۔﴿ وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴾ (26/الشعراء:224)''اور شاعر لوگ، ان کی پیروی کرتے ہیں گمراہ ہونے والے۔''
	غَوِيٌّ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔گمراہ۔﴿ اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ (28/القصص:18)''بیشک تو کھلا گمراہ ہے۔''
(افعال)	اِغْوَاءً	راستے سے بہکا دینا۔گمراہ کرنا۔﴿ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ﴾ (28/القصص:63) ''اے ہمارے رب! یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا۔''

ع ر و

(ن)	عَرْوًا	کسی کے سامنے آنا۔لاحق ہونا۔
	عُرْوَةٌ	اسم ذات ہے۔کسی چیز کو تھامنے یا لینے کا ذریعہ۔جیسے پانی کے جگ کا دستہ، دروازے کا کنڈا، رسی کی گرہ وغیرہ۔آیت زیر مطالعہ۔
(افتعال)	اِعْتِرَاءً	اہتمام سے لاحق ہونا۔﴿ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ﴾ (11/ھود:54)''ہم نہیں کہتے مگر یہ کہ تجھ کو لاحق ہوا ہمارے خداؤں کا کوئی بری طرح۔''

ف ص م

(ض)	فَصْمًا	توڑنا۔کاٹنا۔
(انفعال)	اِنْفِصَامًا	ٹوٹنا۔کٹنا۔آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

لَآ اِكْرَاهَ مبتداء ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور فِي الدِّيْنِ قائم مقام خبر ہے۔تَبَيَّنَ کا فاعل الرُّشْدُ ہے۔مَنْ شرطیہ ہے۔يَكْفُرْ سے بِاللّٰهِ تک شرط ہے اور فَقَدِ سے لَهَا تک جواب شرط ہے۔لَا انْفِصَامَ مبتداء ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور لَهَا قائم مقام خبر ہے۔

ترجمہ

لَآ اِكْرَاهَ	فِي الدِّيْنِ	قَدْ تَّبَيَّنَ	الرُّشْدُ	مِنَ الْغَيِّ
کسی قسم کا کوئی جبر نہیں ہے	دین میں	واضح ہو گئی ہے	ہدایت	گمراہی سے

فَمَنْ يَّكْفُرْ	بِالطَّاغُوْتِ	وَيُؤْمِنْۢ	بِاللّٰهِ
پس جو انکار کرتا ہے	طاغوت کا	اور ایمان لاتا ہے	اللہ (کی اطاعت) پر

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ	بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى	لَا انْفِصَامَ	لَهَا
تو وہ چمٹتا ہے	انتہائی مضبوط کنڈے سے	کسی طرح ٹوٹنا نہیں ہے	اس کو

وَاللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اسلام میں داخل کرنے کے لیے زبردستی نہیں کی جائے گی۔لیکن جو بھی اسلام میں داخل ہوگا اس پر اسلامی ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہوگا اور نہ کرنے پر وہ سزا کا مستحق ہوگا،جبکہ ایک غیر مسلم اُس سزا سے مستثنیٰ ہوگا۔ اسلامی حکومت میں ملکی قوانین کی پابندی مسلم غیر مسلم، دونوں کے لیے یکساں ہوگی اور اس پہلو سے ان کے مابین کوئی امتیاز (DISCRIMINATION) نہیں ہوگا۔

آیت نمبر(257)

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾ ﴾

ترکیب

اَللّٰهُ مبتداء ہے۔وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صلہ موصول مل کر خبر اوّل ہے،جبکہ يُخْرِجُهُمْ سے اِلَى النُّوْرِ تک پورا جملہ خبر ثانی ہے۔اَلطَّاغُوْتُ یہاں جمع کے معنی میں آیا ہے اس لیے اَوْلِيَاءُ اور يُخْرِجُوْنَ جمع آئے ہیں۔

ترجمہ

اَللّٰهُ	وَلِيُّ الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا ۙ	يُخْرِجُهُمْ	مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اللہ	ان لوگوں کا دوست ہے جو	ایمان لائے	وہ نکالتا ہے ان کو	اندھیروں سے

اِلَى النُّوْرِ ۗ	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْۤا	اَوْلِيٰٓـئُهُمُ	الطَّاغُوْتُ ۙ
نور کی طرف	اور جنہوں نے	کفر کیا	ان کے دوست ہیں	طاغوت

يُخْرِجُوْنَهُمْ	مِّنَ النُّوْرِ	اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ	اُولٰۗىِٕكَ
وہ لوگ نکالتے ہیں ان کو	نور سے	اندھیروں کی طرف	وہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ
آگ کے ساتھی ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں

نوٹ۔1

اِس آیت میں نور اور ظلمات، ہدایت اور گمراہی کے لیے استعارے ہیں۔ہدایت ایک ہی ہوتی ہے اس لیے نور واحد آیا ہے، جبکہ گمراہی کی متعدد صورتیں ہوتی ہیں اس لیے ظلمات جمع آیا ہے۔

آیت نمبر(258)

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥٨﴾ ﴾

ب ھ ت

(ف) بَهْتًا حیران کردینا۔ششدر کردینا۔﴿ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ ﴾ (21/الانبیاء:40)''بلکہ وہ یعنی آگ آئے گی ان کے پاس اچانک تو وہ ششدر کردے گی ان کو۔''

بُهْتَانٌ : فُعْلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی حیران و ششدر کرنے والا۔ پھر اصطلاحاً ایسے جھوٹ اور جھوٹے الزام کے لیے آتا ہے جسے سُن کر انسان ششدر اور دم بخود رہ جائے۔ ﴿هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝۱۶﴾ (24/النور:16) ''یہ ایک عظیم جھوٹا الزام ہے۔''

ترکیب

اَنْ سے پہلے بائے سببیہ محذوف ہے۔ اٰتٰىهُ میں ضمیر مفعولی اَلَّذِیْ کے لیے ہے جبکہ اَلْمُلْکَ مفعول ثانی ہے، فَاِنَّ میں فَ کا مفہوم ہے 'اچھا تو پھر'۔ بُهِتَ ماضی مجہول ہے۔ اس سے پہلے کَذٰلِکَ محذوف ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَى الَّذِيْ	حَآجَّ	اِبْرٰهٖمَ
کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	اس (کی حالت) کی طرف جس نے	بحث کی	ابراہیمؑ سے

فِيْ رَبِّهٖٓ	اَنْ	اٰتٰىهُ	اللّٰهُ	الْمُلْكَ
ان کے رب (کے بارے) میں	(اس سبب سے) کہ	دی اس کو	اللہ نے	بادشاہت

اِذْ قَالَ	اِبْرٰهٖمُ	رَبِّيَ الَّذِيْ	يُحْيٖ	وَيُمِيْتُ
جب کہا	ابراہیمؑ نے	میرا رب وہ ہے جو	زندگی دیتا ہے	اور موت دیتا ہے

قَالَ	اَنَا	اُحْيٖ	وَاُمِيْتُ	قَالَ	اِبْرٰهٖمُ
اس نے کہا	مَیں (بھی)	زندگی دیتا ہوں	اور موت دیتا ہوں	کہا	ابراہیمؑ نے

فَاِنَّ	اللّٰهَ	يَاْتِيْ	بِالشَّمْسِ	مِنَ الْمَشْرِقِ	فَاْتِ
(اچھا تو) پھر یقیناً	اللہ	لاتا ہے	سورج کو	مشرق سے	پس تو لا

بِهَا	مِنَ الْمَغْرِبِ	فَبُهِتَ	الَّذِيْ
اس کو	مغرب سے	پس (اس طرح) ششدر رہ گیا	وہ جس نے

كَفَرَ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
انکار کیا	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظالم قوم کو

نوٹ۔1

اُستادِ محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے نشاندہی کی ہے کہ لفظ ابراہیم سورہ بقرہ میں ''ی'' کے بغیر یعنی اِبْرٰهٖمَ لکھا گیا ہے جبکہ باقی قرآن مجید میں اسے ''ی'' کے ساتھ یعنی اِبْرٰهِيْمَ لکھا گیا ہے۔

آیت نمبر (259)

﴿اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ
اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ
عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى
الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۭ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۝۲۵۹﴾

487

خ و ی

(ض) **خَوَاءً** اوندھا ہونا۔ منہدم ہونا۔

خَاوِيَةٌ اسم الفاعل خَاوٍ کا مؤنث ہے۔ اوندھی ہونے والی یعنی اوندھی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ع ر ش

(ض) **عَرْشًا** کسی چیز پر چھپر یا چھت ڈالنا۔ ﴿وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ﴾ (7/ الاعراف:137) ''اور ہم نے برباد کیا اس کو جو بنایا کرتے تھے فرعون اور اس کی قوم، اور اس کو جو وہ لوگ چھت ڈالا کرتے تھے۔''

عَرْشٌ ج عُرُوْشٌ۔ اسم ذات ہے۔ چھپر۔ چھت۔ تخت۔ (کیونکہ یہ زمین سے اونچا ہوتا ہے)۔ ﴿وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ﴾ (12/ یوسف:100) ''اور اس نے اُٹھایا اپنے والدین کو تخت پر۔'' ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ (9/ التوبۃ:129) ''اور وہ عظیم عرش کا مالک ہے۔''

مَعْرُوْشٌ اسم المفعول ہے۔ چھپر یا چھت ڈالا ہوا۔ ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ﴾ (6/ الانعام:141) ''اور وہ ہے جس نے پیدا کیا باغات کو، چھپر ڈالے ہوئے اور بغیر چھپر ڈالتے ہوئے۔''

ل ب ث

(س) **لَبْثًا** کسی جگہ قیام کرنا۔ ٹھہرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

لَابِثٌ اسم الفاعل ہے۔ ٹھہرنے والا۔ ﴿لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا﴾ (78/ النبا:23) ''قیام کرنے والے ہیں اس میں مدتوں۔''

(تفعّل) **تَلَبُّثًا** بتکلّف ٹھہرنا یعنی دیر کرنا۔ ﴿وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا﴾ (33/ الاحزاب:14) ''تو وہ لوگ دیر نہیں کریں گے اس میں مگر تھوڑی سی۔''

س ن ھ

(س) **سَنَهًا** بہت سالوں والا ہونا۔ متغیر ہونا۔ بگڑ جانا۔ (مدت گزرنے کی وجہ سے)

(تفعّل) **تَسَنُّهًا** متغیر ہونا۔ خراب ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ح م ر

(ن) **حَمْرًا** کھال کھرچنا (جس سے سرخی ظاہر ہو جائے)

اَحْمَرُ مؤنث حَمْرَاءُ ج حُمْرٌ۔ افعل الوان وعیوب ہے، سرخ رنگ والا۔ ﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ﴾ (35/ فاطر:27) ''اور پہاڑوں میں سرخ وسفید راستے ہیں۔''

حِمَارٌ ج حُمُرٌ اور حَمِيْرٌ۔ اسم ذات ہے۔ گدھا۔ ﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ﴾ (74/ المدثر:50) ''گویا کہ وہ لوگ بدکے ہوئے گدھے ہیں۔'' ﴿اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾ (31/ لقمان:19) ''بیشک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔''

ن ش ز

(ن) **نَشْزًا** کسی چیز کا اپنی جگہ سے اُبھرنا۔ اوپر اٹھنا۔

نُشُوْزًا بدخو یا بدکلام ہونا۔ زیادتی کرنا۔

اُنْشُزْ فعل امر ہے۔ تو اُبھر۔ تو اُٹھ۔ ﴿وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا﴾ (58/ المجادلہ:11) ''اور جب کہا جائے کہ تم لوگ اُٹھو تو تم لوگ اُٹھ جاؤ۔''

نُشُوْزٌ　اسم ذات ہے۔ بدخوئی۔ زیادتی۔ ﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا﴾ (4/النساء:128)
''اور اگر کسی عورت کو خوف ہو اپنے شوہر سے زیادتی کا۔''

(افعال)　اِنْشَازًا　کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَوْ گزشتہ آیت کے اَلَمْ تَرَ پر عطف ہے۔ پورا جملہ اس طرح ہوگا۔ اَوْ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ كَانَ كَالَّذِىْ۔ وَهِىَ کا واو حالیہ ہے۔ يُحْىٖ کا مفعول هٰذِهٖ ہے۔ مِائَةَ عَامٍ ظرف ہے اس لیے مِائَةَ منصوب ہے۔ كَمْ لَبِثْتَ میں كَمْ کی تمیز محذوف ہے جو يَوْمًا یا عَامًا ہو سکتی ہے۔ طعام اور شراب کے لیے کے لیے تثنیہ کا صیغہ آنا چاہیے تھا لیکن لَمْ يَتَسَنَّهْ واحد آیا ہے اس کی وضاحت آگے نوٹ میں کی جائے گی۔ اور یہ دراصل يَتَسَنَّهُ تھا جو لَمْ کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ درمیان میں جملۂ معترضہ ہے۔ اِلَى الْعِظَامِ گزشتہ جملہ کے حِمَارِكَ پر عطف ہے۔ نُنْشِزُهَا اور نَكْسُوْهَا کی ضمیر مفعولی اَلْعِظَامِ کے لیے ہیں جبکہ نَكْسُوْ کا مفعول ثانی لَحْمًا ہے اور نَحْنُ ضمیر جو ان میں چھپی ہوئی ہے، ان کی فاعل ہے جو اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

اَوْ	كَالَّذِىْ	مَرَّ	عَلٰى قَرْيَةٍ	وَّ	هِىَ	خَاوِيَةٌ
یا	اس کی مانند جو	گزرا	ایک بستی پر	اس حال میں کہ	وہ	اوندھی تھی

عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ	قَالَ	اَنّٰى	يُحْىٖ	هٰذِهِ	اللّٰهُ
اپنی چھتوں پر	اس نے کہا	کس طرح سے	زندہ کرے گا	اس کو	اللہ

بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ	فَاَمَاتَهُ	اللّٰهُ	مِائَةَ عَامٍ	ثُمَّ
اس کی موت کے بعد	تو موت دی اس کو	اللہ نے	ایک سو سال (کے لیے)	پھر

بَعَثَهٗ ؕ	قَالَ	كَمْ	لَبِثْتَ ؕ	قَالَ	لَبِثْتُ
اس نے اُٹھایا اس کو	(اللہ نے) کہا	کتنا (عرصہ)	تو ٹھہرا	اس نے کہا	میں ٹھہرا

يَوْمًا	اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ	قَالَ	بَلْ	لَّبِثْتَ	مِائَةَ عَامٍ
ایک دن	یا ایک دن کا کچھ (حصہ)	(اللہ نے) کہا	بلکہ	تو ٹھہرا	ایک سو سال

فَانْظُرْ	اِلٰى طَعَامِكَ	وَشَرَابِكَ	لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ
پس تو دیکھ	اپنی خوراک کی طرف	اور اپنی پینے کی چیز کی طرف	وہ متغیر ہی نہیں ہوئی

وَانْظُرْ	اِلٰى حِمَارِكَ	وَلِنَجْعَلَكَ	اٰيَةً
اور تو دیکھ	اپنے گدھے کی طرف	اور (یہ) اس لیے کہ ہم بنائیں تجھ کو	ایک نشانی

لِّلنَّاسِ	وَانْظُرْ	اِلَى الْعِظَامِ	كَيْفَ	نُنْشِزُهَا	ثُمَّ
لوگوں کے لیے	اور تو دیکھ	ہڈیوں کی طرف	کیسے	ہم اُٹھاتے ہیں ان کو	پھر

قَالَ	487 لَهٗ	تَبَيَّنَ	فَلَمَّا	لَحْمًا	نَكْسُوْهَا
تو اس نے کہا	اس کے لیے	واضح ہوا	پس جب	گوشت	ہم پہناتے ہیں ان کو

قَدِيْرٌ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	اَنَّ اللّٰهَ	اَعْلَمُ
قدرت رکھنے والا ہے	ہر چیز پر	کہ اللہ	میں جانتا ہوں

نوٹ۔1

اُردو میں ہم کہتے ہیں ''دودھ اور دہی کا ذائقہ خراب نہیں ہوا''۔ حالانکہ گرامر کے لحاظ سے کہنا چاہیے تھا ''ذائقے خراب نہیں ہوئے''۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بات کہنے کا یہ انداز عربی سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ عربی میں کبھی واحد بول کر تثنیہ اور کبھی تثنیہ بول کر واحد مراد لیتے ہیں۔ اس آیت میں بھی یہی انداز ہے کہ لَمْ يَتَسَنَّهْ واحد بول کر تثنیہ مراد لیا گیا ہے۔

اِس حوالے سے آسان عربی گرامر کے ''ابتدائیہ'' میں بتائی گئی اس بات کو ذہن میں تازہ کرلیں کہ زبان پہلے وجود میں آتی ہے اور قواعد بعد میں مرتب کیے جاتے ہیں۔ اس لیے گرامر اہلِ زبان کے تابع ہوتی ہے لیکن اہلِ زبان گرامر کے پابند نہیں ہوتے۔

نوٹ۔2

يَتَسَنَّهْ کے مادے کے بارے میں اختلافِ رائے ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس کا مادہ ''س ن ھ'' ہے۔ حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے اور ہم نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ اس کا مادہ ''س ن ن'' ہے۔ باب تفعّل میں اس کا مضارع يَتَسَنَّنُ بنتا ہے۔ یہ قاعدہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کس لفظ میں ایک ہی حرف دو دفعہ آ جائے تو عام طور پر ان کا ادغام کر دیتے ہیں۔ اب یہ قاعدہ بھی نوٹ کر لیں کہ ایک ہی حرف اگر تین دفعہ آ جائے تو پہلے دو حروف کا ادغام کر کے تیسرے حرف کو ''ی'' میں تبدیل کر سکتے ہیں یعنی یہ قاعدہ اختیاری ہے۔ اس طرح يَتَسَنَّنُ تبدیل ہو کر يَتَسَنّٰى ہو گیا۔ پھر اس پر لَمْ داخل ہوا تو ''ی'' گر گئی اور لَمْ يَتَسَنَّ باقی بچا۔ اس کے آگے جو ہائے ساکن ہے اسے ہائے سکت کہتے ہیں۔ اس کو وقف کے لیے لگاتے ہیں اور اس کے کوئی معنی نہیں ہوتے۔ جیسے كِتٰبِيَهْ۔ حِسَابِيَهْ وغیرہ۔'' (69/الحاقۃ:19۔20)

آیت نمبر (260)

﴿ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰي وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِىْ ۭ
قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ
سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦٠﴾ ع ﴾

ط م ء ن

(رُباعی) طَمْاَنَةً ذہن کو خلجان سے خالی کرنا۔ پُرسکون کرنا۔ مطمئن کرنا۔

(اِفْعِلَّال) اِطْمِئْنَانًا ذہن کا خلجان سے خالی ہو جانا۔ پُرسکون ہو جانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مُطْمَئِنٌّ اسم الفاعل ہے۔ پُرسکون ہو جانے والا۔ ﴿ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ﴾ (16/النحل:106) ''سوائے اس کے جو مجبور کیا گیا اس حال میں کہ اس کا دِل مطمئن ہو جانے والا ہے ایمان پر''

ط	ی	ر

4487

(ض) طَيْرًا کسی چیز کا اڑنا۔ پھیل جانا۔ ﴿وَلَا طٰٓىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ﴾ (6/الانعام:38)''اور نہ کوئی پرندہ جو اُڑتا ہے اپنے پروں پر۔''

طَائِرٌ ج طَيْرٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ اُڑنے والا۔ مختلف مفاہیم میں آتا ہے۔

(۱) پرندہ۔ اوپر آیت (6/الانعام:38) دیکھیں۔

(۲) اعمال (کیونکہ عمل کے بعد وہ انسان کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں یعنی اُڑ جاتے ہیں۔'' ﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ﴾ (17/بنی اسرائیل:19)''اور ہر ایک انسان، ہم نے لازم کیا اس پر اس کا عمل اس کی گردن میں۔''

(۳) بدشگونی۔ نحوست (عرب لوگ پرندوں سے شگون لیا کرتے تھے۔ پھر یہ شگون کے بجائے بدشگونی کے لیے استعمال ہونے لگا۔'' ﴿قَالُوْا طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ﴾ (36/یٰسٓ:19)''انہوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔''

(تفعّل) تَطَيُّرًا بدشگونی لینا۔ منحوس سمجھنا۔ ﴿قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ﴾ (36/یٰسٓ:18)''انہوں نے کہا بیشک ہم تم لوگوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔''

(استفعال) اِسْتِطَارَةً پھیل جانا۔ منتشر ہونا۔

مُسْتَطِيْرٌ اسم الفاعل ہے۔ پھیل جانے والا۔ ﴿وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝﴾ (76/الدھر:7) ''اور وہ لوگ خوف کرتے ہیں اس دن کا ہوگا جس کا شر پھیل جانے والا۔''

ص	و	ر

(ن) صَوْرًا (۱) بُلانا۔ مائل کرنا۔ (۲) کاٹنا۔ مجسمہ تراشنا۔

صُرْ فعل امر ہے۔ تو مائل کر۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

صُوْرَةٌ ج صُوَرٌ۔ اسم ذات ہے۔ شکل۔ حلیہ۔ صورت۔ ﴿فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۝ؕ﴾ (82/الانفطار:8)''جیسی شکل میں اس نے چاہا، اس نے ترتیب دیا تجھ کو۔'' ﴿فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾ (40/مومن:64)''تو اُس نے اچھی بنائیں تمہاری شکلیں۔''

صُوْرٌ اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس میں پھونکنے سے آواز پیدا ہو جیسے بگل۔ سائرن وغیرہ۔ ﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ﴾ (6/الانعام:73)''جس دن پھونکا جائے گا صور میں۔''

(تفعیل) تَصْوِيْرًا کسی کو کوئی شکل یا حلیہ دینا۔ ﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ؕ﴾ (3/آل عمران:6)''وہ ہے جو شکل دیتا ہے تم لوگوں کو رحموں میں جیسی وہ چاہتا ہے۔''

مُصَوِّرٌ اسم الفاعل ہے۔ شکل دینے والا۔ ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ (59/الحشر:24)''وہ اللہ ہے جو پیدا کرنے والا ہے، وجود بخشنے والا ہے، شکل دینے والا ہے۔''

ج	ب	ل

(ن) جَبْلًا بنانا۔ جیسے مٹی میں پانی ڈال کر گارا بنانا۔

جِبِلَّةٌ ج جِبِلٌّ۔ اسم ذات ہے۔ بنائی ہوئی چیز۔ خلقت۔ (جِبِلَّةٌ اسم جمع ہے اور اس کی جمع بھی آتی

487

ہے)۔﴿ وَاتَّقُوا الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ وَالۡجِبِلَّةَ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴾ (26/الشعراء:184)''اور تم لوگ تقویٰ کرو اس کا جس نے پیدا کیا تم لوگوں کو اور پہلی خلقت کو۔''﴿ وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا ﴾ (36/یٰسٓ:62)''اور اس نے گمراہ کیا تم میں سے بہت سی خلقتوں کو۔''

جَبَلٌ ج جِبَالٌ۔ پہاڑ۔﴿ وَكَانُوۡا يَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا ﴾ (15/الحجر:82)''اور وہ لوگ تراشتے تھے پہاڑوں میں سے گھر۔''

ج	ز	ء

(ف) جَزۡءًا کسی چیز کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا۔

جُزۡءٌ اسم ذات ہے۔ ٹکڑا۔ حصہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

رَبِّ کی جرّ یائے متکلم کی علامت ہے یعنی یہ دراصل رَبِّیۡ تھا۔ اَرِ فعل امر ہے، نِیۡ ضمیر مفعولی ہے اور آگے كَيۡفَ تُحۡيِ الۡمَوۡتٰى پورا جملہ اس کا مفعول ثانی ہے۔ لِيَطۡمَئِنَّ سے پہلے سَاَلۡتُكَ محذوف ہے۔ فَخُذۡ کا مفعول مِنَ الطَّيۡرِ ہے اور محلاً منصوب ہے، جبکہ اَرۡبَعَةً تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اِجۡعَلۡ کا مفعول جُزۡءًا ہے جبکہ مِنۡهُنَّ اس سے متعلق ہے۔ طَيۡرٌ غیر عاقل کی جمع مؤنث ہے۔ اس لحاظ سے فعل واحد مؤنث آنا چاہیے تھا لیکن يَاۡتِيۡنَ جمع مؤنث آیا ہے۔ یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ جیسے عام طور پر اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدَةً آتا ہے لیکن کبھی اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ بھی آجاتا ہے۔ سَعۡيًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

تُحۡيِ	كَيۡفَ	نِيۡ	اَرِ	رَبِّ	اِبۡرٰهٖمُ	وَاِذۡ قَالَ
تو زندہ کرے گا	کیسے	مجھ کو	تو دکھا	اے میرے رب!	ابراہیمؑ نے	اور جب کہا

بَلٰى	قَالَ	لَمۡ تُؤۡمِنۡ	اَوَ	قَالَ	الۡمَوۡتٰى
کیوں نہیں	(ابراہیمؑ نے) کہا	تو ایمان ہی نہیں لایا	تو کیا	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	مُردہ کو

فَخُذۡ	قَالَ	قَلۡبِيۡ	لِيَطۡمَئِنَّ	وَلٰكِنۡ
پس تو پکڑ	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	میرا دل	(میں پوچھتا ہوں) تاکہ پُرسکون ہوجائے	اور لیکن

اجۡعَلۡ	ثُمَّ	اِلَيۡكَ	هُنَّ	فَصُرۡ	مِّنَ الطَّيۡرِ	اَرۡبَعَةً
تو رکھ	پھر	اپنی طرف	ان کو	پھر تو مائل کر	پرندوں میں سے	چار

يَاۡتِيۡنَكَ	ادۡعُهُنَّ	ثُمَّ	جُزۡءًا	مِّنۡهُنَّ	عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ
وہ آئیں گے تیرے پاس	تو پکار ان کو	پھر	ایک ٹکڑا	ان میں سے	ہر ایک پہاڑ پر

حَكِيۡمٌ	عَزِيۡزٌ	اَنَّ اللّٰهَ	وَاعۡلَمۡ	سَعۡيًا
حکمت والا ہے	بالادست ہے	کہ اللہ	اور تو جان لے	دوڑتے ہوئے

487

نوٹ۔1

اِس سے پہلے رُباعی مجرد کے چند الفاظ آچکے ہیں اور اب رُباعی مزید فیہ کا لفظ پہلی مرتبہ آیا ہے۔ چونکہ آسان عربی گرامر میں آپ نے رُباعی کو نہیں پڑھا ہے اس لیے اس مقام پر اس کے متعلق چند باتیں ذہن نشین کر لیں۔

(۱) رُباعی کے اوزان میں فا اور عین کے بعد لام دو مرتبہ آتا ہے۔ نوٹ کر لیں کہ پہلا لام مادے کے تیسرے حرف کے لیے اور دوسرا لام چوتھے حرف کے لیے ہوتا ہے۔

(۲) رُباعی مجرد کا ایک ہی باب ہے۔ اس کا ماضی اور مضارع فَعْلَلَ اور يُفَعْلِلُ کے وزن پر آتے ہیں۔ جبکہ مصدر کے لیے زیادہ تر فَعْلَلَةٌ اور فِعْلَالٌ کے اوزان استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے طَمْأَنَ۔ يُطَمْئِنُ۔ طَمْأَنَةٌ اور زَلْزَلَ۔ يُزَلْزِلُ۔ زِلْزَالًا وغیرہ۔ یہ باب زیادہ تر متعدی ہوتا ہے۔

(۳) رُباعی مزید فیہ کے تین ابواب ہیں جس میں سے ایک آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔ اس کے ماضی۔ مضارع اور مصدر کے اوزان یہ ہیں۔ اِفْعَلَلَّ۔ يَفْعَلِلُّ۔ اِفْعِلَّالًا۔ آپ کی آسانی کے لیے ہم نے مصدر کے وزن کو کھول کر اِفْعِلَ لَالٌ لکھا ہے تاکہ تیسرے اور چوتھے کلمہ پر آپ صحیح حرکات وسکنات لگا سکیں۔ نوٹ کر لیں کہ اس باب کا ہمزہ، ہمزۃ الوصل ہے اور یہ باب زیادہ تر لازم ہوتا ہے۔

نوٹ۔2

اِس آیت کے حوالے سے ایک اہم اور بنیادی بات یہ نوٹ کر لیں کہ یہ کائنات اور اس کی ہر چیز اپنی زبانِ حال سے اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی توحید اور اس کی قدرت کی گواہی دے رہی ہے۔ اور یہی ایمان کی اصل بنیاد ہے۔ اس ایمان کے بعد جو تفصیلات اور جزئیات قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں ان پر ایمان اور عمل لازمی ہو جاتا ہے، خواہ اطمینانِ قلب حاصل ہو یا نہ ہو۔

نوٹ کریں کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ایمان کا اقرار کیا ہے، تب اللہ تعالیٰ نے ان کے اطمینانِ قلب کا بندوبست کیا ہے۔ اسی طرح سے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر ایمان اور اخلاصِ نیت سے عمل کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے انہیں اطمینانِ قلب عطا فرماتا ہے۔

آیت نمبر (261)

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۶۱﴾

س ب ع

(ف) سَبْعًا ساتواں حصہ لینا (کسی چیز کو سات حصوں میں تقسیم کرکے)۔

سَبْعٌ اسم عدد بھی ہے۔ سات ﴿لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ﴾ (15/الحجر:44) ''اس کے سات دروازے ہیں۔''

سَبْعُوْنَ ستر۔ ﴿اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ﴾ (9/التوبۃ:80) ''اگر آپ استغفار کریں ان کے لیے ستر مرتبہ تو (بھی) ہر گز نہیں بخشے گا اللہ ان کو۔''

سَبُعٌ اسم ذات ہے۔ درندہ۔ (کیونکہ وہ اپنے شکار کو پھاڑ کر ٹکڑوں میں تقسیم کرتا ہے)۔ ''﴿وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ﴾ (5/المآئدہ:3) ''اور جس کو کھایا درندے نے۔''

س ن ب ل

487

(رُباعی) سَنْبَلَةً کھیتی کا بالیں نکالنا۔

سُنْبُلٌ جمع سَنَابِلُ۔ اسم ذات ہے۔ پودے کی بالی۔خوشہ۔﴿فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ﴾ (12/یوسف:47)''پس جو تم لوگ کاٹو تو چھوڑ دو اس کو اس کے خوشے میں۔''﴿وَ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ﴾(12/یوسف:43)''اور سات سبز بالیں/خوشے۔''

ترکیب

كَمَثَلِ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حَبَّةٍ مجرور ہے۔اَنْۢبَتَتْ کا فاعل اس میں هِيَ کی ضمیر ہے جو حَبَّةٍ کے لیے ہے،جبکہ مرکب اضافی سَبْعَ سَنَابِلَ اس کا مفعول ہے۔اس لیے اس کا مضاف سَبْعَ منصوب ہے اور مضاف الیہ سَنَابِلَ محلاً مجرور ہے۔مِائَةُ حَبَّةٍ مبتداء مؤخر ہے اس لیے مضاف مِائَةُ مرفوع ہے،اِس کی خبر محذوف ہے اور فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ قائم مقام خبر مقدم ہے۔يُضٰعِفُ کا مفعول محذوف ہے جو کہ اِنْفَاقًا ہو سکتا ہے جبکہ لِمَنْ متعلق فعل ہے۔

ترجمہ

مَثَلُ الَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	كَمَثَلِ حَبَّةٍ
ان لوگوں کی مثال جو	خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو	اللہ کی راہ میں	ایک ایسے دانے کی مثال کی طرح

اَنْۢبَتَتْ	سَبْعَ سَنَابِلَ	فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ	مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ	وَاللّٰهُ	يُضٰعِفُ
جس نے اُگائے	سات کوشے	ہر ایک خوشے میں	ایک سو دانے ہیں	اور اللہ	بڑھاتا ہے(انفاق کو)

لِمَنْ	يَّشَاۗءُ ۭ	وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ
اس کے لیے جس کے لیے	وہ چاہتا ہے	اور اللہ	وسعت دینے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

لفظ مِائَةٌ میں الف زائدہ ہے جیسے اُولٰۗىِٕكَ میں واؤ زائدہ ہے۔چند الفاظ میں حروف زائدہ لکھنے کی وجہ سمجھ لیں۔

صحابۂ کرامؓ کے زمانے میں بھی اور آج بھی عربی حرکات وسکنات کے بغیر لکھی اور پڑھی جاتی ہے جیسے فارسی اور اُردو حرکات وسکنات کے بغیر لکھی اور پڑھی جاتی ہے۔البتہ غیر عربی لوگوں کی سہولت کے لیے بعد میں قرآن مجید میں حرکات وسکنات لکھنے کا رواج ہوا۔

اسی طرح عربی حروف پر نقطے ڈالنے کا رواج بھی بعد میں ہوا۔صحابۂ کرامؓ کے زمانے میں عربی،حروف کے نقطوں کے بغیر لکھی اور پڑھی جاتی تھی۔مثلاً اس زمانے میں حرف''ح'' کو حسب موقع ج۔ح اور خ پڑھا جاتا تھا اور بالکل درست پڑھا جاتا تھا۔ہم لوگ اس کو ناممکن قرار دینے سے پہلے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ انگریزی ہماری مادری زبان نہیں ہے،اس کے باوجود ہم لوگ انگریزی حرف''C'' کو لفظ CIRCLE میں پہلے سین کی آواز سے اور پھر کاف کی آواز سے پڑھ لیتے ہیں حرف''G'' کو لفظ GENERAL میں جیم اور GOD میں گاف کی آواز سے پڑھ لیتے ہیں۔علیٰ ھٰذا القیاس۔

بہرحال عربی حروف پر نقطے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ الفاظ میں مشابہت دور کرنے کے لیے کسی ایک لفظ میں کوئی زائد حرف لکھا جاتا تھا۔جیسے اِلَيْكَ سے فرق کرنے کے لیے اُولٰۗىِٕكَ میں واؤ زائد لکھا گیا۔اسی طرح مِنْهُ سے فرق کرنے کے لیے مِائَةٌ میں الف زائد لکھا گیا۔(واللہ اعلم)

نوٹ۔2

کُلٌّ کا مضاف الیہ زیادہ تر واحد نکرہ آتا ہے۔لیکن اگر معرفہ آئے تو مفہوم میں کچھ فرق پڑتا ہے۔مثلاً کُلُّ کِتَابٍ کا مطلب ہے ہر ایک کتاب۔جبکہ کُلُّ الْکِتَابِ کا مطلب ہے کل کی کل کتاب یعنی وہ پوری کتاب جس کی بات ہو رہی ہے۔

آیت نمبر(262)

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾﴾

ترکیب

یُتْبِعُوْنَ کا مفعول اول مَا ہے،جبکہ مَنًّا اور اَذًی اس کے مفعول ثانی ہیں اس لیے یہاں اَذًی محلاً منصوب ہے۔اَجْرُھُمْ مبتداءمؤخر ہے،اس کی خبر محذوف ہے جو ثَابِتٌ یا مَحْفُوْظٌ ہوسکتی ہے،لَھُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے اور عِنْدَ رَبِّھِمْ متعلق خبر ہے۔لَا خَوْفٌ مبتداء نکرہ ہے کیونکہ قاعدہ بیان ہو رہا ہے،اس کی بھی خبر محذوف ہے اور عَلَیْھِمْ قائم مقام خبر ہے۔ھُمْ مبتداء ہے اور یَحْزَنُوْنَ جملہ فعلیہ بن کر اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

اَلَّذِیْنَ	یُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَھُمْ	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ	ثُمَّ	لَا یُتْبِعُوْنَ
وہ لوگ جو	خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو	اللہ کی راہ میں	پھر	وہ لوگ پیچھے نہیں لگاتے

مَآ	اَنْفَقُوْا	مَنًّا	وَّلَآ اَذًی ۙ	لَّھُمْ
اس کے جو	انہوں نے خرچ کیا	احسان جتانے کو	اور نہ ہی ستانے کو	ان کے لیے ہے

اَجْرُھُمْ	عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ	وَلَا خَوْفٌ	عَلَیْھِمْ	وَلَا ھُمْ
ان کا اجر	ان کے رب کے پاس	اور کوئی خوف نہیں ہے	ان پر	اور نہ ہی وہ لوگ

یَحْزَنُوْنَ
پچھتاتے ہیں

نوٹ۔1

خوف کا تعلق مستقبل کے اندیشوں سے ہے۔انسان کو ہر وقت دھڑکا لگا رہے کہ کہیں یہ نہ ہو جائے کہیں وہ نہ ہو جائے۔حزن کا تعلق ماضی کے پچھتاووں سے ہے۔کاش!مَیں نے یہ نہ کیا ہوتا۔کاش!ایسا نہ ہوتا۔ایک انسان اگر ان دو کیفیتوں سے محفوظ و مامون ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے جو بےغرض انفاق کے اصل اجر کے علاوہ ہے۔اسی لیے فرمادیا کہ ان کا اجر تو ان کے رب کے پاس محفوظ ہے اور یہ بھی ہے۔

یہ داخلی کیفیت اصلاً تو جنتی لوگوں کا خاصہ ہے لیکن بےغرض انفاق کرنے والوں کو کسی درجہ میں یہ انعام اِس دنیا میں بھی ملتا ہے۔امام ابن تیمیہؒ کا غالباً یہی مطلب تھا جب انہوں نے فرمایا کہ میری جنت میرے سینے میں ہے۔برٹرنڈ رسل نے بھی اپنی کتاب CONQUEST OF HAPPINESS میں اپنے غور وفکر کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان کیا کہ HAPPINESS IS A STATE OF MIND۔

اِس دنیا میں جنت حاصل کرنے کے لیے بےغرض انفاق کی ایک صفت اس آیت میں بیان ہوئی ہے کہ نہ صرف احسان نہیں جتاتے بلکہ یہ احتیاط بھی کرتے ہیں کہ ان کے طرزِ عمل سے دوسرے کو کوئی جذباتی ٹھیس بھی

نہ پہنچے۔ ایک صفت آیت نمبر 76/ الدھر:9،8 میں بیان ہوئی ہے کہ وہ لوگ جب کسی مسکین، یتیم یا قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں تو کسی
487
بدلے کی اُمید تو کیا، وہ شکریے کی بھی اُمید نہیں رکھتے۔

آیت نمبر (263)

﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ ۝٢٦٣﴾

غ ن ی

(س)	غَنِيَ	(۱) کسی قسم کی کوئی ضرورت لاحق نہ ہونا۔ ضروریات سے بے نیاز ہونا۔ (یہ مفہوم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے)۔ (۲) ضروریات پوری کرنے کے ذرائع میسر ہونا۔ مالدار رہنا۔ بےفکر و بے پرواہ ہونا۔ (یہ مفہوم غیر اللہ کے لیے ہے)۔
	مَغْنًى	اپنا وجود قائم رکھنا یعنی زندہ رہنا۔ کسی جگہ رہنا۔ ﴿كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ﴾ (11/ھود:68) ''جیسے کہ وہ لوگ رہتے ہی نہیں تھے اس میں۔''
	غَنِيٌّ	ج اَغْنِيَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے نیاز۔ مالدار۔ ﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاۗءُ ۚ﴾ (9/التوبۃ:93) ''الزام تو بس ان لوگوں پر ہے جنہوں نے رخصت مانگی آپؐ سے اس حال میں کہ وہ لوگ مالدار تھے۔''
(افعال)	اِغْنَاءً	(۱) کسی کی کوئی ضرورت پوری کرنا یا تکلیف دور کرنا یعنی کام آنا۔ (۲) مالدار کرنا۔ (۳) بےفکر و بے پرواہ کرنا۔ ﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ۭ﴾ (111/اللھب:2) ''کام نہیں آیا اس کے اس کا مال اور جو اس نے کمایا۔'' ﴿وَوَجَدَكَ عَاۗىِٕلًا فَاَغْنٰى ۝ۭ﴾ (93/الضحیٰ:8) ''اور اُس نے پایا آپؐ کو تنگ دست تو اس نے مالدار کیا۔'' ﴿لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝ۭ﴾ (88/الغاشیۃ:7) ''وہ موٹا نہیں کرتا ہے اور نہ بےفکر کرتا ہے بھوک سے۔''
	مُغْنٍ	اسم الفاعل ہے۔ کام آنے والا۔ بے پرواہ کرنے والا۔ ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ﴾ (14/ابراھیم:21) ''تو کیا تم لوگ دور کرنے والے ہو ہم سے اللہ کے عذاب سے کچھ بھی۔''
(استفعال)	اِسْتِغْنَاءً	(۱) بے نیازی اختیار کرنا۔ (۲) بےفکر و بے پرواہ سمجھنا۔ ﴿فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ﴾ (64/التغابن:6) ''تو انہوں نے انکار کیا اور منہ موڑا اور بے نیاز ہوا اللہ۔'' ﴿وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ۙ﴾ (92/الیل:8) ''اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا۔''

ترکیب

مرکب توصیفی قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ اور مفرد مَغْفِرَةٌ یہ دونوں مبتداء نکرہ ہیں اور خَيْرٌ اس کی خبر ہے۔ خَيْرٌ افعل تفضیل ہے اور مِنْ کے ساتھ آیا ہے اس لیے یہ واحد ہی رہے گا۔ صَدَقَةٍ نکرہ موصوفہ ہے۔ يَتْبَعُ کا فاعل اَذًى ہے اس لیے یہاں پر یہ محلاً مرفوع ہے۔

ترجمہ

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ	وَّ مَغْفِرَةٌ	خَيْرٌ	مِّنْ صَدَقَةٍ	يَّتْبَعُهَآ
ایک بھلی بات	اور درگزر	زیادہ بہتر ہے	ایسے صدقے سے	پیچھے پیچھے آتا ہے جس کے

اَذًى ط	وَاللّٰهُ	غَنِيٌّ	حَلِيْمٌ
ستانا	اور اللہ	بے نیاز ہے	بردبار ہے

آیت نمبر(264)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا
يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ ﴾

ت ر ب

(س)

تَرَبًا — کسی چیز کو مٹی لگنا۔ خاک آلود ہونا۔

مَتْرَبَةً — محتاج ہونا۔

مَتْرَبَةٌ — اسم ذات بھی ہے۔ محتاجی۔ ﴿ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ؕ ﴾ (90/البلد:16) ''یا کسی مسکین محتاجی والے کو۔''

تُرَابٌ — اسم ذات ہے۔ مٹی۔ آیت زیر مطالعہ۔

تَرِيْبَةٌ — ج تَرَائِبُ۔ سینے کی پسلی۔ ﴿ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿۷﴾ ؕ ﴾ (86/الطارق:7) ''وہ نکلتا ہے پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے۔''

تِرْبٌ — ج اَتْرَابٌ۔ ایک مٹی میں کھیلے ہوئے۔ ہم عمر۔ ﴿ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ ۙ ﴾ (78/النبا:33) ''اور ہم عمر عورتیں۔''

و ب ل

(ک)

وَبَلًا — کسی چیز کا سخت ہونا۔ نقصان دہ ہونا۔

وَابِلٌ — بڑے بڑے اور وزنی قطروں والی بارش۔ آیت زیر مطالعہ۔

وَبَالٌ — نقصان۔ بُرا انجام۔ سزا۔ ﴿ لِيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ ﴾ (5/المآئدہ:95) ''تاکہ وہ چکھے سزا اپنے کام کی۔''

وَبِيْلٌ — فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ سخت۔ نقصان دہ۔ مضر۔ ﴿ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ ﴾ (73/المزمل:16) ''تو ہم نے پکڑا اس کو ایک سخت پکڑ میں۔''

ص ل د

(ض)

صَلْدًا — گنجے سر کا چمکنا۔ پتھر کا چکنا اور چمکدار ہونا۔

صَلْدٌ — اسم ذات بھی ہے۔ چکنا اور چمکدار پتھر۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

يُنْفِقُ کا مفعول مَالَهٗ ہے جبکہ رِئَآءَ النَّاسِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ وَلَا يُؤْمِنُ کا واؤ حالیہ ہے۔ صَفْوَانٍ نکرہ موصوفہ ہے۔ تُرَابٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور عَلَيْهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ اس کی ضمیر صَفْوَانٍ کے لیے ہے۔ فَاَصَابَهٗ کی ضمیر مفعولی بھی صَفْوَانٍ کے لیے ہے اور اس کا فاعل وَابِلٌ ہے۔ صَلْدًا حال ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تُبْطِلُوْا	صَدَقٰتِكُمْ	بِالْمَنِّ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ باطل مت کرو	اپنے صدقات کو	احسان جتانے سے

وَالْاَذٰی	كَالَّذِیْ	یُنْفِقُ	مَالَهٗ	رِئَآءَ النَّاسِ	وَ
اور ستانے سے	اس کی مانند جو	خرچ کرتا ہے	اپنے مال کو	لوگوں کو دکھاتے ہوئے	اس حال میں کہ

لَا یُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ	فَمَثَلُهٗ	كَمَثَلِ صَفْوَانٍ
وہ ایمان نہیں لاتا	اللہ پر	اور آخری دن (آخرت) پر	تو اس کی مثال	ایک ایسے صاف پتھر کی مثال کی مانند ہے

عَلَیْهِ	تُرَابٌ	فَاَصَابَهٗ	وَابِلٌ	فَتَرَكَهٗ
جس پر	کچھ مٹی ہے	پھر آ لگی اس کو	ایک موٹی بوندوں والی بارش	تو اس نے چھوڑا اس کو

صَلْدًا	لَا یَقْدِرُوْنَ	عَلٰی شَیْءٍ	مِّمَّا	كَسَبُوْا	وَاللّٰهُ
چمکتا ہوا	وہ لوگ قابو نہیں پاتے	کسی چیز پر	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	اور اللہ

لَا یَهْدِی	الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ
ہدایت نہیں دیتا	ناشکری کرنے والے لوگوں کو

آیت نمبر (265)

﴿وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۶۵﴾﴾

ر ب و

(ن) رِبَآءٌ: کسی چیز کا اپنی جگہ سے بلند ہونا۔ اُگنا۔ بڑھنا۔ اُبھرنا۔ ﴿وَ تَرَی الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ﴾ (22/الحج:5) ''تو دیکھتا ہے زمین کو مرجھائی ہوئی پھر جب بھی ہم اُتارتے ہیں اس پر پانی کو تو وہ لہلہاتی ہے اور اُبھرتی ہے۔''

اَرْبٰی: افعل التفضیل ہے۔ زیادہ اُگنے یا بڑھنے والا۔ ﴿تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ ؕ﴾ (16/النحل:92) ''تم لوگ بناتے ہو اپنی قسموں کو دخل دینے کا (بہانہ) آپس میں (اس لیے) کہ وہ جاتی ہے ایک قوم زیادہ بڑھنے والی دوسری قوم سے۔''

رَابٍ: فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ اُبھرنے والا۔ چڑھنے والا۔ ﴿فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا ؕ﴾ (13/الرعد:17) ''تو اُٹھایا بہتے پانی نے اُبھرنے والا کچھ جھاگ۔''

رِبٰوا: اسم ذات ہے۔ بڑھی ہوئی یا اُبھری ہوئی چیز۔ اصطلاحاً سود کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ﴾ (2/البقرہ:276) ''مٹاتا ہے اللہ سود کو اور وہ بڑھاتا ہے صدقات کو۔''

رَبْوَةٌ: اسم ذات ہے۔ بلند جگہ۔ ٹیلہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِرْبَاءً بلند کرنا۔ بڑھانا۔ لفظ رِبٰوا میں آیت نمبر(2/البقرہ:276) دیکھیں۔

(تفعیل) تَرْبِيَةً بتدریج بلند کرتے رہنا۔ بڑھاتے رہنا۔ یعنی تربیت کرنا۔﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا﴾ (17/بنی اسرائیل:24)''اے میرے رب! تو رحم کر ان دونوں پر جیسا کہ ان دونوں نے تربیت کی میری بچپن میں۔''

ط ل ل

(ن) طَلًّا شبنم پڑنا۔ پھوار پڑنا۔

طَلٌّ اسم ذات ہے۔ شبنم۔ پھوار۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

يُنْفِقُوْنَ کا مفعول اَمْوَالَهُمْ ہے جبکہ مرکب اضافی اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مَرْضَاتِ ک ولمبی تا سے لکھنا قرآن کا مخصوص املاء ہے۔ تَثْبِيْتًا بھی حال ہے۔ جَنَّةٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ بِرَبْوَةٍ خبر محذوف کی قائم مقام خبر ہے۔ اَصَابَهَا کا فاعل وَابِلٌ ہے اور اس کی ضمیر مفعولی جَنَّةٍ کے لیے ہے۔ فَاٰتَتْ کی ضمیر فاعلی هِيَ بھی جَنَّةٍ کے لیے ہے۔ ضِعْفَيْنِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ فَطَلٌّ فعل محذوف کا فاعل ہے یعنی فَاَصَابَهَا طَلٌّ۔

ترجمہ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمُ	ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ
اور ان لوگوں کی مثال جو	خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو	اللہ کی رضا کی جستجو کرتے ہوئے

وَتَثْبِيْتًا	مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	كَمَثَلِ جَنَّةٍ
اور جماتے ہوئے	اپنے آپ کو	ایک ایسے باغ کی مثال کی مانند ہے جو

بِرَبْوَةٍ	اَصَابَهَا	وَابِلٌ	فَاٰتَتْ
ایک ٹیلے پر ہے	آ لگی اس کو	ایک موٹے قطروں والی بارش	تو اس نے دیا

اُكُلَهَا	ضِعْفَيْنِ	فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا	وَابِلٌ
اپنا پھل	دوگنا	پھر اگر نہیں لگتی اس کو	کوئی موٹے قطروں والی بارش

فَطَلٌّ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ
تو (آ لگی اس کو) ایک پھوار	اور اللہ	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

سبق-34 1
266/2 تا 286

آیت نمبر (266)

﴿اَیَوَدُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ لَہٗ جَنَّۃٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّ اَعۡنَابٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۙ لَہٗ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَہُ الۡکِبَرُ وَ لَہٗ ذُرِّیَّۃٌ ضُعَفَآءُ ۪ۖ فَاَصَابَہَاۤ اِعۡصَارٌ فِیۡہِ نَارٌ فَاحۡتَرَقَتۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۲۶۶﴾﴾

ن خ ل

(ن) نَخۡلًا: آٹا چھان کر بھوسی الگ کرنا۔ اچھی چیز پسند کرنا۔

نَخۡلٌ: اسم جنس ہے۔ واحد نَخۡلَۃٌ جمع نَخِیۡلٌ۔ ک ھجور کا درخت۔ ﴿فِیۡہِمَا فَاکِہَۃٌ وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ۚ﴾ (55/الرحمٰن:68) ''ان دونوں میں ہیں کچھ میوے اور کچھ کھجور اور کچھ انار۔'' ﴿وَ ہُزِّیۡۤ اِلَیۡکِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَۃِ﴾ (19/مریم:25) ''تو ہلا اپنی طرف کھجور کے تنے کو۔''

ع ص ر

(ض) عَصۡرًا: کسی چیز کا رس نچوڑنا۔ نچوڑنے کے لیے کسی چیز کو گھمانا۔ گردش دینا۔ ﴿وَ فِیۡہِ یَعۡصِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ؑ﴾ (12/یوسف:49) ''اور اس میں وہ لوگ رس نچوڑیں گے۔''

عَصۡرٌ: اسم ذات ہے۔ زمانہ۔ ﴿وَ الۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾﴾ (103/العصر:1،2) ''زمانے کی قسم بیشک تمام انسان خسارے میں ہیں۔''

اِعۡصَارٌ: اسم ذات ہے۔ بگولہ۔ سائکلون۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِعۡصَارًا: بارش برسانا۔

مُعۡصِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ بارش برسانے والا یعنی بادل۔ ﴿وَّ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿ۙ۱۴﴾﴾ (78/النبا:14) ''اور ہم نے اُتارا بدلیوں سے کچھ پانی موسلا دھار۔''

ح ر ق

(ن) حَرۡقًا: کسی چیز کو جلانا۔

حَرِیۡقٌ: ہمیشہ اور ہر حال میں جلانے والا۔ آگ کا شعلہ۔ ﴿ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ ﴿۱۸۱﴾﴾ (3/آل عمران:181) ''تم لوگ چکھو شعلے کا عذاب۔''

(تفعیل) تَحۡرِیۡقًا: کثرت سے جلانا۔ جلا کر بھسم کر دینا۔ ﴿لَنُحَرِّقَنَّہٗ ثُمَّ لَنَنۡسِفَنَّہٗ فِی الۡیَمِّ نَسۡفًا ﴿۹۷﴾﴾ (20/طٰہٰ:97) ''ہم لازماً جلا کر بسم کریں گے اس کو پھر ہم لازماً بکھیریں گے اس کو پانی میں جیسے بکھیرتے ہیں۔''

حَرِّقۡ: فعل امر ہے۔ تو جلا کر بھسم کر۔ ﴿قَالُوۡا حَرِّقُوۡہُ وَ انۡصُرُوۡۤا اٰلِہَتَکُمۡ﴾ (21/الانبیاء:68) ''ان لوگوں نے کہا تم لوگ جلا کر بھسم کر و اس کو اور تم لوگ مدد کرو اپنے معبودوں کی۔''

(افتعال) اِحۡتِرَاقًا: اہتمام سے جلنا۔ جل کر بھسم ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

یَوَدُّ کا فاعل اَحَدُکُمْ ہے۔ اَنْ تَکُوْنَ کا اسم جَنَّۃٌ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور لَہٗ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ تَجْرِیْ کا فاعل اَلْاَنْھٰرُ ہے، یہ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے فعل واحد مؤنث آیا ہے۔ لَہٗ خبر محذوف کی قائم مقام خبر مقدم ہے۔ فِیْھَا اور مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ متعلق خبر ہیں اور مبتداء بھی محذوف ہے جو نَصِیْبٌ ہوسکتا ہے۔ وَاَصَابَہٗ کی ضمیر مفعولی اَحَدُکُمْ کے لیے ہی اور اَلْکِبَرُ اس کا فاعل ہے۔ مرکب توصیفی ذُرِّیَّۃٌ ضُعَفَاءُ مبتداء مؤخر نکرہ ہے، خبر محذوف ہے اور لَہٗ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ذُرِّیَّۃٌ یہاں جمع کے مفہوم میں آیا ہے۔ فَاحْتَرَقَتْ کا فاعل اس میں ھِیَ کی ضمیر ہے جو جَنَّۃٌ کے لئے ہے۔

ترجمہ

اَیَوَدُّ	اَحَدُکُمْ	اَنْ	تَکُوْنَ	لَہٗ	جَنَّۃٌ	مِّنْ نَّخِیْلٍ
کیا چاہتا ہے	تم میں سے کوئی	کہ	ہو	اس کے لیے	ایک باغ	کھجوروں کا

وَّاَعْنَابٍ	تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِھَا	الْاَنْھٰرُ	لَہٗ	فِیْھَا
اور انگوروں کا	بہتی ہوں	ان کے نیچے سے	نہریں	اس کے لیے ہو	اس میں

مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ	وَاَصَابَہُ	الْکِبَرُ	وَ	لَہٗ
تمام پھلوں میں سے (ایک حصہ)	اور آ لگے اس کو	بڑھاپا	اس حال میں کہ	اس کی ہوں

ذُرِّیَّۃٌ ضُعَفَاءُ	فَاَصَابَھَآ	اِعْصَارٌ	فِیْہِ	نَارٌ	فَاحْتَرَقَتْ
کچھ کمزور اولادیں	پھر آ لگے اس کو	ایک بگولہ	جس میں ہو	ایک آگ	پس وہ بھسم ہو

کَذٰلِکَ	یُبَیِّنُ	اللّٰہُ	لَکُمُ	الْاٰیٰتِ	لَعَلَّکُمْ	تَتَفَکَّرُوْنَ
اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ	تم لوگوں کے لیے	نشانیوں کو	شائد کہ	تم لوگ سوچ وچار کرو

نوٹ۔1

سائکلون میں ہوا کی گردش سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے اسے اس آیت میں آگ کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ بجلی جب کسی چیز پر گرتی ہے تو اسے جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔

آیت نمبر (267)

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴾

ی م م

(ن) یَمًّا کسی چیز کو پانی میں ڈالنا۔

یَمٌّ اسم ذات ہے۔ پانی۔ ﴿ فَاَغْرَقْنٰھُمْ فِی الْیَمِّ ﴾ (7/الاعراف:136) ''تو ہم نے ڈبو یا ان کو پانی میں۔''

(تفعّل) تَیَمُّمًا کسی چیز کا قصد کرنا۔ ارادہ کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

خ ب ث

(ک) **خَبَاثَةً** گندہ اور ناپاک ہونا۔ ناکارہ اور ردّی ہونا۔ ﴿وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا ؕ﴾ (7/ الاحزاب: 58) ''اور جو ناکارہ ہوا اس سے نہیں نکلتا مگر مشکل سے۔''

خَبِیْثٌ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ گندہ۔ ناکارہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

غ م ض

(ن) **غُمُوْضًا** نیند کا جھونکا آنا۔

(افعال) **اِغْمَاضًا** آنکھ بند کرنا۔ چشم پوشی کرنا۔ غفلت برتنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

طَیِّبٰتِ مضاف ہے اور مَا اس کا مضاف الیہ ہے۔ لَسْتُمْ کا اسم اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور بِاٰخِذِیْهِ اس کی خبر ہے۔ یہ بِاٰخِذِیْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْۤا	اَنْفِقُوْا	مِنْ طَیِّبٰتِ مَا	کَسَبْتُمْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ خرچ کرو	اس کے پاکیزہ میں سے جو	تم لوگوں نے کمایا

وَمِمَّاۤ	اَخْرَجْنَا	لَکُمْ	مِّنَ الْاَرْضِ ۪	وَلَا تَیَمَّمُوا
اور اس میں سے جو	ہم نے نکالا	تمہارے لیے	زمین سے	اور تم لوگ ارادہ مت کرو

الْخَبِیْثَ	مِنْهُ	تُنْفِقُوْنَ	وَلَسْتُمْ	بِاٰخِذِیْهِ
ناکارہ کا	اس میں سے (جس سے)	تم لوگ خرچ کرتے ہو	حالانکہ تم لوگ نہیں ہو	اس کو پکڑنے والے

اِلَّاۤ اَنْ	تُغْمِضُوْا	فِیْهِ ؕ	وَاعْلَمُوْۤا	اَنَّ	اللّٰهَ	غَنِیٌّ	حَمِیْدٌ
مگر یہ کہ	تم چشم پوشی کرو	اس سے	اور جان لو	کہ	اللہ	بے نیاز ہے	حمد کیا ہوا ہے

آیت نمبر (268)

﴿اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۖۙ۲۶۸﴾

ف ق ر

(ن) **فَقْرًا** کھودنا۔ توڑنے۔

فَاقِرٌ اسم الفاعل ہے۔ توڑنے والا۔ ﴿تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ؕ۲۵﴾ (75/ القیامۃ: 25) ''وہ گمان کریں گے کہ کیا جائے گا ان سے توڑنے والا کام۔''

(ک) **فَقْرًا** محتاج ہونا۔ مفلس ہونا۔

فَقْرٌ اسم ذات ہے۔ محتاجی۔ مفلسی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

فَقِیْرٌ ج فُقَرَاءُ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ محتاج۔ مفلس۔ ﴿وَ مَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ﴾ (4/ النساء: 6) ''اور جو ہو محتاج تو اسے چاہیے کہ وہ کھائے دستور کے مطابق۔'' ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ ۚ﴾ (35/ فاطر: 15) ''اے لوگو تم لوگ محتاج ہو اللہ کے۔''

ترکیب

یَعِدُ کا فاعل اس میں ھُوَکی ضمیر ہے جو اَلشَّیْطٰنُ کے لیے ہے۔ کُمْ کی ضمیر اس کا مفعول اوّل ہے اور اَلْفَقْرَ مفعول ثانی ہے۔ اس کے آگے یَعِدُ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ کُمْ مفعول اوّل ہے جبکہ مَغْفِرَۃً اور فَضْلًا دونوں مفعول ثانی ہیں۔

ترجمہ

اَلشَّیْطٰنُ	یَعِدُ	کُمُ	الْفَقْرَ	وَیَاْمُرُ	کُمْ
شیطان	وعدہ دیتا ہے	تم لوگوں کو	مفلسی کا	اور ترغیب دیتا ہے	تم لوگوں کو

بِالْفَحْشَآءِ ۚ	وَاللّٰہُ	یَعِدُ	کُمْ	مَّغْفِرَۃً	مِّنْہُ
اعلانیہ بے حیائی کی	اور اللہ	وعدہ کرتا ہے	تم لوگوں سے	مغفرت کی	اس سے (یعنی اپنی)

وَفَضْلًا ؕ	وَاللّٰہُ	وَاسِعٌ	عَلِیْمٌ
اور (اپنے) فضل کا	اور اللہ	وسعت والا ہے	جاننے والا ہے

آیت نمبر (269)

﴿ یُّؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (269) ﴾

ترکیب

یُؤْتِی کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ اَلْحِکْمَۃَ اس کا مفعول اوّل ہے اور مَنْ مفعول ثانی ہے۔ اس کے آگے وَمَنْ شرطیہ ہے۔ یُؤْتَ الْحِکْمَۃَ شرط ہی اور فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا جواب شرط ہے۔ شرط ہونے کی وجہ سے مضارع مجہول یُؤْتِی مجزوم ہوا تو یا گرگئی اور یُؤْتَ باقی بچا۔ اس کا نائب فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو مَنْ کے لیے ہے جبکہ اَلْحِکْمَۃَ مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اُوْتِیَ ماضی مجہول ہے اور جواب شرط ہونے کی وجہ سے محلًّا مجزوم ہے۔ اس کا نائب فاعل بھی اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو مَنْ کے لیے ہے جبکہ خَیْرًا کَثِیْرًا مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

یُّؤْتِی	الْحِکْمَۃَ	مَنْ	یَّشَآءُ ۚ	وَمَنْ	یُّؤْتَ	الْحِکْمَۃَ
وہ دیتا ہے	دانائی	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور جس کو	دی جاتی ہے	دانائی

فَقَدْ اُوْتِیَ	خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ	وَمَا یَذَّکَّرُ	اِلَّآ	اُولُوا الْاَلْبَابِ
تو اس کو دی گئی ہے	ایک کثیر بھلائی	اور نصیحت نہیں حاصل کرتے	مگر	سوجھ بوجھ والے لوگ

آیت نمبر (270)

﴿ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَۃٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُہٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (270) ﴾

ترکیب

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ میں مَا موصولہ، شرطیہ ہے۔ اَنْفَقْتُمْ سے مِنْ نَذْرٍ تک شرط ہے۔ اس میں افعال ماضی استعمال ہوئے ہیں اس لیے ان پر مجزوم ہونے کا عمل ظاہر نہیں ہوا اور وہ محلًّا مجزوم ہیں۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُہٗ پورا جملہ جواب شرط ہے اور

یہ پورا جملہ محلاً مجزوم ہے اس لیے اس میں استعمال ہونے والا فعل مضارع يَعْلَمُ مجزوم نہیں ہوا۔ اگر جواب شرط میں فعل مضارع آتا تب وہ مجزوم ہوتا۔ اس وقت جملہ اس طرح ہوتا۔ فَيَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ میں مَا نافیہ ہے۔ اس کا اسم مِنْ اَنْصَارٍ ہے جو مبتداء مؤخر نکرہ کے طور پر آیا ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے اور لِلظّٰلِمِيْنَ قائم مقام خبر ہے۔

ترجمہ

وَمَآ	اَنْفَقْتُمْ	مِّنْ نَّفَقَةٍ	اَوْ نَذَرْتُمْ	مِّنْ نَّذْرٍ
اور جو	تم لوگ خرچ کرتے ہو	کسی قسم کا خرچہ	یا منت مانتے ہو	کسی قسم کی منت

فَاِنَّ اللّٰهَ	يَعْلَمُهٗ ؕ	وَمَا	لِلظّٰلِمِيْنَ	مِنْ اَنْصَارٍ
تو یقیناً اللہ	جانتا ہے اس کو	اور نہیں ہیں	ظلم کرنے والوں کے لیے	کسی قسم کے مددگار

نوٹ۔1

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں منت ماننے کو مستحسن نہیں قرار دیا گیا ہے۔ لیکن کوئی شخص اگر منت مان بیٹھے اور اس میں کسی شرعی قباحت کا کوئی پہلو نہ ہو تو اس کو پورا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ (تدبر القرآن)

ہر انفاق اور منت کا عمل بھی اللہ کے علم میں ہوتا ہے اور ان کے پیچھے پوشیدہ جذبے اور نیت کو بھی اللہ جانتا ہے۔ یہ اعمال اگر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہوں بلکہ جذبے اور نیت میں کوئی فتور ہو تو پھر ایسے عمل کرنے والوں کو یہاں ظالم کہا گیا ہے۔

آیت نمبر (271)

﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾﴾

خ ف ی

(س) خُفْيَةً: پوشیدہ ہونا۔ چھپا ہوا ہونا۔ ﴿وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ﴾ (14/ابراہیم:38) ''اور پوشیدہ نہیں ہوتی اللہ پر یعنی اللہ سے کوئی بھی چیز۔''

خَافٍ: اسم الفاعل ہے۔ پوشیدہ ہونے والا۔ ﴿لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾﴾ (69/الحاقۃ:18) ''پوشیدہ نہیں ہوگی تم سے کوئی پوشیدہ ہونے والی (جان)۔''

اَخْفٰى: افعل التفضیل ہے۔ زیادہ پوشیدہ۔ ﴿فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾﴾ (20/طٰہٰ:7) ''تو وہ جانتا ہے بھید کو اور زیادہ پوشیدہ کو۔''

خَفِيٌّ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ پوشیدہ۔ ﴿اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾﴾ (19/مریم:3) ''اور جب اس نے پکارا اپنے رب کو ایک پوشیدہ پکار سے۔''

(افعال) اِخْفَاءً: پوشیدہ کرنا۔ چھپانا۔ ﴿وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ﴾ (60/ممتحنۃ:1) ''اور میں جانتا ہوں اس کو جو تم لوگ چھپاتے ہو اور اس کو جو تم لوگ اعلان کرتے ہو۔''

(استفعال)	اِسْتِخْفَاءً	پوشیدگی چاہنا یعنی چھپنا۔﴿ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ ﴾ (4/النساء:108) ''وہ لوگ چھپتے ہیں انسانوں سے اور نہیں چھپتے اللہ سے۔''
	مُسْتَخْفٍ	اسم الفاعل ہے۔ چھپنے والا۔﴿ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ ﴾ (13/الرعد:10) ''اور وہ جو چھپنے والا ہے رات میں۔''

ترکیب

تُؤْتُوْا کا مفعول اوّل ھَا کی ضمیر ہے جو اَلصَّدَقٰتِ کے لیے ہے اور اَلْفُقَرَاءَ مفعول ثانی ہے۔ يُكَفِّرُ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس کو اَلصَّدَقٰتِ کے لیے ماننا ممکن نہیں ہے کیونکہ ایسی صورت میں فعل تُكَفِّرُ آتا ہے۔

ترجمہ

اِنْ	تُبْدُوا	الصَّدَقٰتِ	فَنِعِمَّا	هِيَ	وَاِنْ	تُخْفُوْهَا
اگر	تم لوگ ظاہر کرو	صدقات کو	تو کیا ہی اچھا ہے	وہ	اور اگر	تم لوگ چھپاؤ اس کو

وَتُؤْتُوْهَا	الْفُقَرَآءَ	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	وَيُكَفِّرُ
اور پہنچاؤ اسے	حاجتمندوں کو	تو وہ (بھی)	بہتر ہے	تم لوگوں کے لیے	اور وہ دور کرے گا

عَنْكُمْ	مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	خَبِيْرٌ
تم سے	تمہاری برائیوں میں سے	اور اللہ	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو	آگاہ ہے

نوٹ۔1

فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ کو اعلانیہ دینا افضل ہے۔ اس کے علاوہ جو صدقات وخیرات ہیں ان کو چھپانا زیادہ بہتر ہے۔ یہی اصول تمام اعمال کے لیے ہے کہ فرائض کو اعلانیہ انجام دینا فضیلت رکھتا ہے اور نوافل کو چھپا کر کرنا افضل ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (272)

﴿ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴾

ترکیب

لَيْسَ کا اسم هُدٰىهُمْ ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ لِزَامًا ہوسکتی ہے۔ عَلَيْكَ قائم مقام خبر ہے۔ لٰكِنَّ کا اسم اللّٰهَ ہے اس لیے منصوب ہی اور جملہ فعلیہ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اس کی خبر ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا کا مَا شرطیہ ہے اس لیے تُنْفِقُوْا کا نون اعرابی گرا ہے۔ فَلِاَنْفُسِكُمْ جملہ اسمیہ جواب شرط ہے۔ اس کا مبتداء هُوَ بھی محذوف ہے اور خبر بھی محذوف ہے جو وَاجِبٌ یا ثَابِتٌ ہوسکتی ہے۔ لِاَنْفُسِكُمْ قائم مقام خبر ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْنَ کا مَا نافیہ ہے اس لیے تُنْفِقُوْنَ کا نون نہیں گرا۔ اِبْتِغَاءَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ يُوَفَّ باب تفعیل کا مضارع مجہول يُوَفّٰى ہے۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا تو ی گر گئی۔

1

ترجمہ

لَيۡسَ	عَلَيۡكَ	هُدٰٮهُمۡ	وَلٰـكِنَّ	اللّٰهَ	يَهۡدِىۡ
نہیں ہے (لازم)	تجھ پر	ان کی ہدایت	اور لیکن (یعنی بلکہ)	اللہ	ہدایت دیتا ہے

مَنۡ	يَّشَآءُ ؕ	وَمَا	تُنۡفِقُوۡا	مِنۡ خَيۡرٍ
اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور جو بھی	تم لوگ خرچ کرتے ہو	کسی قسم کی کوئی بھلائی

فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ	وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ	اِلَّا	ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ
تو وہ تمہارے اپنے آپ کے لیے ہے	اور تم لوگ خرچ نہیں کرتے	مگر	اللہ کی خوشنودی کی جستجو کرتے ہوئے

وَمَا	تُنۡفِقُوۡا	مِنۡ خَيۡرٍ	يُّوَفَّ	اِلَيۡكُمۡ
اور جو بھی	تم لوگ خرچ کرتے ہو	کسی قسم کی کوئی بھلائی	تو پورا حق دیا جائے گا	تم لوگوں کو

وَاَنۡتُمۡ	لَا تُظۡلَمُوۡنَ
اور تم لوگوں پر	ظلم نہیں کیا جائے گا (یعنی حق تلفی نہیں ہوگی)

نوٹ۔1

ابتداء میں مسلمانوں کا خیال تھا کہ صرف مسلمان حاجتمندوں کی مدد کرنا انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اس آیت میں ان کی یہ غلط فہمی دور کی گئی ہے کہ لوگوں سے ہدایت قبول کرانا تمہاری ذمہ داری نہیں ہے۔ تم لوگوں تک ہدایت پہنچا کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے۔ اب کسی کی مدد کرنے میں اس وجہ سے تامل نہ کرو کہ اس نے ہدایت قبول نہیں کی۔ اللہ کی رضا کے لیے جس انسان کی بھی مدد کرو گے، اس کا اجر اللہ تمہیں دے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

اِس آیت میں لفظ خَيۡر کا ترجمہ عام طور پر مال کیا گیا ہے۔ لیکن مِنۡ تبعیضیہ کی وجہ سے بہتر ہے کہ اسے عام رکھا جائے۔ اسی لیے ہم نے ''کسی قسم کی کوئی بھلائی'' ترجمہ کرنے کو ترجیح دی ہے۔ اس سے راہنمائی یہ حاصل ہوتی ہے کہ اگر مال خرچ کرنے کی استطاعت نہیں ہے لیکن کسی انسان کی مدد کرنے کے لیے اگر تم اپنا علم، تجربہ اور مشورہ وغیرہ خرچ کرتے ہو یا صرف کسی کا دکھ سن لیتے ہو تو یہ سب کچھ مِنۡ خَيۡرٍ میں شامل ہے۔ اور اگر یہ سب کچھ صرف اللہ کی رضا کی غرض سے کیا جائے تو یہ بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے جس کا پورا پورا اجر ملے گا۔ تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ SOCIAL FIBRE (یعنی معاشرتی بندھن) کو مضبوط کرنے میں مالی انفاق کی نسبت غیر مالی انفاق زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ اِس غیر مالی انفاق میں اگر ذمی کافر کو شامل کیا جائے تو یہ اسلام کی زیادہ مؤثر تبلیغ بھی ہوگی۔

آیت نمبر (273)

﴿لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِى الۡاَرۡضِ يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ
اَغۡنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ ۚ لَا يَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ
اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع﴾

ع ف ف

(ض) **عِفَّةً** ہرناپسندیدہ بات اورکام سے محفوظ ہونا۔ پاکدامن ہونا۔

(تفعّل) **تَعَفُّفًا** ناپسندیدہ چیزوں سے خودکوروکنا۔جھجکنا۔خوددار ہونا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(استفعال) **اِسْتِعْفَافًا** ناپسندیدہ چیزوں سے بچاؤ چاہنا۔ بچنا۔ باز رہنا۔ ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ﴾ (4/النساء:6)"اور جوغنی ہوتو اسے چاہیے کہ وہ باز رہے۔"

ل ح ف

(ف) **لَحْفًا** کسی چیز کوکپڑے سے ڈھکنا

(افعال) **اِلْحَافًا** کسی پر چھاجانا۔لپٹنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

لِلْفُقَرَاۗءِ سے پہلے اس کا مبتداء محذوف ہے جو کہ اَلْاِنْفَاق یا تِلْكَ الصَّدَقٰتُ ہوسکتا ہے۔اس کی خبر بھی محذوف ہے۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ کا فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِيْنَ کے لیے ہے۔ ضَرْبًا مفعول ہے۔ يَحْسَبُ کا فاعل اَلْجَاهِلُ ہے اور اس پر لام جنس ہے۔اس کا مفعول اوّل ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِيْنَ کے لیے ہی اور اَغْنِيَاۗءَ مفعول ثانی ہے۔ مِنَ التَّعَفُّفِ کا مِنْ سببیہ ہے۔ اِلْحَافًا حال ہے۔

ترجمہ

لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ	اُحْصِرُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
یہ ایسے حاجت مندوں کے لیے ہے جو	روک دیئے گئے	اللہ کی راہ میں

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	ضَرْبًا	فِي الْاَرْضِ	يَحْسَبُهُمُ	الْجَاهِلُ
جو صلاحیت نہیں رکھتے	سفر کرنے کی	زمین میں	گمان کرتے ہیں جن کو	ناواقف لوگ

اَغْنِيَاۗءَ	مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ	تَعْرِفُھُمْ	بِسِيْمٰھُمْ ۚ
خوش حال	خوددار ہونے کے سبب سے	تو پہچانے گا جن کو	ان کی علامت سے

لَا يَسْـَٔــلُوْنَ	النَّاسَ	اِلْحَافًا ۭ	وَمَا	تُنْفِقُوْا
وہ لوگ نہیں مانگتے	لوگوں سے	لپٹتے ہوئے	اور جو بھی	تم لوگ خرچ کرتے ہو

مِنْ خَيْرٍ	فَاِنَّ اللّٰهَ	بِهٖ عَلِيْمٌ
کسی قسم کی بھلائی	تو یقیناً اللہ	اس کو جاننے والا ہے

آیت نمبر(2/البقرہ:274)

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٤﴾﴾

ترجمہ

اَلَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	بِالَّيْلِ	وَالنَّهَارِ	سِرًّا	وَّعَلَانِيَةً
جو لوگ	خرچ کرتے ہیں	اپنے مال	رات میں	اور دن میں	چھپاتے ہوئے	اور ظاہر کرتے ہوئے

فَلَهُمْ	اَجْرُهُمْ	عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	وَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ
تو ان کے لیے ہے	ان کا اجر	ان کے رب کے پاس	اور کوئی خوف نہیں ہے	ان پر

وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ
اور نہ ہی وہ لوگ	پچھتاتے ہیں

آیت نمبر (275)

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى
فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٢٧٥ ﴾

خ ب ط

(ض) خَبْطًا: کسی چیز کو روندنا۔ کچلنا۔

(تفعّل) تَخَبُّطًا: کسی چیز کو روند کر غیر متوازن کر دینا۔ دیوانہ بنا دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

س ل ف

(ن) سَلَفًا: آگے بڑھنا۔ پہلے گزرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

سَلَفٌ: اسم ذات ہے۔ گزری ہوئی چیز۔ ﴿ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ٥٦ ﴾ (43/الزخرف:56) ''تو ہم نے بنایا ان کو ایک گزری ہوئی چیز اور ایک مثال بعد والوں کے لیے۔''

(افعال) اِسْلَافًا: آگے کرنا۔ آگے بھیجنا۔ ﴿ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ ﴾ (10/یونس:30) ''وہاں جانچ لے گی ہر جان اس کو جو اس نے آگے بھیجا۔''

ع و د

(ن) عَوْدًا: کوئی کام شروع کرنے کے بعد اس کی ابتداء کی طرف دوبارہ لوٹنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ (۱) کوئی کام دوبارہ یا پھر سے کرنا۔ (۲) کسی کی طرف واپس ہونا۔ (۳) پہلی حالت پر لوٹنا۔ دوبارہ ہو جانا۔ ﴿ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ١٠٧ ﴾ (23/المؤمنون:107) ''اے ہمارے رب! تو نکال ہم کو اس سے پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں۔'' ﴿ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ ﴾ (14/ابراہیم:13) ''ہم لازماً نکالیں گے تم لوگوں کو اپنی سرزمین سے یا تم لوگ لازماً واپس ہو گے ہمارے مذہب میں۔'' ﴿ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ٣٩ ﴾ (36/یٰسٓ:39) ''اور چاند! ہم نے مقرر کیا اس کو منزلوں کے لحاظ سے یہاں تک کہ وہ پھر سے ہو جائے پرانی ٹہنی کی مانند۔''

عَاۗىِٕدٌ اسم الفاعل ہے۔ دوبارہ کرنے والا۔ واپس ہونے والا۔ ﴿اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَاۗىِٕدُوْنَ ﴾ (44/الدخان:15) ”بیشک ہم کھولنے والے ہیں عذاب کو تھوڑا سا، بیشک تم لوگ دوبارہ کرنے والے ہو۔“

مَعَادٌ مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ لوٹنے یا واپس ہونے کی جگہ۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ﴾ (28/القصص:85) ”بیشک جس نے فرض کیا آپؐ پر قرآن، وہ ضرور لوٹانے والا ہے آپؐ کو واپس ہونے کی جگہ کی طرف۔“

عِيْدٌ خوشی کا ایسا دن جو ہر سال لوٹ آئے۔ عید۔ ﴿رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَاۗىِٕدَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا ﴾ (5/المآئدہ:114) ”اے ہمارے رب! تو اُتار ہم پر ایک خوان آسمان سے، ہو جائے ہمارے لیے ایک عید۔“

عَادٌ حضرت ھودؑ کی قوم کا نام ہے۔ ﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ﴾ (7/الاعراف:65) ”اور عاد کی طرف ان کے بھائی ھودؑ کو۔“

(افعال) **اِعَادَةً** (۱) واپس لے جانا۔ (۲) واپس لانا۔ (۳) لوٹانا۔ ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ﴾ (20/طٰہٰ:55) ”اس نے یعنی زمین ہم نے پیدا کیا تم کو اور اسی میں ہم واپس لے جائیں گے تم کو۔“ ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ﴾ (17/بنی اسرائیل:51) ”تو وہ لوگ کہیں گے کون دوبارہ لائے گا ہم کو۔“ ﴿وَلَا تَخَفْ ۣ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴾ (20/طٰہٰ:21) ”اور آپؑ خوف مت کریں۔ ہم لوٹا دیں گے اس کو اس کی پہلی حالت پر۔“

ترکیب

مَوْعِظَةٌ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے فعل جَاءَ مذکر کے صیغے میں بھی درست ہے۔ مَنْ عَادَ کا مَنْ شرطیہ ہے اس لیے عَادَ کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

الَّذِيْنَ	يَاْكُلُوْنَ	الرِّبٰوا	لَا يَقُوْمُوْنَ	اِلَّا	كَمَا
جولوگ	کھاتے ہیں	سود	وہ لوگ نہیں کھڑے ہوں گے	مگر	اس طرح جیسے

يَقُوْمُ	الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ	الشَّيْطٰنُ	مِنَ الْمَسِّ ۭ	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
کھڑا ہوتا ہے	وہ، خبطی کر دیتا ہے جو کو	شیطان	چھوکر	اس سبب سے کہ انہوں نے

قَالُوْٓا	اِنَّمَا	الْبَيْعُ	مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ	وَاَحَلَّ
کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	خرید و فروخت کرنا	سود کی مانند ہے	حالانکہ حلال کیا

اللّٰهُ	الْبَيْعَ	وَحَرَّمَ	الرِّبٰوا ۭ	فَمَنْ جَاۗءَهٗ
اللہ نے	خرید و فروخت کرنے کو	اور اس نے حرام کیا	سود کو	پس وہ، آئی جس کے پاس

مَوْعِظَةٌ	مِّنْ رَّبِّهٖ	فَانْتَهٰى	فَلَهٗ	مَا	سَلَفَ ۭ
کوئی نصیحت	اس کے رب (کی طرف) سے	پھر وہ باز آیا	تو اس کے لیے ہے	وہ جو	گزر گیا

وَاَمْرُهٗٓ	اِلَى اللّٰهِ ؕ	وَمَنْ	عَادَ	فَاُولٰٓئِكَ
اور اس کا حکم (یعنی فیصلہ)	اللہ کی طرف سے	اور وہ جس نے	دوبارہ کیا	تو وہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ
آگ والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں

آیت نمبر (276)

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝٢٧٦﴾

م	ح	ق

(ف) مَحْقًا گھٹانا۔ برکت ختم کر دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترجمہ

يَمْحَقُ	اللّٰهُ	الرِّبٰوا	وَيُرْبِي	الصَّدَقٰتِ ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يُحِبُّ
گھٹاتا ہے	اللہ	سود کو	اور وہ اُگاتا ہے	صدقات کو	اور اللہ	پسند نہیں کرتا

كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ
کسی گنہگار ناشکرے کو

آیت نمبر (277)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٢٧٧﴾

ترکیب

اٰتَوُا دراصل اٰتَوْ ہے۔ آگے ملانے کے لیے واو کو ضمہ دی گئی ہے۔ دیکھیں آیت نمبر۔(2/البقرہ:110)، نوٹ۔1۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ
بیشک جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	اور قائم کی	نماز

وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	لَهُمْ	اَجْرُهُمْ	عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	وَلَا خَوْفٌ
اور پہنچائی	زکوٰۃ	تو ان کے لیے	ان کا اجر ہے	ان کے رب کے پاس	اور کوئی خوف نہیں ہے

عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ
ان پر	اور نہ ہی وہ لوگ	پچھتاتے ہیں

آیت نمبر (278)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٢٧٨﴾

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اتَّقُوا	اللّٰهَ	وَ	ذَرُوْا	مَا
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ تقوی کرو	اللہ کا	اور	تم لوگ چھوڑو	اس کو جو

بَقِيَ	مِنَ الرِّبٰوا	اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ
باقی بچا	سود میں سے	اگر تم لوگ	مومن ہو

آیت نمبر(279)

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾﴾

ح ر ب

(ن) حَرْبًا کسی کی کوئی چیز لوٹ لینا۔ حاصل کر لینا۔

(س) حَرَبًا سخت غضبناک ہونا۔

حَرْبٌ اسم فعل ہے۔ لڑائی۔ جنگ (یعنی انتہائی غضب کی حالت میں دوسرے کا سب کچھ یہاں تک کہ زندگی بھی چھین لینے کا عمل) آیت زیرِ مطالعہ۔

مِحْرَابٌ ج مَحَارِيْبُ۔ مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ کسی سے کچھ حاصل کرنے کا ذریعہ یا کنجی۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ (۱) آرام وسکون حاصل کرنے کے لیے مکان میں داخل ہونے کا ذریعہ۔ مکان کی محراب۔ دروازہ۔ کھڑکی۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لیے اس سے ہم کلامی کا ذریعہ۔ مسجد کی محراب۔ ﴿اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾﴾ (38/صٓ:21) ''جب انہوں نے پھلانگا دروازے کو۔'' ﴿وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ﴾ (3/آل عمران:39) ''وہ کھڑا تھا اس حال میں کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا محراب میں۔'' ﴿يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ﴾ (34/سبا:13) ''وہ لوگ بناتے اس کے لیے جو وہ چاہتا محرابوں میں سے۔''

(مفاعلہ) مُحَارَبَةً لڑائی کرنا۔ جنگ کرنا۔ ﴿الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (5/المآئدہ:33) ''جو لوگ لڑتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے۔''

ترکیب

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا کے بعد هٰذَا یا ذٰلِكَ محذوف ہے جو گزشتہ آیت میں ذَرُوْا کی طرف اشارہ ہے۔ فعل امر اِيْذَنْ میں ی دراصل فاکلمہ کے ہمزہ کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اسے جب ماقبل سے ملا کر پڑھتے ہیں تو فاکلمہ کا ہمزۂ اصلی واپس آجاتا ہے اور ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے جبکہ فعل امر کا ہمزۃ الوصل صامت (SILENT) ہو جاتا ہے اور کبھی اس کو لکھنے میں بھی گرا دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کے تحت ف ا أْ ذ نْ = فَائْذَنْ بھی درست ہے اور فَأْذَنْ بھی درست ہے۔ اِس آیت میں ہمزۃ الوصل گرا کر فَاْذَنْ کا جمع مذکر کا صیغہ فَاْذَنُوْا استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا	فَاْذَنُوْا	بِحَرْبٍ	مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ
پس اگر تم لوگ نہیں کرتے (اس کو)	تو تم لوگ سن لو	ایک جنگ (کی خبر)	اللہ اور اس کے رسول (کی طرف) سے

وَاِنْ تُبْتُمْ	فَلَكُمْ	رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ
اور اگر تم لوگ توبہ کرتے ہو	تو تمہارے لیے ہیں	تمہارے مالوں کے سر (یعنی زر اصلی)

لَا تَظْلِمُوْنَ	وَلَا تُظْلَمُوْنَ
تم لوگ ظلم نہیں کرو گے	اور نہ تم لوگوں پر ظلم کیا جائے گا

آیت نمبر (280)

﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸۰﴾

ترکیب

اِنْ حرف شرط، كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ شرط اور فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ جواب شرط ہے۔ اس میں كَانَ تامہ ہے اور ذُوْ عُسْرَةٍ اس کا فاعل ہے، اس لیے ذُوْ مرفوع ہے۔ خَيْرٌ افعل التفضیل ہے اور خبر ہے۔ اس کا مبتداء فَهُوَ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاِنْ	كَانَ	ذُوْ عُسْرَةٍ	فَنَظِرَةٌ	اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ	وَاَنْ
اور اگر	وہ ہو	تنگی والا	تو مہلت ہے	کشادگی تک	اور یہ کہ

تَصَدَّقُوْا	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
تم لوگ اپنا حق چھوڑ دو	(تو یہ) زیادہ بہتر ہے	تمہارے لیے	اگر تم لوگ جانتے ہو

آیت نمبر (281)

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۼ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۲۸۱ ع﴾

ترکیب

وَاتَّقُوْا اك افاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے جبکہ يَوْمًا اس کا مفعول ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ آگے اس کی خصوصیت ہے۔ تُوَفّٰى باب تفعیل میں مضارع مجہول کا واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ اس کا نائب فاعل ہے اس لیے كُلُّ مرفوع ہے۔

ترجمہ

وَاتَّقُوْا	يَوْمًا	تُرْجَعُوْنَ	فِيْهِ	اِلَى اللّٰهِ ۼ
اور تم لوگ بچو	ایک ایسے دن سے	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	جس میں	اللہ کی طرف

ثُمَّ تُوَفّٰى	كُلُّ نَفْسٍ	مَّا	كَسَبَتْ	وَ
پھر پورا پورا دیا جائے گا	ہر ایک جان کو	وہ جو	اس نے کمایا	اس حال میں کہ

هُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ
ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا (یعنی حق تلفی نہیں ہوگی)

نوٹ۔1

سود کی حق میں دلیل یہ دی جاتی ہے کہ سورۃ الانفال کی آیت نمبر 60 میں دُشمن کے خلاف قوت جمع کرنے کے لیے گھوڑے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن زمانے کی ترقی کے ساتھ اب ہم گھوڑوں کے بجائے ٹینک رکھتے ہیں اور اس سے مذکورہ آیت کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ اسی طرح سود سے متعلق مذکورہ بالا آیات میں اُس زمانے کے سود کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اب زمانے کی ترقی کے ساتھ بینک کے تجارتی سود پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جس طرح امت کے فوجی استحکام کے لیے ٹینک کا استعمال ضروری ہے اسی طرح امت کے معاشی استحکام کے لیے بینک کے تجارتی سود کا استعمال ضروری ہے۔

اس دلیل میں جو منطقی کجی ہے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ از خود عیاں ہے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ سورۃ الانفال کی آیت میں دُشمن کے خلاف قوت جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب جس زمانے میں اُس قوت کی جو بھی شکل ہوگی اسی شکل میں اسے جمع کرنے سے اس آیت کے حکم پر عمل ہوگا۔ جبکہ سود سے متعلق مذکورہ آیات میں ہمیں سود کو چھورنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب جس زمانے میں سود کی جو بھی شکل ہوگی، اس کی ہر شکل کو چھور کر ہی ان آیات کے حکم پر عمل ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ اُس زمانے میں غرباء کو ان کی ضروریات کے لیے سود قرض دینے کا رواج تھا جس کی وجہ سے غریب لوگ قرضوں اور سود در سود کے بوجھ تلے دبتے چلے جاتے تھے، جو کہ صریحاً ظلم تھا۔ ہمیں اُس سود کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ آج کل بینک کا تجارتی سود وہ سود نہیں ہے۔ کیونکہ اِن قرضوں سے تاجر اور صنعتکار منافع کماتے ہیں اور اس میں سے سود دیتے ہیں اس لیے مذکورہ حکم کا اطلاق تجارتی قرضوں پر نہیں ہوتا۔

یہ بات اُس وقت کے عرب معاشرہ سے ناواقفیت کی وجہ سے کہی جاتی ہے۔ ساری دُنیا جانتی ہے اور تسلیم کرتی ہے کہ اُس وقت پورے عرب معاشرے میں قبائلی نظام رائج تھا اور ان کی معاش کا انحصار زراعت سے زیادہ تجارت پر تھا۔ قبائلی نظام کی ایک بہت اہم خصوصیت یہ ہے کہ کسی قبیلے کا کوئی فرد اگر کسی مشکل میں گرفتار ہو جاتا ہے تو پورا قبیلہ اسے مشکل سے نکالنے کے لیے مدد دیتا ہی۔ اس کی مشکلات میں اضافہ کرنے کے لیے سود پر قرضہ دے کر اس کا نام AID (مدد) نہیں رکھتا۔ یہ تو سرمایہ دارانہ نظام کی نمایاں خصوصیت ہے۔ اس لیے یہ کہنا خلافِ واقعہ ہے کہ اُس زمانے میں غیر تجارتی قرضوں اور سود کا رواج تھا۔ اگر کبھی کوئی غریب کسی یہودی کے چنگل میں پھنس بھی جاتا تھا تو وہ استثناء شمار ہوگا، اسے رواج کہنا غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تجارت پیشہ لوگ تھے اور اُس زمانے میں بھی تجارتی قرضوں اور سود کا ہی رواج تھا۔

تجارتی قرضوں پر بھی سود کی ممانعت کی جو بنیادی وجہ ہے، اس کو سمجھ کر ذہن نشین کرلیں۔ ایک تاجر کسی سرمایہ دار سے سود پر تجارتی قرض لیتا ہے۔ اگر تجارت میں نوع ہوتا ہے تو سرمایہ دار کے حصے میں منافع کی کریم یعنی مکھن آتا ہے اور تاجر کے حصے میں مکھن نکلا ہوا منافع آتا ہے حالانکہ سرمایہ دار آرام سے گھر بیٹھا رہا اور تاجر نے دن رات ایک کیا۔ اگر تجارت میں نقصان ہوتا ہے تو سارا نقصان تاجر کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پھر 'مرے پر سو دُرّے' کے مصداق سود بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس طریقۂ کار میں ایک فریق کے مفادات کو مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے، جو کہ سرمایہ دار ہے۔ جبکہ وہ دوسرے فریق یعنی تاجر کو کلیتاً حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ صریحاً ناانصافی اور ظلم ہے اس لیے اللہ نے سود کو حرام کیا ہے۔

ایک تاجر کسی سرمایہ دار سے نفع ونقصان میں شراکت پر تجارتی قرض لیتا ہے۔اب اگر تجارت میں نفع ہوتا ہے تو دونوں مل کر سے کھاتے ہیں اور اگر نقصان ہوتا ہے تو دونوں مل کر اس کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔اس طرح دونوں کا بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے، یہ طریقہ کار انصاف اور عدل پر مبنی ہے اس لیے اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ نفع ونقصان میں شراکت پر قرض دیا گیا تو تاجر غلط نقصان دکھائے گا اور بینک نقصان میں رہیں گے۔اس لیے اس مسئلہ کا قابلِ عمل حل یہی ہے کہ قرضہ مقررہ شرح یعنی سود پر دیا جائے۔لیکن پاکستان میں جس طرح تھوک کے حساب سے قرضے معاف (WRITE OFF) کیے گئے ہیں اور کیے جارہے ہیں، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سود پر قرضہ دینا بھی اس مسئلہ کا حل نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ ہے۔

شرح سود مقرر ہونے کی وجہ سے بینک زیادہ چھان بین نہیں کرتا کہ جس تجارت یا صنعت کے لیے قرض لیا جارہا ہے اس کے نفع بخش ہونے کے کیا امکانات ہیں۔کاغذی کاروائی پوری کرنے کے لیے ایک FEASIBILITY REPORT فائل لگا لی جاتی ہے۔اکثر وبیشتر بینک کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا دیا ہوا تجارتی قرضہ تاجر نے کہاں خرچ کیا۔یہ وہ بنیادی وجہ ہے جس کی بناء پر قرضوں کے نادہندگان کی فہرست دن بدن طویل ہوتی جارہی ہے۔یہی قرضے اگر نفع ونقصان میں شراکت پر دیئے جائیں تو منصوبوں کی چھان بین کرنے کے لیے بینک کو اپنا ایک نظام وضع کرنا پڑے گا۔اس کے علاوہ قرضوں کو خرچ کرنے کی نگرانی کرنا بھی بینک کے لیے ضروری ہوجائے گا۔اس طرح نادہنگان کی تعداد بہت کم ہوگی اور جو بھی قرضے معاف کیے جائیں گے وہ جعلی نہیں ہوں گے۔

ایک وضاحت یہ بھی ضروری ہے کہ اسلام سے پہلے سے عرب میں لفظ ''ربوا'' ایک مخصوص اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور اس سے مراد وہ نفع تھا جو تجارتی قرضوں پر مقررہ شرح سے حاصل کیا جائے جب کہ تجارتی لین دین سے حاصل ہونے والے نفع کے لیے ''بیع'' کی اصطلاح مخصوص تھی۔اس میں نفع ونقصان میں شراکت والے معاہدے بھی شامل تھے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بی بی خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر بیرون ملک جاتے تھے۔

اس حقیقت کا ایک واضح ثبوت عربوں کا یہ قول ہے کہ بیع بھی تو ربوٰ کی مانند ہے، جسے آیت نمبر۔۲۷۵ میں نقل کیا گیا ہے۔لیکن مشابہت کے باوجود وہ لوگ ان کے فرق سے بھی وقف تھے، جبھی ان کے لیے الگ الگ اصطلاح استعمال کرتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ صرف اپنا فیصلہ سنایا کہ اس نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربوٰ کو حرام کیا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے اس مسئلہ کو کس طرح سمجھا اور دیکھا ہے۔ابن عربیؒ نے احکام القرآن میں فرمایا کہ ربا کے معنی اصل لغت میں زیادتی کے ہیں اور آیت میں اس سے مراد وہ زیادتی ہے جس کے مقابلے میں کوئی مال نہ ہو (یعنی کوئی شے نہ ہو) بلکہ محض ادھار اور اس کی میاد ہو۔امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں۔ایک معاملات بیع و شراء کے اندر، دوسرے ادھار کا ربا۔اور جاہلیت عرب میں دوسری قسم ہی رائج اور معروف تھی کہ وہ اپنا مال (یعنی پیسہ) کسی کو معین میعاد کے لے دیتے تھے اور ہر مہینہ اس کا نفع لیتے تھے۔اگر معیاد معین پر ادائیگی نہ کرسکا تو معیاد بڑھادی جاتی تھی بشرطیکہ وہ سود کی رقم بڑھادے۔یہی کار با تھا جس کو

قرآن نے حرام کیا(منقول از معارف القرآن ۔ ج ا ۔ص ۵ ۔ ٦٦٥)۔اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر پیسہ ادھار دے کر نفع لیا جائے تو یہ ربا ہے جس کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔جب کہ اگر کوئی چیز ادھار دے کر نفع لیا جائے یعنی نقد فروخت سے زیادہ قیمت لی جائے تو یہ بیع وشراء ہے جسے قرآن نے حلال قرار دیا ہے۔

سود کے متعلق آیات کے نزول کے وقت صحابہ کرامؓ کو بیع اور ربا میں تمیز کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔انہوں نے ربا کا کاروبار ترک کردیا جب کہ بیع کا کاروبار بدستور جاری رہا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے نہیں روکا۔مفتی شفیعؒ نے لکھا ہے کہ ’’البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربا کے مفہوم میں بیع وشراء کی چند صورتوں کو بھی داخل فرمایا جن کو عرب ربا نہ سمجھتے تھے۔مثلاً چھ چیزوں کی بیع وشراء میں یہ حکم دیا کہ اگر ان کا تبادلہ کیا جائے تو برابر سرابر ہونا چاہیے اور نقد دست بدست ہونا چاہیے۔اس میں کمی بیشی کی گئی یا ادھار کیا گیا تو یہ بھی ربا ہے۔یہ چھ چیزیں سونا، چاندی، گندم، جَو، کھجور اور انگور ہیں۔

(معارف القران۔ج ا۔ص ٦٦٥)

مفتی محمد شفیعؒ نے مزید لکھا ہے کہ ’’اس میں یہ بات قابلِ غور تھی کہ ان چھ چیزوں کی خصوصیت ہے یا ان کے علاوہ اور بھی چیزیں ان کے حکم میں ہیں اور اگر ہیں تو ان کا ضابطہ کیا ہے؟ یہی اشکال حضرت فاروق اعظمؓ کو پیش آیا جس کی بناء پر فرمایا کہ آیت ربا قرآن کی آخری آیتوں میں ہے۔اس کی پوری تفصیلات بیان فرمانے سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔اس لیے اب احتیاط لازم ہے۔ربا کو تو چھوڑنا ہی ہے،جس صورت میں ربا کا شبہ بھی ہو اس کو بھی چھوڑ دینا چاہیے۔(معارف القرآن۔ج ا ص ٦٦٥)۔حضرت عمرؓ کے اس قول کی بنیاد پر علماء کرام ادھار پر فروخت کی جانے والی اشیاء پر زیادہ نفع لینے کو ربا میں شامل کرتے ہیں جس کو قرآن میں حرام قرار دیا گیا ہے۔

لیکن میرا ذہن علماء کرام کی اس رائے کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔میرے خیال میں یہ بات قابلِ غور نہیں ہے کہ مذکورہ چھ چیزوں کے علاوہ اور بھی چیزیں ان کے حکم میں ہیں یا نہیں ہیں۔ظاہری بات ہے کہ ان کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر ضرور کرتے۔اور اگر یہ طریقہ کار غلط ہوتا تو چھ چیزوں کو مستثنیٰ کرنے کے بجائے طریقہ کار کو ہی ربا کے حکم میں داخل فرما دیتے ہیں،لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔اس سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ آیاتِ سود کی جتنی وضاحت اللہ تعالیٰ کو منظور تھی، وہ اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کرادی۔اب اس پر مزید غور کرنا اپنے اوپر وہ بوجھ لادنے والی بات ہے جس کا اللہ نے ہم کو مکلّف نہیں کیا۔اس طرح اس ہدایت کی خلاف ورزی ہوتی ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اس میں کمی بیشی نہ کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد ہے کہ اللہ کے احکام کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ سب سے زیادہ سخت ہیں۔اس لیے ان کا معیار بزرگانِ دین اور علماء کرام کے لیے تو وہ چیز ہے جس کے لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (اور اس میں چاہیے کہ جان کھپانے والے جان کھپائیں) ۸۳/۲٦۔لیکن عوام الناس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے کہ دین میں لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو۔اس لیے حضرت عمرؓ کے قول کی بنیاد پر کسی ایسی چیز کو حرام قرار دینا درست نہیں ہے جسے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام قرار نہیں دیا۔

آیت نمبر (282)

ع 1

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَ لْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ
بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَ لْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَ لْيَتَّقِ
اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ
يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ
فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا
يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ
وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَ اَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ ؕ۬ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ
بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ ﴾

ء ج ل

(س) **اَجَلًا**: کسی مشکل میں یا کسی چیز میں مبتلا ہونا۔

اَجَلٌ: اسم ذات بھی ہے۔(۱) مدت (ابتلاء کے جاری رہنے کی)۔ (۲) وقت (بتلاء کے خاتمے کا)۔ ﴿ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ ﴾ (4/النساء:77) ”کیوں نہ تو نے موخر کیا ہمیں کچھ مدت تک۔“ ﴿ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ ﴾ (7/الاعراف:34) ”اور ہر ایک اُمت کے لیے ایک وقت ہے یعنی خاتمے کا۔“

اَجْلٌ: سبب۔ وجہ۔ ﴿ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ ﴾ (5/المائدہ:32) ”اس وجہ سے۔“

(تفعیل) **تَاْجِيْلًا**: وقت مقرر کرنا۔ ﴿ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ ﴾ (6/الانعام:128) ”اور ہم پہنچے اپنی اس مدت کو جس کا تو نے وقت مقرر کیا ہمارے لیے۔“

مُؤَجَّلٌ: اسم المفعول ہے۔ مقرر کیا ہوا وقت۔ ﴿ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ ﴾ (3/آل عمران:145) ”اور نہیں ہے کسی جان کے لیے کہ وہ مرے مگر اللہ کے حکم سے ایک لکھے ہوئے مقرر کردہ وقت پر۔“

ب خ س

(ف) **بَخْسًا**: حق سے کم دینا۔ گھٹانا۔ ﴿ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ ﴾ (7/الاعراف:85) ”اور تم لوگ حق سے کم نہ دو لوگوں کو ان کی چیزیں۔“

بَخْسٌ: حق تلفی۔ تھوڑا۔ کم۔ ﴿ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا ﴾ (72/الجن:13) ”پس جو ایمان لایا اپنے رب پر تو وہ خوف نہیں کرتا کسی حق تلفی کا۔“

س ء م

(س) **سَئَمًا**: کسی چیز یا کام سے اُکتا جانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ق س ط

1

(ض) قَسْطًا حق کے خلاف کرنا۔ظلم کرنا۔

قَاسِطٌ اسم الفاعل ہے۔حق کے خلاف کرنے والا۔﴿ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴾ (72/الجن:15)''اور جوحق کے خلاف کرنے والے ہیں تو وہ لوگ جہنم کے لیے بطور ایندھن ہیں۔''

(ن) قِسْطًا حق کے مطابق ہونا۔انصاف ہونا۔

قِسْطٌ اسم ذات بھی ہے۔حق ۔انصاف۔﴿ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ ﴾(3/آل عمران:21) ''تم لوگ نیکی کروان سے اور تم لوگ انصاف کروان سے۔''

اَقْسَطُ افعل التفضیل ہے۔زیادہ انصاف والا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِقْسَاطًا حق کے مطابق کرنا۔انصاف کرنا۔﴿ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ﴾ (60/الممتحنۃ:8) ''توتم لوگ صلح کراؤان دونوں کے درمیان انصاف سے اور تم لوگ حق کے مطابق کرو۔''

اَقْسِطْ فعل امر ہے۔تو انصاف کر۔﴿ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ﴾ (49/الحجرات:9)''تو تم لوگ صلح کراؤان دونوں کے درمیان انصاف سے اور تم لوگ حق کے مطابق کرو۔''

مُقْسِطٌ اسم الفاعل ہے۔ حق کے مطابق کرنے والا۔﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴾ (5/المائدہ:42) ''بے شک اللہ پسند کرتا ہے حق کے مطابق کرنے والوں کو۔''

ترکیب

وَلْيَكْتُبْ کا فاعل كَاتِبٌ۔ يَاْبٰى کو لائے نہی نے مجزوم کیا تو ''ی'' گرگئی اور لَا يَاْبَ ہوگیا۔ وَلْيُمْلِلْ تھا جسے آگے ملانے کے لیے کسرہ دی گئی ہے اس لیے یہ بھی فعل امر غائب ہے۔ اَللّٰهَ کا بدل ہونے کی وجہ سے رَبَّهٗ منصوب ہے۔ مِنْهُ کی ضمیر حق کے لیے ہے۔ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا، كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ اَنْ يُّمِلَّ میں ضمیر فاعلی هُوَ از خود موجود ہے لیکن یہاں تاکید کے لیے اسے ظاہر کیا گیا ہے۔

يَكُوْنَانِ ك انون اعرابی لَمْ ك ی وجہ سے گرا ہے۔اس کا اسم اس میں شامل هُمَا ك ی ضمیر ہے جو شَهِيْدَيْنِ کے لیے ہے جب کہ رَجُلَيْنِ اس کی خبر ہے مِنَ الشُّهَدَاءِ میں لفظ الشُّهَدَاءَ اپنے لغوی مفہوم میں آیا ہے۔ تَضِلَّ کا فاعل اِحْدٰهُمَا ہے اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے فَتُذَكِّرَ منصوب ہوا ہے۔اس کا فاعل اَلْاُخْرٰى کو اور مفعول اِحْدٰهُمَا کو مانا جائے گا۔ اِذَا میں غیر معین مدت کا مفہوم ہوتا ہے۔اسے مزید غیر معین کرنے کے لیے مَا کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اَنْ تَكْتُبُوْهُ میں ضمیر مفعولی حق یا بِدَيْنٍ کے لیے ہے اور صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اس کا حال ہے۔ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا کی ضمیر مفعولی تِجَارَةً حَاضِرَةً کے لیے ہے۔ يُضَآرَّ کو مضارع معروف اور مجہول، دونوں ماننا ممکن ہے لیکن آگے وَاِنْ تَفْعَلُوْا آیا ہے اس لیے یہ مضارع مجہول ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِذَا	تَدَايَنْتُمْ	بِدَيْنٍ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	جب بھی	تم لوگ باہم لین دین کرو	کسی اُدھار کا

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	فَاكْتُبُوْهُ	وَلْيَكْتُبْ	بَّيْنَكُمْ
ایک معین وقت کے لیے	تو تم لوگ لکھواس کو	اور چاہیے کہ لکھے	تمہارے مابین

كَاتِبٌ	بِالْعَدْلِ ۪	وَلَا يَاْبَ	كَاتِبٌ	اَنْ يَّكْتُبَ
ایک لکھنے والا	انصاف سے	اور انکار نہ کرے	کوئی لکھنے والا	کہ وہ لکھے

كَمَا	عَلَّمَهُ	اللّٰهُ	فَلْيَكْتُبْ ۚ	وَلْيُمْلِلِ
اس طرح جیسے	سکھایا اس کو	اللہ نے	پس چاہیے کہ وہ لکھے	اور چاہیے کہ املاء کرائے

الَّذِيْ عَلَيْهِ	الْحَقُّ	وَلْيَتَّقِ	اللّٰهَ	رَبَّهٗ
وہ جس پر	حق ہے (یعنی مقروض)	اور چاہیے کہ وہ تقوی کرے	اللہ کا	جو اس کا پالنے والا ہے

وَلَا يَبْخَسْ	مِنْهُ	شَيْـًٔا	فَاِنْ	كَانَ	الَّذِيْ عَلَيْهِ	الْحَقُّ
اور وہ نہ گھٹائے	اس سے	کوئی چیز	پھر اگر	ہو	وہ جس پر	حق ہے

سَفِيْهًا	اَوْ	ضَعِيْفًا	اَوْ	لَا يَسْتَطِيْعُ	اَنْ يُّمِلَّ	هُوَ
ناسمجھ	یا	کمزور	یا	وہ صلاحیت نہیں رکھتا	کہ املاء کرائے	وہ خود

فَلْيُمْلِلْ	وَلِيُّهٗ	بِالْعَدْلِ	وَاسْتَشْهِدُوْا
تو چاہیے کہ املاء کرائے	اس کا سرپرست	انصاف سے	اور تم لوگ گواہی کے لیے کہو

شَهِيْدَيْنِ	مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ	فَاِنْ	لَّمْ يَكُوْنَا	رَجُلَيْنِ	فَرَجُلٌ	وَّامْرَاَتٰنِ
دو گواہوں سے	اپنے مردوں میں سے	پھر اگر	نہ ہوں	دو مرد	تو ایک مرد	اور کوئی دو عورتیں

مِمَّنْ	تَرْضَوْنَ	مِنَ الشُّهَدَآءِ	اَنْ	تَضِلَّ
ان میں سے جن سے	تم لوگ راضی ہو	موقع پر موجود میں سے	(اس لیے) کہ	بھٹک (یعنی بھول) جائے

اِحْدٰىهُمَا	فَتُذَكِّرَ	اِحْدٰىهُمَا	الْاُخْرٰى	وَلَا يَاْبَ	الشُّهَدَآءُ
دونوں کی ایک	تو یاد دلائے	دونوں کی ایک کو	دوسری	اور انکار نہ کریں	گواہ

اِذَا مَا	دُعُوْا	وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا	اَنْ	تَكْتُبُوْهُ
جب کبھی بھی	وہ لوگ بلائے جائیں	اور تم لوگ مت اکتاؤ	کہ	تم لوگ لکھو اس کو

صَغِيْرًا	اَوْ	كَبِيْرًا	اِلٰٓى اَجَلِهٖ	ذٰلِكُمْ	اَقْسَطُ
(خواہ) چھوٹا ہو	یا	بڑا	اپنی مدت تک (کے لحاظ سے)	یہ	زیادہ حق کے مطابق ہے

عِنْدَ اللّٰهِ	وَاَقْوَمُ	لِلشَّهَادَةِ	وَاَدْنٰٓى
اللہ کے نزدیک	اور زیادہ نگراں ہے	گواہی کے لیے	اور زیادہ قریب ہے۔

اَلَّا تَرْتَابُوْٓا	اِلَّآ اَنْ	تَكُوْنَ	تِجَارَةً حَاضِرَةً
کہ تم لوگ شبہ میں نہ پڑو	سوائے اس کے کہ	وہ ہو	کوئی ایسا حاضر سودا

تُدِيْرُوْنَهَا	بَيْنَكُمْ	فَلَيْسَ	عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	اَلَّا تَكْتُبُوْهَا
تم لوگ گھماتے ہو جس کو	اپنے مابین	تو نہیں ہے	تم لوگوں پر	کوئی گناہ	کہ نہ لکھو اس کو

وَاَشْهِدُوْٓا	اِذَا	تَبَايَعْتُمْ	وَلَا يُضَآرَّ
اور تم لوگ گواہ بناؤ	جب بھی	باہم خرید و فروخت کرو	اور تکلیف نہ دی جائے

كَاتِبٌ	وَّلَا شَهِيْدٌ	وَاِنْ تَفْعَلُوْا	فَاِنَّهٗ	فُسُوْقٌ
لکھنے والے کو	اور نہ گواہ کو	اور اگر تم لوگ (یہ) کرو گے	تو یقیناً یہ	نافرمانی ہے

بِكُمْ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَيُعَلِّمُكُمُ	اللّٰهُ	وَاللّٰهُ
تم لوگوں کی	اور تم لوگ تقوی کرو	اللہ کا	اور سکھاتا ہے تم لوگوں کو	اللہ	اور اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ
ہر ایک چیز کو	جاننے والا ہے

نوٹ-1

سود کی ممانعت کے بعد اب اس آیت میں اُدھار کے بیع و شراء کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ ’’مدینہ والوں کا اُدھار لین دین دیکھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناپ تول یا وزن مقرر کر لیا کرو، بھاؤ تاؤ چکا لیا کرو اور مدت کا بھی فیصلہ کر لیا کرو۔‘‘ (بخاری شریف۔ منقول از ابن کثیر)۔ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ میعاد مقرر کر کے قرض کے لین دین کی اجازت اس آیت سے بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ (ابن کثیر)

نوٹ-2

عربی کے جملہ فعلیہ میں عام طور پر فعل کے بعد فاعل اور اس کے بعد مفعول آتا ہے۔ لیکن اس ترتیب کو ہمیشہ قائم رکھنا ضروری نہیں ہے۔ البتہ چند صورتیں ایسی ہیں جب فاعل کو مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ:۔

(۱) جب فاعل اور مفعول، دونوں مبنی کی طرح ہوں یعنی ان کی اعرابی حالت ظاہر نہ ہو۔ (۲) جب دونوں الفاظ میں فاعل اور مفعول بننے کی صلاحیت موجود ہو۔ (۳) اور جب ان دونوں میں امتیاز کرنے کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ مثلاً اگر ہم اَكْرَمَ زَيْدٌ حَامِدًا کے بجائے اَكْرَمَ حَامِدًا زَيْدٌ کہیں، تب بھی معنی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ ہم زید اور حامد کی اعرابی حالت سے فاعل اور مفعول کا تعین کر سکتے ہیں۔ البتہ اگر اَكْرَمَ يَحْيٰى عِيْسٰى کہیں تو اب یحیٰ کو فاعل اور عِيْسٰى کو مفعول ماننا لازمی ہے۔ لیکن اگر ہم اَكَلَ يَحْيٰى كُمَّثْرٰى (یحییٰ نے امرود کھایا) کے بجائے اَكَلَ كُمَّثْرٰى يَحْيٰى کہیں تو بھی درست ہوگا اور دونوں جملوں میں يَحْيٰى کو ہی فاعل مانا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ كُمَّثْرٰى (امرود) میں اَكَلَ کا فاعل بننے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔

آیت زیرِ مطالعہ میں فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى آیا ہے۔ اس میں اِحْدٰى اور اُخْرٰى، دونوں مبنی کی طرح ہیں اور دونوں میں فاعل اور مفعول بننے کی صلاحیت موجود ہے۔ البتہ ان میں امتیاز کرنے کا ایک قرینہ مجوود ہے۔ اس سے پہلے اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا میں اِحْدٰى کے بھولنے کی بات ہو چکی ہے اس لیے اب فَتُذَكِّرَ کا فاعل اَلْاُخْرٰى کو اور مفعول اِحْدٰىهُمَا کو مانا جائے گا۔

آیت نمبر(283)

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾﴾ ع

ر ھ ن

(ف) رَهْنًا: کسی بات کی ممانعت لینا۔ گروی رکھنا۔

رِهْنٌ: ج رِهَانٌ۔ اسم ذات ہے۔ ضمانت۔ رہن۔ آیت زیر مطالعہ۔

رَهِيْنٌ: فَعِيْلٌ کا وزن اسم المفعول کے معنی میں ہے۔ گروی رکھا ہوا۔ ﴿كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾﴾ (52/الطور:21) ''ہر شخص، بسبب اس کے جو اس نے کمایا، گروی رکھا ہوا ہے۔''

ترکیب

فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ مرکب توصیفی ہے اور مبتداء نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے۔ دوسرا امکان یہ بھی ہے کہ فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ کو خبر مان کر اس کے مبتداء کو محذوف مانا جائے۔ دونوں صورتوں میں مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اَمِنَ کا فاعل بَعْضُكُمْ ہے اور بَعْضًا اس کا مفعول ہے۔ اؤْتُمِنَ دراصل مادہ ''ء م ن'' کا باب افتعال میں ماضی مجہول اُوْتُمِنَ تھا۔ ماقبل سے ملانے کے لیے افتعال کا ہمزۃ الوصل صامت (SILENT) ہوا تو فاکلمہ کا ہمزہ واپس آ گیا۔ اب واو دراصل ہمزہ کو لکھنے کی کرسی ہے جس کو پڑھا نہیں جائے گا۔ اَمَانَتَهٗ کی ضمیر بَعْضُكُمْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَاِنْ	كُنْتُمْ	عَلٰى سَفَرٍ	وَّلَمْ تَجِدُوْا	كَاتِبًا	فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ
اور اگر	تم لوگ ہو	کسی سفر پر	اور تم لوگ نہ پاؤ	کوئی لکھنے والا	تو قبضہ میں لیا ہوا رھن (لینا) ہے

فَاِنْ	اَمِنَ	بَعْضُكُمْ	بَعْضًا	فَلْيُؤَدِّ	الَّذِى
پھر اگر	بھروسہ کرے	تم میں سے کوئی	کسی پر	تو چاہیے کہ واپس کرے	وہ جس کو

اؤْتُمِنَ	اَمَانَتَهٗ	وَلْيَتَّقِ	اللّٰهَ	رَبَّهٗ ؕ
امین بنایا گیا،	اس کی امانت کو	اور اسے چاہیے کہ وہ تقویٰ کرے	اللہ کا	جو اس کا پالنے والا ہے

وَلَا تَكْتُمُوا	الشَّهَادَةَ ؕ	وَمَنْ يَّكْتُمْهَا	فَاِنَّهٗ
اور تم لوگ مت چھپاؤ	گواہی کو	اور جو چھپاتا ہے اس کو	تو یقیناً وہ ہے

اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	عَلِيْمٌ 1
جس کا دل گناہ کرنے والا ہے	اور اللہ	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	جاننے والا ہے

آیت نمبر (284)

﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ ﴾

ترکیب

مَا مبتداء ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور فِي السَّمٰوٰتِ قائم مقام خبر ہے۔ اسی طرح مَا فِي الْاَرْضِ ہے۔ یہ دونوں جملے مبتداء مؤخر ہیں، ان کی خبر مُلْكٌ محذوف ہے اور ان کی قائم مقام خبر لِلّٰهِ مقدم ہے۔ يُحَاسِبْكُمْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور اس کا فاعل اَللّٰهُ ہے۔

ترجمہ

لِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ ؕ
اللہ کی ہی (ملکیت) ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے

وَاِنْ	تُبْدُوْا	مَا	فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ	اَوْ	تُخْفُوْهُ
اور اگر	تم لوگ ظاہر کرو	اس کو جو	تمہارے جی میں ہے	یا	تم لوگ چھپاؤ اس کو

يُحَاسِبْكُمْ	بِهِ	اللّٰهُ ؕ	فَيَغْفِرُ	لِمَنْ	يَّشَآءُ
حساب لے گا تم لوگوں سے	اس کا	اللہ	پھر وہ معاف کرے گا	اس کو جسے	وہ چاہے گا

وَيُعَذِّبُ	مَنْ	يَّشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ
اور وہ عذاب دے گا	اس کو جس کو	وہ چاہے گا	اور اللہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

آیت نمبر (285)

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ ﴾

ترکیب

اٰمَنَ کے فاعل اَلرَّسُوْلُ اور اَلْمُؤْمِنُوْنَ ہیں۔ الرَّسُوْلُ پر لام تعریف ہے۔ لَا نُفَرِّقُ سے پہلے وَيَقُوْلُوْنَ محذوف ہے۔ جبکہ غُفْرَانَكَ سے پہلے نَسْئَلُ محذوف ہے۔

ترجمہ

اٰمَنَ	الرَّسُوْلُ	بِمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْهِ	مِنْ رَّبِّهٖ
ایمان لائے	یہ رسول ﷺ	اس پر جو	نازل کیا گیا	ان ﷺ کی طرف	ان ﷺ کے رب (کی جانب) سے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ	كُلٌّ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ
اور ایمان لانے والے	سب	ایمان لائے	اللہ پر	اور اس کے فرشتوں پر

وَكُتُبِهٖ	وَرُسُلِهٖ ۣ	لَا نُفَرِّقُ
اور اس کی کتابوں پر	اور اس کے رسولوں پر	(وہ لوگ کہتے ہیں کہ) ہم فرق نہیں کرتے

بَيْنَ اَحَدٍ	مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ	وَقَالُوْا	سَمِعْنَا
کسی ایک کے مابین	اس کے رسولوں میں سے	اور ان لوگوں نے کہا	ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا	غُفْرَانَكَ	رَبَّنَا	وَاِلَيْكَ
اور ہم نے اطاعت کی	(ہم مانگتے ہیں) تیری مغفرت	اے ہمارے رب	اور تیری طرف ہی

الْمَصِيْرُ
لوٹنا ہے

آیت نمبر (286)

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ
اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ
لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٢٨٦ۧ﴾

ء ص ر

(ض) اَصَرَ — کسی چیز میں گرہ لگانا۔

اِصْرًا — اسم ذات ہے۔(۱) عہد و پیمان (۲) ذمہ داری۔ بوجھ۔ ﴿قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ﴾ (3/آل عمران: 81) ''اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا کیا تم لوگوں نے اقرار کیا اور تم لوگوں نے پکڑا یعنی قبول کیا اس پر میرے عہد کو۔''

ترجمہ

لَا يُكَلِّفُ	اللّٰهُ	نَفْسًا	اِلَّا	وُسْعَهَا ۭ	لَهَا	مَا
ذمہ دار نہیں بناتا	اللہ	کسی جان کو	مگر	اس کی اہلیت کو	اس کے لیے ہے	وہ (ثواب) جو

كَسَبَتْ	وَعَلَيْهَا	مَا	اكْتَسَبَتْ ۭ	رَبَّنَا
اس نے کمایا	اور اس پر ہے	وہ (گناہ) جو	اس نے اہتمام سے کمایا	اے ہمارے رب

لَا تُؤَاخِذْنَآ	اِنْ	نَّسِيْنَآ	اَوْ	اَخْطَاْنَا ۚ	رَبَّنَا	وَلَا تَحْمِلْ
تو مت پکڑ ہم کو	اگر	ہم بھول جائیں	یا	ہم چوک جائیں	اے ہمارے رب	اور تو مت ڈال

عَلَيۡنَآ	اِصۡرًا	كَمَا	حَمَلۡتَهٗ	عَلَى الَّذِيۡنَ	مِنۡ قَبۡلِنَا
ہم پر	کوئی ذمہ داری	جس طرح	تونے ڈالا اس کو	ان لوگوں پر جو	ہم سے پہلے تھے

رَبَّنَا	وَلَا تُحَمِّلۡنَا	مَا	لَا طَاقَةَ	لَنَا
اے ہمارے رب	اور تو مت اُٹھوا ہم سے	اس کو	کسی قسم کی کوئی طاقت نہیں ہے	ہم میں

بِهٖ	وَاعۡفُ	عَنَّا	وَاغۡفِرۡ	لَنَا	وَارۡحَمۡنَا
جس کی	اور تو درگزر کر	ہم سے	اور تو بخش دے	ہم کو	اور تو رحم کر ہم پر

اَنۡتَ	مَوۡلٰنَا	فَانۡصُرۡنَا	عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ
تو	ہماری بگڑی بنانے والا ہے	پس تو ہماری مدد کر	کافر قوم (کے مقابلے) پر

نوٹ۔1

نیکی کرنا انسانی فطرت کے مطابق ہے اس لیے اس کے لیے فعل ثلاثی مجرد سے كَسَبَتۡ آیا ہے۔ جبکہ بُرائی کرنے کے لیے انسان کو اپنے ضمیر سے لڑنا پڑتا ہے اس لیے اس کا فعل باب افتعال سے اِكۡتَسَبَتۡ آیا ہے۔

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے. جس جس نے بھی اس کارخیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب
کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.com, info@khuddam-ul-quran.com

03217805614,0412437618,0412437781

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر2 کینال روڈ فیصل آباد